ما شاء الله لا قوة الا بالله

خذوا ما آتیناکم بقوۃ

درین آوان سمت اتمام یافت قرآن حسب فرمایش جناب مولوی [illegible]

باہتمام راجی رحمت رب جلیل عاصی پر معاصی محمد اسرائیل عفا اللہ عنہ

در مطبع سعیدی کلکتہ واقع محلہ کلنگا مطبوع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد وسیلۃ الطالبین وعلی آلہ واصحابہ
واتباعہ اجمعین ۵ بعد اسکے سنا چاہئے کہ جو لوگ حق تعالی کے راضی کرنیکے طالب ہین اور
چاہتے ہین کہ حق تعالی کو راضی کرکے مقبولیت اور عزت اور اعتبار اوسکی درگاہ مین حاصل
کرین سو اونکا یہہ مطلب عقائد اور تصوف اور فقہ پر عمل کرنے پر موقوف ہے لیکن نجات کا مدار
کہ دوزخ کے عذاب سے نجات ہوجاوے بغیر عذاب کے یا بعد عذاب کے ان باتون پر نہین ہے
بلکہ نجات کا مدار صرف کلمہ ہے کہ اوسکو صدق دل اور درست اعتقاد کے ساتھ کہے اور برے
اعتقاد اور کلمۂ کفر سے پرہیز کرتا رہے اور علم عقائد کا اصل مقصد ایمانی باتون کا بیان ہے
اور علم فقہ کا اصل مقصد مکلفین کے اعمال کی درستی کا اور جو اونکے حق مین مفید یا مضر ہے
اوسکا بیان ہے اور علم تصوف کا اصل مقصد احسان کی باتون کا بیان ہے چنانچہ قریب ہے
کہ یہ تینون باتین حدیث سے ثابت ہونگی اور تصوف کی کتابون مین جو توحید اور معرفت
اور ارکان تصوف کا بیان کرتے ہین اور علوم اشارہ یا احوال بولتے ہین یا بعضے کلمات اشارے
کے بیان کرتے ہین یا حالات اور مقامات کا بیان کرتے ہین سو سب احسان کے مراتب
پہنچوا دینے اور اوسکے حاصل ہونیکے طریق کے بیان مین ہے کہ جسکو سلوک الی اللہ بولتے ہین

اور اِس ملک مین بہت لوگونکو دیکھا کہ عمل اور قول اونکا عقائد فقہ تصوف کے سراسر خلاف اور اِن مذکور چیزون سے وے نرے ناواقف ہین باوجود اسکے دعوا کرتے ہین کہ ہم صوفی ہین اور گناہ اور کفر کی بات کو تصوف کی باتین مقرر کیا ہے معلوم نہین کہ یہہ بات جہالت کے سبب سے ہی یا کسی دین کے دشمن نے اسلام کا لباس پہرکے مسلمانون کو دھوکھا دیا ہے پھر فقہی مسئلون مین ایسا دھوکھا دینے کا قابو نہ پایا کیونکہ اوسکے احکام اور مضمون کھلے کھلے اور اعمال ظاہر سے علاقہ رکھتے ہین اور اوسکا درس اور تدریس کثرت کے ساتھہ مبتدی اور منتہی مین جاری ہی اور اوسکی کتابین ہر جگہہ پر بکثرت موجود ہین اور تصوف کے مضمون اعمال باطن اور اشارات سے علاقہ رکھتے ہین اور اونکا سمجھنا مبتدیون پر دشوار ہے اور درس اور تدریس بھی اوسکا ہر جگہہ پر جاری نہین اور اوسکی کتابین بھی ہر جگہہ پر موجود نہین اِس سبب سے دشمنون نے طریقت کے پیشوا حضرات صوفیہ جو اُمت محمدیہ مین سے سب سے زیادہ صحابہ کی اقتدا کرکے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع مین پورے اُترے ہین اور سابقین اور مقربین کا درجہ پائے ہین سو اونکے طریقہ سے لوگونکو پھیرنے اور برے اعتقاد کرنے اور ایسے بزرگون کی صحبت کے فائدے اور تاثیر سے محروم رکھنے کے واسطے بعضے بعضے خلاف شرع باتون اور رسمونکو جاری کرکے نادانونکو سمجھا دیا کہ یہہ باتین اور رسمین اگرچہ شریعت کے خلاف ہین مگر طریقت اور تصوف مین درست ہین اور نادانون کے کان مین پھونک دیا کہ صوفیون اور عالمون مین ہمیشہ سے اختلاف چلا آیا ہی اور یہہ اونکا بڑا افترا ہے اور فقط وسواس دلانا کیونکہ شریعت کے موافق عمل کرنے اور راہ چلنے کا نام طریقت ہی اسیکو تقویٰ کہتے ہین اور جو مومن متقی ہے وہی ولی اور شرع کا تابع اور صوفی اور درویش ہی اور جو لوگ علمائے آخرت ہین وے صوفی ہین اور آخرت کے عالمونکا اصل مقصد اور اونکے علم کا پھل ایمان تحقیقی اور تقویٰ ہے اور اگر ایمان اور تقویٰ اور شرع کے خلاف کو درویشی سمجھتے ہین تو ایسی درویش عالمونکے خلاف کے کیا معنے بلکہ قرآن اور حدیث کے خلاف ہی اور یہہ تصوف نہین ہی اور مشکل تو یہہ کہ بعضے بعضے

خواص اور پڑھے لوگ بلکہ اکثر لوگ ایسی باتین کہدیا کرتے ہین اور اکثر لوگ بسبب ناواقفی کے
جنکی شعر مین کفر اور الحاد اور دین اسلام کے عقائد کے خلاف بات بھری ہو یا ہندؤن کے عقیدے
کی بات بھری ہے یا اسلام اور کفر دونون سے انکار کا مضمون بھرا ہے یا نماز اور مسجد اور عالم
کی ہتک کی بات بھری ہو جیسے یہہ بات دل کو پوچ دیوانے ملا مسجد جو نا کنکر ہو وعلی ہذا القیاس
ایسے لوگون کو بڑا درویش کامل اور صوفی سمجھے ہین اور بعضے لوگ صوفی ایسے لوگون کو
سمجھے ہین کہ جو لوگ معاذ اللہ سبکو خدا جانتے ہین اور بعضے سمجھے ہین کہ باجے کے ساتھ راگ
سنا جس طور سے شریعت مین منع ہے صوفیون کے مذہب مین معاذ اللہ عبادت ہو اور اپنے
مرشدون کا عرس کرنا اور قبرون پر روشنی کرنا اور قوالون کو بلانا اور وہان پر حال کی مجلس کرنا
اونکے طریقہ مین ضرور ہے غرض اس قسم کے بدعتی کو ناوان لوگ صوفی جانتے ہین اور
چونکہ ایسے بدعتی لوگ دعویٰ درویشی کا کرتے ہین اور لوگونکو مرید کرتے ہین اس سبب سے
ناواقف لوگ ایسے لوگون کو مرشد اور صوفی جانتے ہین اور سچے صوفی جو سنت کے تابع اور
تقویٰ مین کامل ہین اور حقیقت مین وے مرشدی کے قابل ہین سو اونکو نہین پہچانتے ہین
ایسا حال دیکھکے اپنے زمانے مین ابوالجیب سہروری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے تصوف کے
رسالہ جو نہایت معتبر ہے فرمایا کہ صوفیہ کے طریق پر چلنا درست نہین ہو مگر اوسکے بعد کہ پہلے
اونکے عقائد اور اونکے ظاہر اور باطن کے آداب پہچان لے اور اونکی محاورے کی بولیونکو
سمجھے اور اون کے کلام مین اونکی اصطلاحات کو جانتا ہو تاکہ اوسکو صوفیہ کے قدم بقدم چلنا
اور اونکے افعال اور اقوال مین اونکی پیروی کرنا ٹھیک پڑے کیونکہ اسوقت مین یہ حال ہو
کہ جھوٹے دعویٰ کرنیوالون کی کثرت سے محقق لوگون کا حال پوشیدہ ہو گیا ہے اور حقیقت یہ ہے
کہ مفسدون کا فساد مفسدون ہی پر جا پڑتا ہو اور اونکا فساد نیک لوگون کی نیکی مین عیب
نہین لگا سکتا انتہی سچ ہے جو چاند پر خاک پھینکتا ہے اوسیکے منہ پر خاک پڑتی ہے مگر ناوان
لوگ بسبب ناواقفی کے سچے مرشد کی صحبت کے فائدے سے محروم رہتے ہین اسواسطے اس

ملک اور اسوقت مین صوفی اور تصوف کی حقیقت اور تصوف پر عمل کرنیکا طریقہ اور صوفیہ کے علم اور عقائد اور اونکے ظاہر اور باطن کے آداب اور اونکے محاورے کی بولیون اور اونکی اصطلاحات کا بیان کرنا مناسب جانا اور اس بات مین اللہ تعالیٰ سے مدد مانگا اب پہلے جاننا چاہیئے کہ مشکوٰۃ مصابیح مین کتاب الایمان کی پہلی فصل مین جو پہلی حدیث جسکو سارے محدثین سے صحیح کہا ہے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اوسکو حدیث جبرئیل کہتے ہین اور اُمّ الاحادیث اور اُمّ الجوامع بھی کہتے ہین اسواسطے کہ جتنے علم حدیثون سے معلوم ہوتے ہین سو سب اُس حدیث مین پائے جاتے ہین وہ حدیث پوری جو چاہیئے سو مشکوٰۃ مین دیکھ لے اوس حدیث مین حضرت جبرئیل علیہ السلام نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام اور ایمان اور احسان اور قیامت کی نشانیون کا سوال کیا ہے اور آنحضرت نے جواب دیا ہے سو اس مقام مین چونکہ تصوف کا بیان منظور ہے اسواسطے جس سوال اور جواب سے تصوف ثابت ہوتا ہے اوسکو ہم لکھتے ہین وہ یہہ کہ اسلام اور ایمان کے سوال کا جواب پانیکے بعد جبرئیل نے پوچھا فَاَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِحْسَانِ قَالَ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ کَاَنَّکَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاکَ پھر خبر دو مجکو احسان کی حقیقت کی فرمایا یہہ کہ بندگی کرے تو اللہ کی اسطرح کہ گویا کہ دیکھتا ہے تو اوسکو اور اوسمین شک نہین کہ جسکا یہہ حال ہوگا وہ نہایت ہیبت اور تعظیم اور اللہ کو نہایت بزرگ جاننے اور خشوع اور خضوع یعنے عاجزی اور فروتنی اور حیا اور شوق اور ذوق اور محبت اور انجذاب یعنی اللہ کی طرف کھینچنے کی حالت مین ہوگا اور مقام مشاہدہ اور ذوق اور حضوری کے دریا مین ڈوبنے کا ہے اور اس مرتبہ سے نیچا مرتبہ مراقبہ کا ہے وہ کیا ہے کہ بندیکے حال کا علم اور بندے کے حال پر نظر جو اُس معبود کی ہر دم ہے اِسکے خبردار ہونا جیسا کہ فرمایا پھر اگر نہین ہے تو اس حال کے ساتھ کہ گویا کہ تو اوسکو دیکھتا ہے تو یون جان کہ وہ تجھکو دیکھتا ہے اِس صورت مین بھی بندہ بہت ڈرتا رہیگا اور حرکات سکنات مین احتیاط کرے گا اور اپنے افعال اور احوال کی نگاہ بانی کرے گا اور ادب کے

ساتھ رہیگا اور اوسکے دل مین چین ہوگی اور عبادت مین وہنے بائین نہ دیکھے گا انتہی ہیں
حدیث مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام اور ایمان اور احسان کا جو بیان فرمایا ہے
سو اوسکی شرح مین حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین جان تو کہ دین
کی بنیاد اور اوسکا کمال فقہ پر اور کلام پر جسکو علم عقائد کہتے ہین اور تصوف پر ہے اور اس حدیث
شریف نے ان تینون مقام کا بیان کیا اسلام اشارہ ہے فقہ کیطرف کہ اوس مین اعمال اور
احکام شرعیہ فرعیہ کا بیان ہے اور ایمان اشارہ ہے اعتقادی مسئلون کیطرف جو اصول کلام
کے مسئلے ہین اور احسان اشارہ ہے اصل تصوف کی طرف اور اصل تصوف کے معنی صدق
توجہ الی اللہ یعنے اللہ تعالیٰ کی حضوری پر یقین کامل اور تصدیق دلی کا حاصل ہونا اور معبود
کے مشاہدہ اور اوسکی ذات پاک کی حضور مین ڈوب جانا اور ٹکی لگانا اور مشایخ طریقت نے
تصوف کے بیان مین جن جن معنون کا اشارہ فرمایا ہے وہ سب معنے اسی معنے سے آملتے ہین
اور فقہ اور تصوف اور کلام آپس مین ایک کو ایک لازم ہین اور ایک سے ایک لگے ہین
ان مین سے ایک بھی بے دوسرے کے پورا نہین ہوتا اور اوسکی صورت نہین درست ہوتی
تصوف سے فقہ کے صورت نہین پکڑتا کیونکہ احکام الٰہی بے فقہ کے پہچانے نہین جاتے اور
فقہ بے تصوف کے پوری نہین ہوتی کیونکہ عمل بے صدق توجہ کے پورا نہین ہوتا اور تصوف
فقہ دونون بغیر ایمان کے صحیح نہین ہوتے مانند روح اور جسم کے کہ دونون مین سے کوئی ایک
بے دوسرے کے موجود نہین ہوتا اور کمال نہین قبول کرتا اسی سبب سے امام مالک رحمۃ اللہ
علیہ نے فرمایا مَنْ تَصَوَّفَ وَلَمْ یَتَفَقَّهْ فَقَدْ تَزَنْدَقَ وَمَنْ تَفَقَّهَ وَلَمْ یَتَصَوَّفْ فَقَدْ تَفَسَّقَ
وَمَنْ جَمَعَ بَیْنَهُمَا فَقَدْ تَحَقَّقَ یعنے جس شخص نے تصوف اختیار کیا اور فقہ نہ اختیار کیا تو بیشک وہ
زندیق یعنے کافر ہوا اور جس شخص نے فقہ اختیار کیا اور تصوف نہ اختیار کیا تو بیشک وہ فاسق
ہوا اور جس شخص نے دونونکو جمع کیا اور دونون کے موافق عمل کیا تو بیشک وہ شخص محقق ہوا
اور اوسکو دین حق حاصل ہوا پس کمال جامعیت یہہ ہے یعنے دین مین پورا اترنا اور پورا

دیندار ہونا یہہ ہے اور باقی پاؤن کا پھیلانا اور گمراہی ہے بعد اسکے سارے حدیث کی شرح
کے آخر مین فرماتے ہین یہان سے معلوم ہوا کہ دین بولتے ہین اسلام ایمان احسان سبکو
ملا کے اور شریعت نام ہے اس مجموع کا اور کبھی فقط اسلام کو بھی دین بولتے ہین جیسا کہ اس آیت
مین ہے اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ دین جو ہے اللہ کے یہان سو یہی مسلمانی
حکم برداری اور شریعت بھی کبھی فقط احکام فرعیہ فقہیہ کو بولتے ہین جیسا کہ بولتے ہین شریعت
اور طریقت اور حقیقت سو یہہ تینون بھی شاخین اور ٹکڑے دین کے ہین اور حقیقت بولتے ہین
شریعت کی حقیقت کو تاکہ جن چیزون پر ایمان لائے ہین اونکی حقیقت کو سمجھتین اور جو کچھہ سنتے ہین
اوسکو ظاہر مین دریافت کرین نہ یہہ کہ حقیقت کوئی دوسری چیز ہے شریعت کے خلاف حاصل
کلام کا دین ایک ہے دین دو نہین ہوتا اور جو شخص کہ اسکے سوا سمجھے سو خطا کرے انتہی اس
بیان سے معلوم ہوا کہ احسان کا درجہ تصوف پر عمل کرنیسے حاصل ہوتا ہے اور حدیث مذکور مین
احسان کا دو درجہ بیان فرمایا مشاہدہ اور مراقبہ اور مشاہدہ جو ہے سو وہی ایمان تحقیقی اور اصل
ایمان ہے جسکو عین الیقین کہتے ہین اور بخاری مین ہرقل والی حدیث صحیح سے ثابت ہے
کہ ایمان کی بشاشت اور خوشی جب دل مین داخل ہوتی ہے تب پھر جاتی نہین اور دل مین
جو ایمان داخل ہوتا ہے اوسکو حق الیقین کہتے ہین جو مشاہدہ کا اعلی قسم ہے اور یہہ بھی معلوم
ہو چکا کہ فقہ کے موافق عمل بھی بے تصوف کے درست نہین ہوتا تو اب ثابت ہوا کہ مومن کو
تصوف پر عمل کرنیکی بڑی حاجت ہے اور تصوف پر عمل کرنا بغیر صحبت اور تعلیم مرشد کامل کے جو
تصوف سے واقف اور اوسپر عامل ہے ممکن نہین اور یہہ بات ظاہر ہے کوئی کام بغیر اوستاد
کے نہین آتا اسیواسطے سلسلہ بیعت کا جاری ہے اور گیارہوین سیپارہ سورہ یونس مین
ولی کی دو نشانی ایمان اور تقوی جو ذکر فرمایا ہے سو بھی تصوف پر عمل کرنے سے حاصل ہوتا
ہے اور اسوقت مین اکثر بھائیونکو دیکھا کہ تصوف کے علم سے غافل ہین اور اوس علم کی طرف
متوجہ نہین ہوتے اور جب اوسطرف متوجہ نہین ہین تو وہ علم کہان سے حاصل ہوگا اور اوس

علم کے موافق عمل کیونکر درست ہوگا اور یہہ بھی دیکھا کہ لوگ مرشد غیر مرشد بھلے بُرے کو نہین
پہچانتے او یہہ بھی نہین جانتے کہ ذکر کسکو کہتے ہین اور ذکر کتنے قسم ہین اور ذکر سے کیا فائدہ
ہوتا ہے اور اوسکا انجام کیا ہے اور مرشدی کے قابل کون ہے اور کون نہین ہے اور مرشد کا
کیا کام ہے اور اوس سے کیا فائدہ ہوتا ہے اور صوفی کیسے لوگ ہوتے ہین اور تصوف کی حقیقت
کیا ہے اور تصوف کا موضوع کیا ہے یہہ سب نہ جاننے کے سبب سے اکثر عوام لوگ بلکہ کبھی
کبھی خواص لوگ بھی کسی کسی مقام مین دھوکھا کھا جاتے ہین یہان تک کہ جو شخص کہ تصوف
سے اور صوفیہ کے علم اور اونکی اصطلاحات سے بھی مطلق واقف نہین ہے اور تصوف کے
موافق عمل کا تو کیا ذکر ہے ظاہری عمل بھی اُسکا ٹھیک نہین یہان تک کہ لباس ظاہری
بھی خلاف شرع ہے اور جیسا لباس شرع مین منع ہے ویسا لباس پہرتا ہے یا کھلی کھلا بدعت
مین گرفتار ہے ایسے شخص سے لوگ بیعت کر لیتے ہین اور ایک قسم کے قصہ خوان لوگ ہین
کہ اونکے پاس وعظ کی کتاب بنی ہے اوسمین عجیب اور غریب قصے کہانی اور مثالین لکھی ہین
گانون گوئین مین اوسکو سناکے آدمی کو کبھی رولاتے ہین اور کبھی ہنساتے ہین اور اوسمین
اکثر وضعی اور جعلی باتین بھری ہین اوسکو وے لوگ حدیث کہہ کے بیان کرتے ہین پھر جاہل لوگ
اونکا وعظ اور اُنکی خوش تقریر سُنکے اونکو عالم جان کے اُنسے مسئلے پوچھتے ہین تب وے
دغا باز اونکو اُن مسئلونکا غلط جواب جو مذہب اور عقیدے کے خلاف ہے دیتے ہین اور ان
دغا بازون کے سبب سے اِس ملک مین طرح طرح کا فساد برپا ہوا ہے اگر اِسلام کا بادشاہ
اور قاضی ہوتا تو ان دغا باز قصہ خوانونکی بڑی سزا اور تعزیر کرتا سو لوگ اِن قصہ خوانون سے
بھی مُرید ہو جاتے ہین اور ایک قسم کی عورتین ہین کہ وے ایک نیلے کپڑے مین ایک صندوق
باندھے ہوئے سر پر لیئے پھرتی ہین اور اُسکو بی ڈولا کہتی ہین اور اونکے پاس ایک
کتاب ہوتی ہے اوسمین دوزخ اور بہشت اور میزان اور پلصراط اور فرشتے وغیرہ چیزونکی
تصویر لکھی ہوتی ہے اور وہ عورتین جو جن کہلاتی ہین لوگون کے گھر مین جا کے اونکو ڈراکے

کچھ کہا لیتی ہین سو اُن قصہ خوانونکا ایسا ہی حال سمجھو اور سنا ہے کہ یہہ عورتین اُنھین قصہ خوانون کے قوم کی ہوتی ہین تعجب نہین کہ یہہ بات سچ ہو اور اکثر نادان لوگونکا یہہ طور ہے کہ اونکے قدیم بزرگون کے جو پیر تھے اونھین پیر کے گھر آنے مین جو پیرزادہ ہوتا ہی اُسکے مرید ہوتے ہین اگرچہ اوسکے مذہب اور اعمال مین خلل ہو اور ایسا بھی دیکھنے مین آیا کہ جو کوئی شخص جاہل اور خلاف شرع اور مبتدع ہوتا ہے مگر کسی بزرگ کی اولاد مین سے وہ ہوتا ہی اوس شخص سے لوگ بیعت کر لیتے ہین اور جب اوسکا کوئی حال پوچھتا ہے تب کہتے ہین کہ سبحان اللہ انکو کیا پوچھنا ہے یہہ حضرت مخدوم شاہ فلانیکے فرزند وئین اور نہایت عالی نسب ہین چوکومت انسے مرید ہو لو یہہ بعینہ ویسی سمجھ ہے جیسا کہ ایک شہر مین ایک خانسامان نے کئی خانسامان لوگ کو جمع کر کے اپنی لڑکی کی نسبت کیواسطے مشورہ پوچھا کہ فلانی خانسامان کے بیٹے کی نسبت میری بیٹی سے آتی ہے آپ لوگ کیا فرماتے ہین تب خانسامان لوگ بولے کہ وہ تو فلانے صاحب کا خانسامان ہے اور وہ صاحب بڑے باپ کا بیٹا ہے اوسکا اسقدر روپیہ جمع ہی اس نسبت سے چوکومت اور یہان تک جہالت حد کو پہنچی کہ اپنے پیرزادونکو بعضے بڈھے خیرخواہ مرید برا کہتے ہین کہ انھون نے اپنے باپ دادون کا نام ڈوبایا اور اونکو نصیحت کرتے ہین کہ اپنا طور اچھا بناؤ نہین تو مرید لوگ چھوٹ جاوینگے اور اُن پیرزادونکو نہایت ذلیل جانتے ہین مگر باوجود اسکے جب مرید ہونیکو ہوتے ہین تب بڑی بڑی طیاری کا کھانا کر کے براوری کو جمع کر کے اوسی ذلیل پیرزادیکو بلا کے مرید ہوتے ہین اور ایکروز کیواسطے اوسکے معتقد بن جاتے ہین اور یہہ جہالت بعینہ ہندؤن کی سی ہی جیسے وےلوگ برہمنونکو معتقد ہوتے اور برہمن کے فعل سے اونکو کچھ غرض نہین ہوتی ویسا ان لوگون کا حال ہے یہان تک کہ بے نمازی یا اپنے مذہب کے خلاف شخص سے مرید ہو جاتے ہین اور باوجودیکہ جانتے ہین کہ اسکا مذہب دوسرا ہی بلکہ کہتے بھی ہین کہ اسکے باپ بڑے مضبوط سنت وجماعت تھے یہہ تھوڑے روز سے بگڑ گئے ہین مگر ایسے شخص سے مرید ہوتے ہین اور

بعضے نادان اپنی یا اپنے بال بچون کی بیماری مین یا مقدمہ لڑنے مین یا اور دوسری حاجت دنیاوی کیوقت کسی مکار بے نمازی یا کسی گنجہے بھنگی فاسق بدعتی بلکہ شرک مین گرفتار شخص سے وعدہ کرتے ہین کہ اگر یہہ بیماری دفع ہوا اور یہہ مطلب پورا ہو تو ہم آپکے مرید ہوں پھر اپنا مطلب حاصل ہونے سے نہایت معتقد ہوکے اوس شخص کے مرید ہوتے ہین اور جیسے مرشد سے بیعت کرنا شریعت سے ثابت ہی ویسے مرشد سے پھر دہراکے بیعت نہین کرتے گویا بیعت کو ایک رسم جانتے ہین اور سمجھتے ہین کہ جب کسی سے بیعت کرلیا بس رسم ادا ہوگئی اور کوئی اپنی بدعتی خلاف شرع پیر سے بیعت کرکے پستاتا ہی اور کہتا ہے کہ ہمارا ارادہ تو مدت سے فلانے عالم اور بزرگ سے بیعت کرنے کا تھا اور فلانے سے ہوگئے سو کیا کرین اب تو مرید ہوچکے مگر بیعت نہین دہراتا اور طریقت کے پیشواؤن نے جو دو چار یا زیادہ مرشد سے بیعت کیا ہی باوجودیکہ اُنکے سب مرشد اچھے تھے اِسکا مطلق خیال نہین کرتا کوئی ایسا نادان ہی کہ اوسکا اعتقاد سچے مرشد سے بیعت کرنے کا دل وجان سے ہوتا ہے مگر اوسکے بزرگونکی مرشد کی خاندان مین سے کوئی شخص جاہل اور خلاف مذہب اور فاسق اور بے نمازی شرک مین گرفتار اوسکو دھمکاتا ہی کہ اگر دوسری جگہ مرید ہوگئے تو خراب کرڈالون گا اور راندونگا تب وہ نادان ڈر کے مارے سچے مرشد سے بیعت نہین ہوتا اور اوس جاہل کو اتنا بھی نہین کہتا کہ تو تو آپ راندا ہوا خراب ٹھگی کرتا پھرتا ہی تو ہمکو کیا خراب کریگا اور کیا راندے گا اگر تجھمین کچھ قدرت ہے تو اپنے اوپر سے اِن سب بلا کو دور کر اور جو لوگ حضرات کرتے ہین اور اوسکی حقیقت یہہ ہی کہ وے لوگ کسی شرک کے عمل مین گرفتار ہوکے جنات سے دوستی پیدا کرتے ہین اسی سبب سے جسکے ہاتھ مین ایک کاغذ کا پرچہ دیکے بٹھلاتے ہین اسکی نظر مین طرح طرح کے خیالات دکھائی پڑتے ہین سوار نظر آتے ہین اور مریض پر جو بھوت لگا ہی اوسکو پکڑ لاتے ہین اور باندھتے ہین یا شیشے مین قید کرتے ہین سو شریعت مین انکو کاہن کہتے ہین اور ہندوؤن کی زبان مین اوجھا

اور فال دیکھ کے غیب کی بات جھوٹھ موٹھ بتاتے ہین انکو شریعت مین منجم کہتے ہین اور
یہہ دونون قسم کے لوگ شریعت مین کافر ہین اسمین کسی عالم کا اختلاف نہین سو ایسے
لوگون سے بھی جاہل لوگ مرید ہوتے ہین سبحان اللہ لوگ مرید ہوتے ہین اور بیعت
توبہ کرتے ہین ایمان کامل حاصل ہونے اور کفر شرک گناہ چھوڑنے کے واسطے اور یہہ
جھوٹھا جاہل تو خود کفر اور شرک کا کام کرتا ہے کہ اُجھائی کرتا ہو اور اوسکا نام حضرات
کرنا رکھتا ہو اور نجوم کی کتاب کو فارسی کا لباس پہنا کے اوسکو فال کی کتاب کہتا ہے
اور اوسپر عمل کرتا ہے ایسے شخص سے مرید ہونا اور اوس کی بات پر یقین کرنا کفر ہے
بھلا اہل اسلام مین مرشد کی اور سچی دعا کی کون سی کمی ہے اور حقیقت یہہ ہو کہ ہندؤنکی
صحبت کے سبب سے جاہلون خصوصًا اونکی عورتون کے عقیدے مین فساد آگیا ہو
اور اِس کفر کی بات پر بڑا اعتقاد رکھتے ہین اور ایسے شخص کو بیماری کی بیقراری مین
بہت کچھہ دیتے ہین اور ایسے شخص کے پاس جانیسے اگر کوئی منع کرے تو چھپ کے
آتے ہین اور ایسے شخص کے پاس جاہل ضعیف الایمان مسلمانون اور کافرون کا بڑا جماؤ
رہتا ہو خصوصًا عورتون کا اور سچے مرشد کے پاس آنیسے جاہلونکو نفرت ہوتی ہو تب
اِن مکارون نے دنیا کمانے کے واسطے دینی کتاب کو صاف جواب دیا اور اِس
کفر کی بات مین جاہلونکو پھنسایا دیکھو کسقدر نادانی پھیل گئی ہے اور کوئی ایسا ہو کہ رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ اور حضرات صوفیہ کے تعلیم کے طور کے نہ جاننے کے سبب سے
اوسکو یہہ وہم آگیا ہو کہ مرشد کامل جو ہوتا ہے سو تصوف کے باریک مسئلے مرید کو
زبان سے نہین بتاتا بلکہ مرید کو ایسا توجہ دیتا ہے یا ایسی ایک نگاہ کرتا ہے کہ مرید
پر سارے مسئلے کھل جاتے ہین اور کہتا ہو کہ اس زمانے مین ایسا مرشد نایاب ہے
اور بعضے لوگ جانتے ہین کہ تصوف کی باتین چھپانے کے قابل ہین اور اوسکا افشا
کرنا اور مجلس مین بیان کرنا درست نہین اون باتون کو مرشد کانون کان مرید کو بتاتا

اور یہہ سب نری جہالت اور دین کے احکام سے واقف نہونیکا باعث ہی جیسا اور سب
مسئلون کا بیان کرنا اور نا واقفون کو اُسسے واقف کرنا عالمو نپر فرض ہی ویسا تصوف کی
مسئلون کا بھی حال ہے فقہ عقائد تصوف سب حدیث اور قرآن کے مضمون ہین اُسکے
چھپانیکی کیا وجہ ہان عین العلم مین یہہ البتہ ہے کہ خواص لوگ اللہ تعالی کے حقائق
صفات کو عوام سے اونکی فہم کے لائق بیان کرین یہہ کسی کتاب مین نہین ہے کہ
بالکل چھپاوین اور تصوف کا اصل مسئلہ تو توحید ہے سو اوسکو پانچو وقت موذان کو
باآواز بلند پکارنے کا حکم ہے یہہ بات بھی ہندوٗن سے سن کے کہتے ہین ہندوٗن کا
گرو کان مین اپنا منتر کہہ دیتا ہی معاذ اللہ کیسا کیسا افترا اور فساد دین کے دشمنون نے
عوام مین پھیلا دیا ہی ہان یہہ البتہ ہی کہ اللہ تعالی کے اسرار اور پوشیدہ بھید کے علم
سے ہر کوئی واقف نہین اوس علم کو اللہ تعالی بڑے بڑے خواص اولیا اور درویشونپر
ظاہر کرتا ہے سو اُس علم کے چھپانیکا بھی حکم نہین بلکہ حدیث مین آیا ہے کہ جب وے
اوس علم کا بیان کرتے ہین تب اوسکا اِنکار نہین کرتے مگر جو لوگ اللہ سے غافل ہین جیسا کہ
دوسری فصل مین وہ حدیث لکھینگے انشاء اللہ تعالی غرض ایسے ایسے وہم اور جہالت
کے سبب سے لوگ علم تصوف کو بے کام جان کے اور تصوف کے علم کو جو احسان کے
بیان ہی خلاف شرع سمجھ کے اوسکی کتابونکو نہین دیکھے اور مرشد صاحب تاثیر کی صحبت
اور بیعت کی برکت اور فائدہ حاصل کرنیسے محروم رہتے ہین اور صوفی لوگون کی عادت
ہے کہ اپنی تئین سب سے بڑا جانتے ہین اِسکے خلاف جو لوگ شرک اور بدعت کے منع
کرنیوالے مرشد اور دیندار علماے آخرت پر طعن کرتے ہین اور باوجودیکہ تصوف سے
کچھہ واقف نہین ہین مگر عوام فریب باتون کے زور سے مرشد اور درویش بن جاتے ہین
مثلاً کہتے ہین کہ دیکھو دو کوڑی کے شیشہ سے آگ لگ جاتی ہے اور بڑے بڑے قیمتی
جواہر ہیرے لعل زمرد سے آگ نہین لگتی سو ہم دو کوڑی کے شیشے فقیر مسکین ہین یہہ معرفت

کی راہ ہمسے ملیگی عالم لوگ اور بڑے بڑے مرشد اور مولانا بڑے آدمی اور ہیرے لعل ہین وے
قرآن کے ورق اُلٹا کرین اُنکے پاس کیا ہی اور اُنسے معرفت سے کیا علاقہ اُنسے یہہ راہ
نہ ملیگی سوا ایسے مغرور لوگون کے لوگ معتقد بن جاتے ہین حالانکہ ایسے لوگ اپنے غرور کے
سبب سے دو کوڑی کے شیشہ بھی نہین اور درویشی کی راہ سے بہت دور پڑے ہین کیونکہ درویش
لوگ اپنی تئین سچ مچ سے برا جانتے ہین ہان کافر اور مشرک اور فاسق اور بدعتی کو شرع
کی اتباع کرکے برا کہتے ہین تاکہ لوگ اونکی راہ اور چال سے نفرت کرین تعرف مین لکھا ہی
کہ فضیل ابن عیاض رحمہ اللہ سے عرفات مین ذی الحجہ کی نوین کے شام کو کسی نے کہا کہ
لوگونکا حال کیسا دیکھتے ہو کہا کہ سبکے سب بخشے گئے ہین اگر مین انمین نہوتا یعنے چونکہ مین
اِنکے درمیان مین ہون اسسے اِنکے مغفور اور بخشے گئے ہونے مین کچھہ شبہہ ہو تو ہو باقی
اِن سبکے مغفور ہونے مین کیا شک ہی اور یہہ لوگ کیا اچھے نیک پاک تھے اُنکی جماعت مین
کچھہ گنہگار کے ہونے سے داغ لگا اور سری سقطی نے کہا کہ مین ہر روز کئی بار آئینہ دیکھا
کرتا ہون اِس خوف سے کہ کہین میرا منہہ سیاہ تو نہین ہوا اور یہہ بھی کہا کہ مجکو یہہ بات
پسند نہین کہ جہان لوگ مجکو پہچانتے ہین وہان مین ہون اِس خوف سے کہ کہین مجھکو
زمین قبول نکرے اور قبر سے باہر نکال پھینکے تو مین فضیحت ہون انتہی اور بعضے لوگونکو
دیکھا کہ دو تین مہینے یا دو تین برس کسی بناوٹ والے کی خدمت مین دن رات ذکر
سیکھتے رہے جب اُنسے مشاہدہ کی حقیقت اور ذکر کا انجام پوچھا تو اوسکا جواب مطلق نہ دے
سکے اور کہا کہ بھلا تھوڑے دن مین یہہ باتین کسطرح معلوم ہوتین سبحان اللہ ایمان
تحقیقی جسکو مشاہدہ کہتے ہین اِن لوگون کے نزدیک ایسا مشکل ہوا کہ اوسکی حقیقت دو تین
مہینے اور دو تین برس مین مرشد سمجھا نہ سکا بھلا اوسکا حاصل ہونا کتنی مدت مین ہوتا ہوگا
حالانکہ یہہ مضمون ایک دو روز ہفتہ عشرہ مین مرشد سمجھا دیتا ہی اور مرشد کی مجلس مین
اور وعظ مین اور ذکر فکر تعلیم کیوقت اور نماز روزے تلاوت کی تعلیم کیوقت اِسی مضمون کا

پر چار ہنا ہی ہان اُسکا حاصل ہونا عنایت الہی پر موقوف ہی اور اُسکے حاصل ہونیکے
اسباب حق سبحانہ نے مقرر کیا ہی اور اوسکو ہم مقدمہ مین ذکر کرینگے انشاء اللہ تعالی اون
اسباب کی قوت سے سلوک کرنا اور اللہ کی راہ مین مشاہدہ کی طلب مین چلنا ہوتا ہے سو
اون باتونکو مرشد ایک ساعت مین سمجھا دیتا ہی اور مرید کو اتباع کی راہ چلاتا ہی تب
اتباع کی برکت سے مرشد کے توجہ اور تعلیم کی تاثیر جلد ہوتی ہی اور چند روز مین طلب سلوک
مین پورا اُتر جاتا ہی یہہ تو دین اور شریعت کا ضروری مسئلہ ہے جیسا اور سارے مسئلونکو
سمجھنے سمجھانے اور عمل کرنے کا حال اور طور ہے ویسا اسکا بھی مگر اسمین شبہ نہین کہ ہر عمل
کے عمل کرنیوالون کے درجے مین تفاوت ہوتا ہے کوئی بڑا درجہ پاتا ہی کوئی کم جیسے کوئی
گزی گاڑہا بن کے گذران کرتا ہے کوئی مشروع گلبدن کمخاب اور کوئی بوریا ہے بن کے
ہان جیسے جیسے عمل کرتا جاتا ہی ویسے ویسے درجے مین ترقی ہوتی جاتی ہے اور بندے
اور حق سے تو زندگی بھر معاملہ رہتا ہے مگر مرشد کا جو کام ہی سو اُسے چند روز مین فراغت
ہو جاتی ہی جسطرح نماز روزہ جیسا کہ اوسکے ادا کرنیکا حق ہی چند روز مین اوستاد
تعلیم کر دیتا ہی تب بندہ اوسمین زندگی بھر لگا رہتا ہی اور بندیکا درجہ بڑھتا جاتا ہے
ہر وقت اور زندگی بھر اوستاد اور مرشد کو کون بغل مین لیئے پھرتا ہی باقی اسمین شک نہین کہ
اِس راہ کے بڑے درجہ والے ہزارون مین ایک ہوتے ہین اور اونکی شناخت تصوف
کی کتابون مین موجود ہے سو لوگ اوسکو نہین دیکھتے قصہ کہانی پر بھولتے ہین اور اندھیرے
مین سانپ کو پھول کا ہار جانکے گلے مین ڈال لیتے ہین غرض ایسی سمجھہ اور غفلت دین مین
نقصان کی باعث اور ایمان تحقیقی اور تقوی حقیقی سے محروم رہنے کی نشانی ہے اسواسطے
مسلمانون کی خیرخواہی کی راہ اور محبت کے جوش سے اب یہہ خاکسار علی جونپوری معروف
کرامت علی اللہ سبحانہ کے طالبون کے فائدے کے واسطے بلکہ حقیقت مین اپنے بوش
درست ہونے اور یقین کامل حاصل ہونے اور غافلون کے ہوشیار کرنیکے واسطے اِس

رسالہ زاد التقویٰ مین ایسا مضمون جنکے لکھتا ہو کہ اوسکے سمجھنے اور اوسمین بنظر انصاف کے
غور کرنے سے اور اوسکے موافق ذکر اور مراقبہ اور تلاوت اور طہارت اور طاعت مین
لگے رہنے سے بہت آسانی کے ساتھ اللہ سبحانہ وتعالیٰ شانہ کی ذات اور صفات کو قرآن
اور حدیث کے موافق جیسا کہ پہچاننے کا حکم ہے پہچان جاویگا اور ایمان تحقیقی اور مشاہدہ اور
قرب حاصل ہوگا اور فنا فی اللہ اور بقا باللہ کا مضمون فہم مین آجاویگا اور جب اللہ سبحانہ چاہیگا
تب اُس مقام پر پہنچاویگا اور علماے دنیا علماے آخرت بن جاویگا اور شریعت اور
طریقت اور حقیقت اور معرفت کے معنے کھل جاوینگے اور اپنے دین اور مذہب پر لوگ مضبوط
ہو جاوینگے اور جو لوگ نفس اور شیطان کی فریب مین گرفتار ہین انشاء اللہ تعالیٰ نفس و شیطان پر
غالب ہوجاوینگے اور بھلے برے پہچان پڑینگے اور کون شخص مرشدی کے قابل ہے اور کون نہین صاف
معلوم ہوجاویگا اور مرشد کی صحبت اور تعلیم سے جو فائدہ ہوتا ہے اور مرشد کی تعلیم کا جو طور ہے اور ذکر کتنا قسم ہے اور ذکر سے
جو فائدہ ہوتا ہے اور ذکر کا جو انجام ہے اور کون سچا ذاکر ہے اور کون جھوٹھا اور نسبت کیا چیز ہے
اور صاحب تاثیر کیسا شخص ہوتا ہے اور اوسکی تاثیر سے کیا حاصل ہوتا ہے اور حال و مقام
اور توبہ نصوح اور محاسبہ اور مراقبہ وغیرہ مضمون تصوف کا یہہ سب معلوم ہوجاویگا
اور جاہل لوگ جو کہتے ہین کہ حقیقت خلاف شریعت کے ہے اِس بات کا جھوٹھ ہونا بھی ثابت
ہوجاویگا اور لوگ یہہ سمجھے کہ مشاہدہ کسیکو حاصل نہین ہوتا اور وہ بڑی مشکل راہ ہے اُسکے
واسطے بال بچے اور سارا کارخانہ چھوڑنا ہوگا اور مشاہدہ کے معنے اور اوسکی حقیقت نہ
سمجھنے کے سبب سے جو مشاہدہ حاصل کرنیسے کمر کھول بیٹھے ہین اور اوسکے حاصل ہونیکی
راہ جو صاف صاف قرآن مجید اور حدیث شریف اور تصوف کی کتابون مین موجود ہے اُسپر
خیال نہین کرتے اور بعضے لوگ اپنے وہم کے پیچھے پڑکے کوئی ملحد فقیر یا دیوانہ جو اِس
راہ سے بے راہ اور دور پڑا ہے اور اوسکا عمل سراسر خلاف شرع ہے یا ہندو جوگی
جو کافر ہے اوسکے پیچھے پڑتے ہین کہ یہہ شخص اللہ سے ملا دیگا جہان تک نوبت پہنچتی

کہ اُس فقیر ملحد یا اُس دیوانے یا اوس جوگی کے کہنے سے گانجا یا بھانگ یا شراب پی لیتے ہین یہان تک کہ بعضے وضو غسل روزہ نماز چھوڑ دیتے ہین اور جیسی منقول نہین ویسی فنی کر دیکھ کر بعضے لوگ معتقد بن جاتے ہین مثلاً کوئی قمری کیطرح سی آواز نکالتا ہے یا کوئی آریکی سی آواز نکالتا ہے یا کوئی ناک سے جھاڑ دینے کی سی آواز نکالتا ہو یا کوئی ہونٹھ بند کرکے چھاتی کے اندر سے آواز نکالتا ہے ایسے لوگونکے معتقد بن جاتے ہین اور بعضے لوگ جوگیون کا شغل سیکھ کے فخر کرتے ہین کہ ہمکو جوگیون کا شغل بھی معلوم ہے اور یہ کمال جہالت ہو اور اسلام مین ضعیف اور کچے رہنے کی نشانی کیونکہ کافر کے پاس اللہ کے ملنے کی اگر راہ ہوتی تو وہ کافر نرہتا اور دوسرے یہہ کہ اہل اسلام کے پاس شغل کی کون سی کمی دن ہو جو کافر سے شغل سیکھنے کی حاجت پڑی اہل اسلام تو توریت اور انجیل جو اللہ کی کتاب اور سچا کلام ہے اوسکے محتاج نہین کیونکہ قرآن شریف نے اور سب کتابون کی حاجت باقی نرکھا اور توریت انجیل والے بھی قرآن شریف کے محتاج ہین تو اہل سلام جوگیونکے شغل کے جو نرے کافر اور بے کتاب ہین کب محتاج ہونگے اور بعضے لوگ سن لیئے ہین کہ ذکر اور شغل کا انجام یہہ ہے کہ انحد باجا سن پڑتا ہے اور یہہ بات محض بے اصل اور دین کے خلاف اور شیطان کا وسواس ہے اور یہہ بات بھی کفار سے سنکے کہتے ہین سالک کو کھیل باجے سے کیا کام سو اس رسالہ کو دیکھ کے یہہ سب لوگ بھی ہوشیار ہو جاوینگے اور یہہ بات مشہور ہے کہ درویشی کا علم سینہ بسینہ چلا آتا ہے سفینہ مین یعنے کتاب مین نہین ہے سو اس جھوٹھ کی حقیقت بھی معلوم ہو جاویگی اور بعضے نادانون نے جو اپنے شعر مین اللہ سبحانہ کی شان مین بے ادبی کرکے اہل اسلام کے عقائد کے خلاف کہا ہو کہ یہہ بڑا تعجب ہو کہ بوند مین سمند سماتا ہے یعنے مخلوق مین خالق سمایا ہے سو اِس بات جھوٹھا اور کفر کی بات ہونا بھی کھل جائیگا اور دین کے پیشوا اور امامون نے جو کئی مرشد سے بیعت کیا اور طریقت سیکھا ہو سو اُنکے خلاف جو بعضے نادان کہتے ہین کہ مرید ایک شخص سے ہوئے اور پیر ایک شخص کو

کرے اور طالب جتنی جگہہ چاہے اوتنی جگہہ ہووے اور مرشد جتنے شخص کو چاہے اوتنے شخص کو کرے حالانکہ مرید اور طالب اور پیر اور مرشد ایک ہی ہیہ فقط شیطانکا وسواس ہی سو یہ وسواس بھی دفع ہو جاویگا اور معلوم ہو جاویگا کہ بیعت کا دھرانا کسو توبین اور کسکی واسطے درست ہے اور کسکیو واسطے درست نہین اور بعضے لوگون کے دل مین جو شک گذرتی ہی کہ تفسیر حدیث فقہ عقائد تصوف کی کتابون مین سب کچھہ موجود ہے وہ کونسی بات ہی جسمین مرشد کی حاجت ہوتی ہی سو یہہ شک بھی بخوبی رفع ہو جاویگی **مقدمہ پہلی** جاننا چاہئے کہ جس علم مین جس چیز کا بحث اور بیان ہوتا ہی وہی چیز اوس علم کی موضوع کہلاتی ہے جیساکہ علم نحو مین کلمہ اور کلام کا بحث اور بیان ہوتا ہے اسواسطے علم نحو کا موضوع کلمہ اور کلام کہلاتا ہے ویساہی علم صوفیہ کا موضوع افعال قلبیہ ہے اوسیکو وجدانیات بھی کہتے ہین حضرت ملا نظام الدین قدس سرہ نے شرح مسلم الثبوت مین اوائل کتاب مین ایساہی فرمایا ہی اور اسی افعال قلبیہ کو احوال بھی کہتے ہین جیساکہ افعال جوارح کو اعمال کہتے ہین اسی مضمون کو تعرف مین علوم صوفیہ کے بیان مین فرماتے ہین کہ علوم صوفیہ کا علوم احوال ہے یعنی علوم تصوف مین احوال کا بحث اور بیان ہوتا ہے اور احوال جو ہین سو میراث ہن اعمال کے اور احوال کا وارث وہی شخص ہوتا ہے جو اعمال کو ٹھیک اور درست کرتا ہی اور اعمال کے ٹھیک اور درست کرنے کا شروع اون اعمال کے علمون کا یعنے احکام شرعیہ فقہیہ پہچاننا ہی اصول فقہ سے یعنے قرآن حدیث اجماع قیاس سے اور وہ اعمال یہہ ہین صلوۃ اور صوم اور سارے فرائض یہان تک کہ علم معاملات بھی اسمین داخل ہین جیساکہ طلاق اور نکاح اور بیع کے احکام اور بالکل جو کچھہ اللہ تعالی نے واجب اور مستحب فرمایا ہی اور امور معاش مین سے جسکے علم سے بندیکو لاپروا کرنا درست نہین ہے وہ سبکے سب ساری احکام شریعت کی علم مین داخل ہین اور یے سب علوم سیکھنے کے ہین انتہی اور تصوف کی کتابون مین جو کچھہ کلمات اشارہ کا بیان کرتے ہین مثل جمع تفرقہ تجلی استتار تجرید تفرید

وجد وجود تواجد غلبہ مسادة سکر صحو محو اثبات علم الیقین عین الیقین حق الیقین وقت غیبت
شہود ذوق شرب ری محاضرہ مکاشفہ مشاہدہ طوارق بوادی بوادہ واقع قاوح طوالع لوامع
طوایح تلویح تلوین تمکین نفس کے اور جو کچھہ مقامات کا بیان کرتے ہین مثل توبہ ورع تقویٰ
زہد صبر فقر شکر خوف رجاء توکل رضاء تواضع خشوع اخلاص یقین ذکر وغیرہ کے اور
جو کچھہ احوال کا بیان کرتے ہین مثل محبت انس حیاء اتصال قبض بسط فناء بقاء کے سو
سب احوال قلبی ہین جیسا کہ آگے چل کے معلوم ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ انہین احوال کے
درست کرنے کیواسطے سلوک الی اللہ اختیار کرنا ہوتا ہے سلوک کہتے ہین اللہ کی راہ
چلنے کو اور سالک کہتے ہین اللہ کی راہ چلنے والے کو اور سالک کو اہل طریقت بھی کہتے ہین
اور سلوک اور طریقت اور سلوک اور اہل طریقت ایک ہو اب سلوک کی حقیقت فتح العزیز
کے مضمون سے دریافت ہوگی سنو سلوک الی اللہ بولتے ہین اپنے پاس اللہ تعالےٰ
کی حضوری طلب کرنے کو یعنے سالک اوسی راہ چلے کہ اوس راہ کے چلنے سے سالک کا
ایسا حال ہوجاوے کہ اللہ تعالیٰ ہردم حاضر اور موجود اور پاس اور ساتھ معلوم ہو
اسطور پر کہ گویا کہ اوسکو دیکھتا ہو جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کبار کا
حال تھا اور یہی مقام مشاہدہ کا ہے اور چونکہ اللہ تعالیٰ جسمیت اور اوسکے ساری لوازمی سے
پاک ہے اسیواسطے اوسکا حاضری معلوم ہونا بندیکے پاس تین طریق مین سے ایک
طریق کے ساتھ ہوسکتا ہو اور تینون مین سے ایک بھی نہو تو اوسکا حاضر معلوم ہونا
ممکن نہین پہلا طریق تصور ہے جسکو عرف شرع مین تفکر اور اہل سلوک کی اصطلاح
مین مراقبہ اور نگرانی بولتے ہین دوسرا طریق ذکر ہے یعنے اللہ سبحانہ کو یاد کرنا تیسرا طریق
اوسکے کلام کی تلاوت ہو اور چونکہ پہلا طریق یعنے مراقبہ بھی حقیقت مین ذکر اور یاد قلبی ہو سیواسطے
کبھی ذکر کو بھی پہلے طریق یعنے مراقبہ کے شامل سمجھتے ہین یعنے ذکر اور مراقبہ کو ایک جانتے ہین
اور اللہ تعالیٰ کی حضوری طلب کرنے کی راہ کو اعتقاد کرتے ہین کہ دو امر مین منحصر اور

موقوف ہی ذکراور تلاوت قرآن مین لیکن ذکر شامل ہے زبان کی ذکر اور دل کی ذکر دونو کو
سوای اللہ تعالیٰ کی حضوری اسطرح حاصل ہوتی ہے کہ بے وسیلہ لفظ کے دل سے
ذکر کرے یعنے اللہ کو دل سے یاد کرے یا کسی ایسی لفظ کے وسیلہ سے زبان سے
ذکر کرے کہ اوس لفظ کے بولنے سے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک سمجھ مین آجاوے مثلاً
لفظ اللہ یا اصمد یا سمیع یا بصیر وغیرہ کا کہ اُس لفظ کے بولنے کے ساتھ ہی اُس ذات
پاک کو سمجھ جاتا ہی سو اس دونون طرحکا ذکر کرنا موجب التفات مدرکہ کا طرف اُس
سبحانہ وتعالیٰ شانہ کے ہی مدرکہ کہتے ہین اوس مقام کو جسمین عقل ہی یعنے اوس دونون
طرحکے ذکر سے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کیطرف عقل التفات کرتی اور متوجہ ہوتی ہی اور
جب ذات اوس سبحانہ وتعالیٰ کی ملتفت الیہ ہوئی یعنے جب اوس ذات پاک کیطرف
عقل نے التفات کیا تب وہ ذات حاضر ہوئی اور عقل کو اوسکے حاضر اور موجود ہونیکا
یقین ہوا اور جب اس حاضر ہونیکا یقین ہمیشہ برابر اوسکو حاصل ہوتا ہی تب حکم ہم
صحبتی اور ہم نشینی کا پیدا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفات بشریت کی صفات پر غالب
آتی ہی یعنے اللہ تعالیٰ کی اخلاق یعنے خصلت کے موافق اوسکی اخلاق ہوجاتی ہی اور
تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللہ اپنی خصلت کے موافق بناؤ اِس حدیث کا مضمون اُسکے حق مین
صادق آتا ہے اس مضمون کی شرح یہہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جو اسمای صفات
ہین مثل رحمن اور رحیم اور ملک اور قدوس وغیرہ کے سو جب کسی نام کے معنے کو
سمجھ کے اور اوسپر اعتقاد کر کے بندہ اپنے سب کام کو اوس نام والے پر چھوڑ دے
اور بالکل اُسکے جناب مین صدق دل سے متوجہ ہو اور اوسی پر توکل اور بھروسا کر
اور اوسکے غیر سے مدد نہ چاہے اور کیطرف متوجہ نہو تب بندے نے اوس نام
کے ساتھ تعلق پیدا کیا اور جب بندے نے اوس نام کے مضمون کے موافق عمل
کیا اور اوس مضمون کے موافق اپنی خصلت اور حال اختیار کیا تب بندے نے

تخلق حاصل کیا بس اِسی کو تعلق اور تخلق کہتے ہین اور تخلق کی حقیقت یہہ ہی کہ بندہ
اللہ تعالی کے اسمای صفات کے معنے کے موافق اپنی خصلت اور چال کو درست
کرے اور وہ خصلتین اپنے بین حاصل کرے اسکے یہہ معنے ہین کہ اللہ تعالی کی اوس
صفت کا پرتو اور سایہ ایک طور کا بندیکے حال موافق بندے پر پڑجاتا ہی مثلاً اسم
رحیم کا پرتو بندے پر پڑتا ہی اور وہ بندہ اللہ تعالی کے بندون پر رحمت کرنے لگتا ہی
یہان تک کہ اوس بندے پر رحیم کا لفظ ظاہر بین بول سکتے ہین اور یہہ معنی نہین
ہین کہ جیسی صفت اللہ تعالی کی ہے بعینہ ویسی ہی صفت بندیکی ہوجاتی ہے
اور اللہ تعالی کے افعال بندیکے افعال پر حاکم ہوجاتے ہین یعنے کوئی کام اپنے
ارادے سے نہین کرتا اور اس مضمون کا بیان اِس حدیث مین ہی جو مشکوٰۃ مصابیح
مین باب ذکر اللہ عزوجل والتقرب الیہ کی پہلی فصل مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت ہی اوسنے کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اِنَّ اللّٰہَ تَعَالیٰ قَالَ مَنْ
عَادیٰ لِی وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِی بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ مِمَّا
افْتَرَضْتُ عَلَیْہِ وَمَا یَزَالُ عَبْدِی یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اَحْبَبْتُہٗ فَکُنْتُ سَمْعَہٗ
الَّذِی یَسْمَعُ بِہٖ وَبَصَرَہٗ الَّذِی یُبْصِرُ بِہٖ وَیَدَہٗ الَّتِی یَبْطِشُ بِہَا وَرِجْلَہٗ الَّتِی یَمْشِی
بِہَا وَاِنْ سَاَلَنِی لَاُعْطِیَنَّہٗ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِی لَاُعِیْذَنَّہٗ وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَیْءٍ اَنَا
فَاعِلُہٗ تَرَدُّدِی عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ یَکْرَہُ الْمَوْتَ وَاَنَا اَکْرَہُ مَسَاءَتَہٗ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ
بیشک اللہ تعالی نے فرمایا جو شخص کہ دشمن رکھے میرے دوستون مین سے کسی دوست
کو تو بیشک مین اوسکو خبر دیتا ہون لڑائی کی اور میری نزدیکی نہ ڈھونڈھی میرے
بندے ساتھ کسی چیز کے کہ محبوب زیادہ اور پسندیدہ زیادہ ہے میرے نزدیک
اوس چیز سے کہ فرض کیا ہی مین نے اوسپر یعنے میری نزدیکی ڈھونڈھنا فرض ادا
کرکے مجکو بہت محبوب ہی نفل ادا کرکے میری نزدیکی ڈھونڈھنے سے کیونکہ فرض

عباد توں کا ادا کرنا اللہ سبحانہ کے نزدیک بہت محبوب اور پسند ہی اور نفل ادا کرکے نزدیکی ڈھونڈھنا بھی بڑا عمدہ نتیجہ اور بہت بزرگ درجہ رکھتا ہی کیونکہ نفل عبادت سے فرض عبادت کا جو کچھ نقصان ہوتا ہی سو پورا ہو جاتا ہے اور ہمیشہ میرا بندہ میری نزدیکی ڈھونڈھا کرتا ہے نفل عبادت ادا کرکے یعنے فرض عبادت جو مجکو بہت محبوب ہی اوسکو تو ادا کرتا ہے اور میری نزدیکی کے شوق اور محبت کی جوش اور میری عبادت کی لذت سے نفل عبادت جو اوسپر واجب نہین ہے ادا کیا کرتا ہے یہان تک کہ مین دوست رکھتا ہون اوس بندیکو پھر جب مین دوست رکھتا ہون تب مین ہوتا ہون اوسکا کان کہ سنتا ہے اوسے اور ہوتا ہون اوسکی آنکھ کہ دیکھتا ہے اُسے اور ہوتا ہون اُسکا ہاتھ کہ پکڑتا ہے اوسے اور ہوتا ہون اوسکا پانوٗن کہ چلتا ہے اُسسے اور بعضے روایتون مین ہی وَفُؤَادُہُ الَّذِیْ یَعْقِلُ بِہٖ اور ہوتا ہون اوسکا دل کہ دریافت کرتا ہے اُسسے وَلِسَانُہُ الَّذِیْ یَتَکَلَّمُ بِہٖ اور ہوتا ہون اوسکی زبان کہ بولتا ہے اوسے اور اس حدیث کے آخر مین بعضے روایتون مین راوی یہہ بھی زیادہ کرتا ہے فَبِیْ یَسْمَعُ پھر مجھسے سنتا ہی وَبِیْ یُبْصِرُ اور مجھسے دیکھتا ہی وَبِیْ یَبْطِشُ اور مجھسے پکڑتا ہی وَبِیْ یَمْشِیْ اور مجھسے چلتا ہے یعنے نہین سنتا ہی اور نہین دیکھتا ہے اور نہین پکڑتا ہے اور کسی چیز کے طرف نہین جاتا ہی مگر یہہ کہ حق کی خوشنودی اور اوسکی بندگی اوسکے لحاظ مین رہتی ہے اور وہی اوسکی مقصود ہوتی ہے اور اوسکی ذات پاک اوسکی نظر مین حاضر رہتی ہے اور اس مرتبہ کے اول مین اس بندے سے اللہ تعالیٰ کی مرضی کے موافق عمل ہوتے ہین کیونکہ اس بندے کی نیت یہی ہوتی ہی کہ اوسکا حکم بجالاوین اور اوسکی نزدیکی حاصل کرین اور اس مرتبہ کے آخر مین یہہ ہوتا ہے کہ اوسکی توحید مین فنا ہو جاتا ہے یعنی اوس پاک ذات سے اوسکی لگن لگ جاتی ہے اور اپنے کان آنکھ ہاتھ پانوٗن دل زبان کا خیال اور

ہوش مطلق نہین باقی رہتا اور جب بندہ اس مرتبہ کو پہنچتا ہی تب اس سبب سے کہ اوسکا ارادہ فنا
ہوجاتا ہی اور نرا بندہ بن جاتا ہے اوسکی دعا قبول ہوتی ہے جیساکہ فرمایا اور اگر سوال
کرتا ہے اور مانگتا ہی یہہ بندہ مجھسے بیشک مین اوسکو دیتا ہون جو اوسکا مطلوب ہوتا ہے
اور اگر پناہ ڈھونڈھتا ہے یہہ بندہ مجھسے کسی بدی یا مکروہات سے بیشک پناہ دیتا ہون
مین اوسکو اور چونکہ یہہ پناہ دینا اور حدیث کے شروع کا مضمون ولایت اور محبت کی
ذکر مین تہا اسواسطے اِس حدیث کے آخر مین بھی وہی مضمون بیان فرمایا جسسے مومن
بندیکی ولایت اور محبت سمجھی جاتی ہے فرمایا کہ مین متردد نہین ہوتا ہون اور توقف
نہین کرتا ہون کسی چیز سے کہ مین اوسکو کرنیکو ہوتا ہون یعنی جب مین کوئی کام کرنیکو
ہوتا ہون تب مجکو تردد نہین ہوتا جیساکہ مجکو تردد ہوتا ہے مومن بندیکے جان قبض
کرنے سے کہ مومن بندہ موت کو ناخوش رکہتا ہی یعنے آدمی کی خلقت ایسی آپڑی ہے کہ
موت سے خوانخواہ ڈرتا ہے اور اوسکو موت ناخوش معلوم ہوتی ہے اور مین ناخوش
رکھتا ہون اوسکے غمناک کرنیکو اور بعضے نسخون مین یہہ لفظ زیادہ ہی ولابد اللہ منہ
اور اوسکو موت سے چارہ نہین ہے یعنے مین جو اپنے بندے سے محبت رکھتا ہون اسواسطے
اوسکے مارنے مین تردد کرتا ہون اِس سبب سے کہ بندیکو موت ناخوش معلوم ہوتی ہے
لیکن موت سے چارہ نہین اور البتہ مرنا ہوگا اور مرنا بھی بڑی بخشش اور بڑے درجے
مین پہنچانیوالا ہی کہ اللہ تعالیٰ کے قرب اور خوشنودی کے مکان مین بندہ جاکے حاضر
ہوتا ہے روایت کیا اس حدیث کو بخاری نے اب جاننا چاہیئے کہ پروردگار تعالیٰ وتقدس
کی شان مین تردد کا لفظ بولنا درست نہین ہے کیونکہ تردد کہتے ہین اس بات کو کہ ایک ہی
کام کرنے اور نکرنے مین دو ارادہ اور خیال دل مین آجاوے اور اس لفظ کا بولنا اللہ تعالیٰ
کی شان مین اِس راہ سے ہی کہ تردد کا انجام اور نہایت توقف کرنا اور دیر کرنا ہوتا ہی
اور اس کام مین اللہ تعالیٰ دیر کرتا ہے اور اسیطرح سے ہے اور صفات مخلوق کی جو اللہ

تعالیٰ پر بولتے ہین مثل غضب اور حیا اور مکر وغیرہ کے اور اسکے معنے یہہ ہین کہ متردد
شخص کے توقف اور دیر کرنیکی طرحسے مین مومن بندیکے کسی کام ہین دیر نہین کرتا
ہون مگر اوسکی روح کے قبض کرنے ہین کہ اس کام ہین ہین توقف کرتا ہون یہانتک
کہ اوسپر موت آسان ہوجاوے اور اوسکا دل اوسکی طرف مائل ہوا اور اوسکا مشتاق
ہوا اور موت کے سببسے مقربین ہین داخل ہوا اور اعلیٰ علیین ہین جگہہ لیوے اور تورپشتی
نے کہاکہ تردد سے مراد ہی مومن بندے سے موت کی کراہت کادور کرنا اپنی لطف
اور مہربانی اوس بندے پر ظاہر کرکے تاکہ اوسکے جی سے موت کی کراہت نکل جاوے
یہہ حال اسطرحسے حاصل ہوتاہی کہ مومن بندے کے نزدیک حق تعالیٰ کی خوشنودی اور
بخشش کی بشارت ثابت ہو جاتی ہے اور اس حال کے پہلے بہت سے حال ہوگذرتے
ہین جیسے مرض اور بوڑھاپا اور فاقہ اور جگہہ سے ہلنے ڈولنے کی طاقت کا سلب ہونا
اور بلا کی سختیان کہ یہہ سب چیزین بندے پر دنیا کی مفارقت کو آسان کردیتی ہین
اور دنیا سے اوسکے علاقہ کو قطع کردیتی ہین یہانتک دنیا سے نا امید ہوجاتاہی اور جو
اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اوسکا امیدوار رہتا ہے اور آہستہ آہستہ مذکور چیزون کے
سببسے بخشش اور انعام باقی رہنے والے کے گھر کا مشتاق ہوتاہی سو اوس تعالیٰ اسنے
اپنی اسی کام کو تردد کرکے فرمایا انتہی لیکن تقرب پیدا کرنیکا یہہ طریقہ اوس تعالیٰ کی ذات
کیواسطے خاص ہی اگر کوئی شخص چاہے کہ جسطرح سے اللہ تعالیٰ کی ذکر اور یاد کرکے اللہ
تعالیٰ سے تقرب پیدا کرتا ہے ویسا تقرب دوسرے مخلوقات سے پیدا کرے تو یہہ ممکن
نہین اسکا یہہ سبب ہی کہ اسطرحکے تقرب پیدا کرنے کے واسطے جسے تقرب پیدا کیا چاہتے ہین
اوسکے واسطے دو چیز چاہتی ہے پہلے احاطہ علمی ذکر کرنیوالونکی دل اور زبان کی ذکر
پر اوسکو حاصل ہوتا کہ باوجود مختلف ہونے مکانون اور وقتون اور مدرکون اور زبانونکی
ہر ذکر اور یاد کرنیوالے کی دل اور زبان کی ذکر اور یاد کو معلوم کرلے دوسرے قوت

نزدیک ہونیکی اور ذکر نہو اسے کے مدرکہ مین داخل ہونے اور اوس مدرکے کو پُر
کرنیکی اوسکو حاصل ہو کہ ذاکر کے مدرکے مین اُسکے سوای کسیکا خیال باقی نرہے اور
ذاکر کی صفت جو ہے جسطرح سُننا دیکھنا پکڑنا چلنا وغیرہ صفتین اوس صفت کا حکم پیدا
کرنیکی قوت اوسکو حاصل ہو کہ عرف شرع مین اسکو دنو اور تدلی اور نزول اور قرب
یعنی خوب نزدیک ہونا اور اُترنا بولتے ہین اور یہہ دو نو صفت اوس تعالیٰ کی ذات پاک
کا خاصہ ہے یہہ کسی مخلوق کو حاصل نہین ہان بعضے کافر لوگ اپنے بعضے معبودون کے
حق مین اور مسلمانون کے زمرہ مین سے بعضے پیر پرست لوگ اپنے پیرون کے حق مین
پہلے چیز کو یعنے احاطہ علمی کو ثابت کرتے ہین یعنے جانتے ہین کہ وے دور اور نزدیک
کی بات سنتے اور جانتے ہین اور جب کوئی اونکو یاد کرتا اور پکارتا ہے تب جان جاتے
اور سُن لیتے ہین اور اسی اعتقاد کے سبب سے اپنی احتیاج کیوقت اونسے مدد چاہتے
ہین لیکن کچھہ ہوتا نہین اور حقیقت مین شبہہ مین پڑگئے ہین اور اوس اشتباہ کا
بیان اس مقام مین اجنبی ہے اور اسی دو چیز کے سبب سے سلوک کا کارخانہ تمام ہوتا ہے
اور نہین تو ممکن نہ تھا کہ بندہ رب کے ساتھہ نزدیک ہو اور اسی دو چیز کی طرف اشارہ
فرمایا ہے اوس حدیث صحیح مین جسکو محدثین کتاب السلوک والتقرب الی اللہ کے شروع
مین لاتے ہین وہ حدیث یہہ ہے جو مشکوۃ مصابیح مین باب ذکر اللہ عزوجل والتقرب
الیہ کے پہلی فصل مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہوا اوسنے کہا کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے یَقُولُ اللّٰہُ تَعَالیٰ اَنَا عِندَ ظَنِّ عَبدِیْ بِیْ وَاَنَا مَعَہٗ اِذَا ذَکَرَنِیْ
فَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ نَفْسِہٖ ذَکَرْتُہٗ فِیْ نَفْسِیْ وَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ مَلَاٍ مِّنْھُمْ ذَکَرْتُہٗ فِیْ
مَلَاٍ خَیْرٍ مِّنْھُمْ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ فرماتا ہے اللہ تعالیٰ مین نزدیک ہون اپنے بندے کے
گمان کے کہ وہ مجھسے رکھتا ہے یعنے جب اپنا گناہ بخشواتا ہی تب اوسکا گناہ بخشتا ہون اور
جب توبہ کرتا ہے اور گناہ سے باز آتا ہے تب اوسکا توبہ قبول کرتا ہون اور جب دعا کرتا ہی

تب اوسکی دعا قبول کرتا ہون اور جب حاجت مانگتا ہے تب اوسکی حاجت برلاتا ہون
اور بہت صحیح یہہ ہے کہ اِس فرمانیسے مراد ہی رجا اور اُمید واری عفوا ورکرم کی سو
اگر عفو کی اُمید رکھتا ہے تو عفو کرتا ہون اور اگر عذاب کا گمان کرتا ہی تو عذاب کرتا ہون
مگر اِسطرح فرمانے مین اشارہ ہی کہ عفوا ور کرم کی رجا اور اُمید واری کو ترجیح ہے
اور رجا کی حقیقت یہہ ہے کہ عمل کرے اور کوئی خدمت بجالاوے اور اوسکے قبول
ہونیکی اُمید رکھے اور جو شخص کہ کوئی عمل نہ کرے اور گناہ اور سرکشی کرے اور استغفار
اور توبہ نہ کرے اور نیکی اُمید رکھے تو یہہ نری آرزو ہے اور سردلو ہی کا بینا غرض ہر حال
مین اللہ تعالی کے لطف وکرم سے نا اُمید ہونا نچاہئے اور بعضون نے کہا ہی کہ یہان
ظن سے مراد ہے علم یقینی یعنے مین بندیکے یقین کے پاس ہون اور بندیکا علم یہہ ہے
کہ اوسکا بازگشت میریطرف ہی اور اوسکا حساب لینا مجپر ہے اور جو مین نے اوسکے
واسطے تقدیر کیا ہے خیر اور شر سے سو البتہ ہونا ہے یعنے جب بندہ سب کام کا علاقہ
مجسے سمجھتا ہی اور توحید کے مقام مین قرار پکڑتا ہی تب میرے قریب ہو جاتا ہے اسطرح
پر کہ جو دعا کرتا ہے مین قبول کرتا ہون یا اوسکے اس علم سے یہہ مراد ہے کہ بندہ جانتا ہی کہ
مین اوسکے ساتہہ ہون جب وہ مجھکو یاد کرتا ہی یا اوسکے اِس علم سے یہہ مراد ہے کہ بندہ
جانتا ہے کہ مین اوسکو اوسکے پوشیدہ اور ظاہر عمل پر خبر دیتا ہون اور جب یہہ معنے
ہونگے تب اسکے بعد کی جو عبارت ہین سو اوسکی تفسیر ہونگی جیسا کہ فرمایا اور مین بندیکے
ساتہہ اور اوسکے قریب ہون اوسکی روزی اور نفقہ کی مدد کرکے اور اوسکے دل مین
اپنے حضور اور شہود یعنے حاضر ہونیکے نور کو داخل کرکے جسوقت کہ بندہ مجھکو یاد کرتا
ہے پھر اگر یاد کرتا ہی بندہ مجھکو اپنے جی مین یعنے چپکے یاد کرتا ہون مین اوسکو اپنی ذات
مین یعنے اوسکو پوشیدہ ثواب دیتا ہون اور اوسکے ثواب کے ثابت کرنیکا یعنے
خود اپنی ذات سے متولی اور کارساز ہوتا ہون اسطرح پر کہ اوسکو کوئی نہین جانتا ہی

نہ فرشتہ اور نہ اوس بندے کے سوا کوئی اور اگر یاد کرتا ہے بندہ مجھکو ایک جماعت
مین آدمیونکی یاد کرتا ہون مین اوسکو ایک جماعت مین جو بہتر ہین اوس جماعت
سے یعنے مقربین فرشتونکی جماعت اور رسولونکی ارواح کی جماعت مین یہہ حدیث بخاری
مسلم دونون مین ہے اور اِس حدیث مین دلیل ہو ذکر جہر کے درست ہونے کی اور
اسی بات کا اشارہ ہو دوسری حدیث صحیح مین جو محدثین کی سلوک کی کتابونکی سر دفتر
ہے وہ حدیث یہہ ہے جو مشکوۃ مصابیح کے باب اور فصل مذکور مین ابو ذر رضی اللہ عنہ
سے روایت ہو اوسنے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی
مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَۃِ فَلَہٗ عَشْرُ اَمْثَالِھَا وَاَزِیْدُ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّیِّئَۃِ فَجَزَآءُ سَیِّئَۃٍ مِّثْلُھَا اَوْ اَغْفِرُ
وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّیْ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْہُ ذِرَاعًا وَّمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّیْ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْہُ بَاعًا
وَمَنْ اَتَانِیْ یَمْشِیْ اَتَیْتُہٗ ھَرْوَلَۃً وَّمَنْ لَقِیَنِیْ بِقُرَابِ الْاَرْضِ خَطِیْئَۃً لَا یُشْرِکُ بِیْ
شَیْئًا لَقِیْتُہٗ بِمِثْلِھَا مَغْفِرَۃً رَوَاہُ مُسْلِمٌ فرماتا ہو اللہ تعالی جو شخص کہ لاوے نیکی اور عمل نیک
کرے تو اوسکے واسطے ہو دوگونہ ثواب اوس ایک نیکی کا اور زیادہ بھی دیتا ہون جسکو چاہتا ہون
اوسکے صدق اور اخلاص کے اندازے موافق اور جو شخص کہ لاوے بدی اور عمل بد کرے
تو بدلا بدی کا مانند اوس بدی کے ہے یعنے ایک بدی کے بدلے ایک عذاب یا بخش
دیتا ہون اور مطلق اوس بدی کا بدلا نہین دیتا اور جو شخص کہ نزدیکی ڈھونڈہتا ہے
مجھسے ایک بالشت برابر نزدیکی ڈھونڈھتا ہون مین اوسکی طرف ایک ہاتھ برابر اور جو
شخص کہ نزدیکی ڈھونڈھتا ہے مجھسے ایک ہاتھ برابر نزدیکی ڈھونڈھتا ہون مین اوسکی
طرف ایک باع برابر باع کہتے ہین دونون ہاتھ کی درازی کو اور جو شخص کہ آوے
میری طرف چلتا ہوا مین آتا ہون اوسکیطرف دوڑتا ہوا اور جو شخص کہ میری ملاقات کرے
زمین بھر گناہ لیکے جس حال مین کہ وہ شرک نکرتا رہا ہو اور میرا شریک کسیکو نہ ٹھرایا ہو تو مین
اوسکی ملاقات کرتا ہون اوسی مانند یعنے زمین بھر مغفرت لیکے روایت کیا اسکو مسلم نے

سو حضرت حق عزّ و علا کی ذات کا خاصہ ہی کہ اپنی یاد کرنیوالے کی طرف نزول فرماتا اور نزدیک ہوتا ہی اور اوسکے مدرکے کو پر کرتا ہے کہ پھر دوسری چیز کی سمائی اور جگہہ باقی نہین رہتی اور اوسکے باطنی لطیفونپر غالب ہوتا ہے یعنے اوسکے باطن مین اللہ ہی کا خیال رہجاتا ہی اور اوسکی روح کو اللہ ہی اللہ نظر آتا ہے اور اس واقعی حقیقی نزدیک ہونے کے سبب سے اللہ تعالیٰ آدمی کی روح کی روح کا حکم پکڑتا ہے اور جو علاقہ کہ روح کو بدن کے ساتھہ ہی وہی علاقہ اِس نزدیک ہونے کو اوسکی روح کے ساتھہ ہوجاتا ہی اور دوسرے مخلوقات ہر چند کہ روحانیات ہون اول تو اوسکو علم محیط حاصل نہین کہ ہر ذکر کرنیوالون کی ذکر پر خبردار ہوجاوین اور دوسرے اونکو یہہ قدرت نہین کہ برابر ہمیشہ ذکر کرنیوالون کی روح پر غالب ہوجاوین اور اوسکو اپنے قابو مین کرلین کیونکہ دوسری مخلوقات کو ایک کام مین مشغول ہونا دوسرے کام سے باز رکھتا ہی اور اللہ تعالیٰ کو کوئی کام دوسرے کام سے باز نہین رکھتا اب پہلے جاننا چاہئے کہ جب تک کوئی بات جی مین رہتی ہے اور اوسکو بولتا نہین تب تک اوسکو کلام نفسی کہتے ہین اور جب اوس بات کو بولتا ہے تب وہ کلام لفظی کہلاتا ہے سو حق سبحانہ کے کلام بھی دو قسم ہین کلام نفسی اور کلام لفظی اور قرآن شریف جو ہے سو کلام لفظی سے ہے اور ذکر سے اللہ تعالیٰ کا قرب جس صورت سے حاصل ہوتا ہے وہ صورت بخوبی ذہن نشین ہوگی لیکن اُس تعالیٰ کے کلام کی تلاوت سو وہ اِس سبب سے اوس تعالیٰ کے قرب کی موجب ہوتی ہے کہ اوس کلام کی لفظین اپنے معنے پر دلالت کرتی ہین یعنے اون لفظون کے پڑھنے سے اون لفظونکے معنے سمجھے جاتے ہین اور وہ سب معنے ایک مدت تک اوس تعالیٰ کے علم مین خلعت کلام نفسی کی پہرکے اوسکی صفات ذاتیہ مین سے ایک صفت ہوئے تھے تو بس وہ لفظین اوس تعالیٰ کی صفات ذاتیہ مین سے ایک صفت کو تلاوت کرنیوالے کے مدرکے کے نزدیک کردیتی ہین اور ایک

طور کی آمیزش اور اتحاد کے سبب سے وہ صفت ذاتیہ تلاوت کرنیوالے کی صفت ہوجاتی ہین
اسواسطے کہ وہ معنے ٹھیک اوسکے مدرکے مین ٹھہرتے ہین جیساکہ وہ لفظین بھی
اسیطرح سے تلاوت کرنیوالے کی لفظین ہوجاتی ہین اور اسطرح کا تقرب حق تعالی
کی ذات کے ساتھ خاص نہین ہے بلکہ ہر کلام والے کا کلام بار بار پڑھنا اور اوس کلام
کے معنیون کو ہمیشہ ذہن مین خوب خیال کرنا اسطرحکے قرب کا موجب ہوتا ہے اور
بعضے آثار اوس کلام والے کی ذات کے پڑھنے والے کی لیاقت کے موافق اوس
کلام کے پڑھتے وقت ٹپکتے ہین جیساکہ مثنوی اور دوسرے ملفوظات اور منظومات اولیا
پڑھتے وقت ٹپکتے ہین بلکہ عوام اور فساق کی اشعار پڑھتے وقت بھی اونکے نفس کی کیفیات
اور آثار ٹپکتے ہین اگر نیک ہے تو نیک اور اگر بد ہے تو بد ٹپکتے ہین اتنا فرق ہے کہ دوسرے
کلام پڑھنے مین صرف وہی کیفیات جو کلام سے ظاہر ہوتی ہین پڑھنے والے کے ذہن مین
آجاتی ہین اور کلام الٰہی کے پڑھنے مین اون کیفیات کے ساتھ دونون اور قرب ذاتی
بھی حاصل ہوتا ہے اسواسطے کہ اللہ تعالی علم محیط رکھتا ہے اور قدرت دنیا و رملی اور قرب
کلی بھی رکھتا ہے تو ذکر کرنیوالون کے حق مین جو کچھہ عنایت فرماتا ہے سو تلاوت کرنیوالونکے
حق مین بطریق اولی عنایت فرماتا ہے اسیواسطے کلام اللہ کی ترتیل کو اِس سورۂ مزمل
مین ذکر پر مقدم فرمایا اور یہہ بھی ہے کہ قرآن مجید کی ساری آئتین حق تعالی کی ذکر
سے خالی نہین ہین جیساکہ تلاش اور تحقیق کے بعد معلوم ہوتا ہے تو قرآن کی تلاوت
ذکر کے فائدے بھی رکھتی ہے اور پیر اور مرشد اور اوستاد کے فائدے بھی اسواسطے کہ
تلاوت کرنیوالے مین صفت الٰہیہ کا آجانا اور اوس تعالی کی حبل المتین مین چنگل مارنا
قرآن کی تلاوت کیوقت مقصد حاصل ہوتا ہے ہان اتنا ہے کہ قرآن کی لفظون کو نحو صرف
معانی بیان بدیع اور دوسرے فنونکی طرف التفات کرنیکی آمیزش سے جو اوس صفت کی
حقیقت کیطرف التفات کرنے سے مانع ہوتی ہین خالی کرنا بہت دشوار ہے اور بہت دیر کے

بعد حاصل ہوتا ہے بخلاف ذکر کی لفظون کے اور فکر اور غور کے مضمون کی صورت کے کہ
وہ اِسقدر خالی کرنیکی محتاج نہین ہے خالی کرنیکے یہہ معنے کہ قاری کا ایسا حال ہوجاوے
کہ قرآن کی الفاظ کو بلا واسطہ حق سبحانہ سے سنے اور قرآن کی قرأت مین تدبر اور غور کرنیکا
یہہ میانہ مرتبہ ہے اور اوس لذت مین ایسا غرق ہو جاوے کہ نحو صرف وغیرہ فنون کا
اور اپنی زبان اور اپنی جان کا مطلق خیال نہ باقی رہے اِس بیان سے حضرت سلطان
المشائخ نظام الدین اولیا قدس سرہ کے قول کا بھید کھل گیا کہ جب لوگون نے آپ سے
پوچھا کہ کلام اللہ مین مشغول رہنا افضل ہے یا ذکر مین فرمایا ذاکر کو وصول جلد زیادہ
ہوتا ہے لیکن اوسکے جاتے رہنے اور زوال کا بھی خوف ہے اور تلاوت کرنیوالے کو
بہت دیر مین وصول ہوتا ہے لیکن اوسکے زوال کا خوف نہین اور وصول کے معنے
مشاہدہ کی بیان مین معلوم ہونگے انشاء اللہ تعالیٰ مقدمہ کے شروع سے یہان تفسیر
فتح العزیز کا مضمون ہے جو سورۂ مزمل کی تفسیر مین بیان فرمایا ہے اور اوسمین جو تھوڑی
تھوڑی حدیثون کی عبارت تھین اونکو مشکوۃ اور اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ سے پوری پوری
لکھا اسواسطے کہ اون حدیثون کے مضمون اِس کتاب مین جا بجا کام آوینگے اور اوسی
سورہ کی تفسیر مین جو قرآن شریف کی قرأت کے تدبر کے تین مرتبے بیان کیا وہ بھی
چونکہ مراقبہ کے مقام مین کام آویگا اوسکو بھی لکھتے ہین وہ یہہ ہے فرماتے ہین کہ قرآن کی
قرأت کے تدبر مین سب مرتبون مین چھوٹا مرتبہ یہہ ہے کہ ہر خطاب اور ہر قصہ مین اپنی
نئین مخاطب جانے یعنے یہہ جانے کہ اللہ تعالےٰ مجھسے بات کرتا ہے اور یہہ قصہ مجھکو سناتا
ہے اور تدبر کا اعلیٰ مرتبہ یہہ ہے کہ قاری قرآن مین اللہ تعالیٰ کی صفات اور افعال کو مشاہدہ
کرے اور تدبر کا میانہ مرتبہ یہہ ہے کہ قاری قرآن کو حضرت حق سے بلا واسطہ سنے انتہی
فائدہ اِس سب بیان سے قرآن شریف کی تلاوت سے اور ذکر قلبی یعنے مراقبہ سے اور
زبان کی ذکر تینون سے مشاہدہ کا حاصل ہونا بخوبی ذہن نشین ہوگیا اور یہہ بھی

سمجھا گیا کہ تلاوت اور زبان کی ذکر مین بھی مراقبہ اور غور کی حاجت ہے اور حقیقت مین
ذکر مراقبہ تلاوت نماز روزہ زکوۃ حج وغیرہ عبادت اور احکام شرعی کے بجالانے اور سارے
منہیات سے باز رہنے مین اللہ کی ذکر ادا ہو جاتی ہے کیونکہ ذکر کے معنے اللہ کو یاد
کرنا اور اِن سب چیزون مین اللہ تعالی کو یاد آتا ہے اور جیسا کہ عبادت اور احکام
کا بجالانا عبادت اور ذکر ہی ویسا منہیات سے باز رہنا بھی عبادت اور ذکر ہے تو بعضے
عبادت مین زبان اور دل دونون کی ذکر ادا ہوتی ہو اور بعضے مین فقط زبان کی
یا فقط دل کی ذکر ادا ہوتی ہو بلکہ بعضے عبادت مین ہاتھ پاؤن وغیرہ اعضا سے
ذکر ادا ہوتی ہے یہہ مضمون تفسیر فتح العزیز کے مضمون سے خوب سمجھ مین آجاتا ہو
وہ مضمون یہہ ہو فرمایا اللہ تعالی نے دوسرے سپارہ سورۂ بقر مین فَاذْکُرُوْنِیْ
اَذْکُرْکُمْ اِس آیت کی تفسیر مین فرماتے ہین پھر یاد کرو تم مجھکو جسطرح سے ہوسکے زبان
سے مثلا میرے کلام کی تلاوت کرکے یا حلقون مین ذکر کرکے میرے نام کو یاد کرکے
اور حمد اور تسبیح اور تکبیر اور تہلیل کہہ کے اور ہر نیک کام پر بسم اللہ کہہ کے اور دل سے
میرے حضور بے کیف مین کمال توجہ اور استغراق کے ساتھ یعنے میرے حاضر اور
موجود ہونیکی کیفیت جو جہت رنگ روپ صورت شکل سے پاک ہی اور دریافت
نہین ہوسکتی سو میری اوس حضوری کا خیال دل سے کرکے اور میرے حاضر ہونیکو
ایمان کی آنکھ سے دیکھ کے اور اوسی طرف متوجہ ہوکے اور مشاہدہ کے دریا مین
غرق ہوکے میری یاد کرو کہ اسطرح کی یاد اہل سلوک اور اہل اشغال کے نصیب ہے
یا میری توحید کی دلیلون مین غور کرکے اور میری ذات اور صفات اور افعال کی
معرفت مین غور کرکے اور اپنے بندون سے جو معاملے مین کرتا ہون اوسکے اسرار
اور بھیدون مین غور کرکے اور میرے مخلوقات مین جو میرے حکمتین پوشیدہ ہین اُنمین
غور کرکے کہ ہر ذرہ مین اپنی معرفت کی ایک راہ مین نے ظاہر کردی ہے اور اپنی

صفتون مین سے ایک صفت پر ہر ذرہ مین ایک دلیل رکھا ہی کہ اسطرح کا غور اور تفکر
علماے راسخین کے نصیب ہی یا میرے وعدہ مین جو مسلمانون کے واسطے اور وعید
مین جو کافرون کیواسطے فرمایا غور کرکے میری یاد کرو اور مین نے جو بندون کے دلمین
کیفیت خوف اور طمع کی پیدا کیا ہے کہ مجہی سے خوف کرین اور مجہی سے طمع رکھین اس
کیفیت کے پیدا کرنے مین غور کرکے میری یاد کرو کہ اسطرح کا غور عوام متقیون کے
نصیب ہی اور جوارح یعنے ہاتھ پانؤن کان آنکھ وغیرہ سارے اعضا سے میری یاد کرو
اور اس یاد کرنیکا دو طریق ہے پہلا طریق جوارح سے یاد کرنیکا یہہ کہ ہر ایک عضو کو
میرے منہیات سے کہ وہ منہیات اوس عضو سے علاقہ رکھتا ہی مجھکو یاد کرکے اور
مجھے ڈرکے باز رکھو مثل اجنبی عورت اور امرد خوش شکل پر نظر کرنیکے کہ آنکھ سے
متعلق ہے اور غیبت اور سخن چینی اور گالی دینے اور جھوٹھ کہنے کے کہ زبان سے متعلق
ہی اور بے حکم شرع کے مارنے اور قتل کرنے کہ ہاتھ سے متعلق ہے اور باجے اور
راگ اور جھوٹے قصّون کے سننے کے کان سے متعلق ہے اور شراب خانے اور فاحشہ
عورتون کے چکلہ مین جانے اور حاکمون کے پاس غمازی کرنے کو یعنے چغلی کھانے کو
جانیکے کہ پانؤن سے متعلق ہی اور زنا اور لواطت اور سحاق کے کہ شرمگاہ سے متعلق
ہی اور حرام کھانیکے کہ ہونٹھ اور دانت اور گلے اور معدہ سے متعلق ہی وعلی ہذا القیاس
دوسرا طریق جوارح سے یاد کرنے کا یہہ کہ جسوقت مین جس کام کا مین نے حکم فرمایا ہی
اوسوقت مین مجھکو یاد کرکے اور میرے حکم بجالانے کا قصد کرکے ہر عضو کو اوس کام
مین مشغول اور مصروف کرو کہ ان سب صورتون مین مین تمکو یاد آتا ہون اور تمہارا
ذہن میری طرف متوجہ ہوتا ہے اور اگرچہ تمہارے مدرکے اور ذہن کا میری طرف متوجہ
ہونا جو ہی اوسی کا نام میری ذکر اور یاد ہے کہ تمہارا مدرکہ اور ذہن میرے ساتھ
متعلق ہوتا ہے لیکن اس متوجہ ہونیکے سارے اسباب اور متوجہ ہونا سبکے سب حکم

ذکر اور یاد کار کھتے ہین اسواسطے کہ متوجہ ہونیکے اسباب سے متوجہ ہونا حاصل ہوتا ہے
اور جب تم ایسا کرو اور مجکو یاد کرو مین بھی تمکو یاد کرون اور میرا یاد کرنا یہہ ہے کہ تمھارے
حال پر ایک نئی طرحکا التفات اور توجہ کرون اور تمہارے حق مین ایک تازی عنایت
خرچ کرون کہ اُس التفات اور عنایت کے سبب سے تمہارے معاش اور معاد کے
ساری کام بن جاوین اور تمہارے سارے گناہ جھڑ پڑین اور تمہارے درجات قرب کے
بلند ہون اور تمہاری قدر اور ثواب کی لیاقت زیادہ ہوا نتہی فائدہ اب اس بیان
سے سارے قسم کی ذکر کا فائدہ اور ذکر کے سارے قسم سمجھہ مین آگئے اور یہہ بھی
معلوم ہوا کہ منہیات سے بچنا اور احکام کا بجالانا بھی اللہ کی ذکر اور یاد مین داخل
ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پوری پوری اتباع کی یہی حقیقت ہے جیسا
کہ اٹھائیسوان سیپارہ سورۂ حشر مین ہے وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ
عَنْهُ فَانْتَهُوْا اور جو لاوے تمکو رسول سو لے لو اور جسسے منع کرے سو چھوڑ دو یعنی آنحضرت
کے قول فعل تقریر سے جسکام کا حکم ثابت ہوا اوسکو بجالاؤ اور جسکا منع ثابت ہو سو
چھوڑ دو تو قول سعنے حضرت کا فرمانا فعل سعنے حضرت کا کام اور تقریر کے یہہ معنے کہ مثلاً
ایک شخص نے آنحضرت کے روبرو کوئی کام کیا یا کوئی بات بولا اور آنحضرت اوسپر
مطلع اور خبردار ہوئے اور اوسکو منع نکیا اور اوسسے انکار نہ کیا اور چپ رہے تو اوسکو
مقرر رکھا یعنے جب منع نکیا اور چپ رہے تو اوسکو آپ نے جایز رکھا اس سبب تقریر سے
یہہ ثابت ہوا کہ ہر قسم کی ذکر جہر ہو یا خفی زبان سے ہو یا دل سے یا سارے جوارح
سے اکیلے مین ہو یا حلقہ مین سب مشروع اور درست اور مفید ہے اور یہہ بھی ثابت ہوا
کہ جب تک پوری پوری اتباع نہ کرے گا تب تک فَاذْكُرُوْنِيْ کا حکم پورا پورا نہ ادا ہوگا
اور وہ شخص پورا ذاکر نہوگا اور جو شخص احکام کو بجا نہ لاوے گا اور منہیات مین گرفتار
رہیگا مثلاً نماز نہ پڑھیگا اور افیون پوست بھنگ مین گرفتار رہے گا اور دن رات کسی قسم

کا ذکر بھی کرتا ہوگا سو ذاکر نہین پورا غافل ہے اگرچہ ایسے لوگ کچھ گنتی شمار کے لائق نہین ہین مگر
چونکہ ہدایت عام منظور ہے اسواسطے یہ مضمون بھی مذکور ہوا اور جو شخص احکام بجالاویگا اور
منہیات سے باز رہیگا اور پیشہ تجارت کو چاکری مین مشغول رہیگا سو ذاکر ہے اور ذکر کا
فائدہ پاویگا اور یہہ بھی معلوم ہوا کہ مراقبہ اور ذکر اور تلاوت سے اللہ تعالی کی حضوری
اور مشاہدہ حاصل ہوتا ہے اور مشاہدہ حاصل ہونے سے اللہ تعالی کی محبت حاصل ہوتی اور جب محبت حاصل ہوتی
ہے تب اتباع کرنے لگتا ہے جیسا کہ مشاہدہ کے بیان مین معلوم ہوگا تو اب جو کوئی سلوک
الی اللہ جسطرح سے اختیار کرے ہر طرح کے سلوک مین اصل غرض اتباع کو سمجھے اور
جس شخص کو اتباع کا پورا حصہ ملا ہو اُسکو اپنا مرشد مقرر کرے اور جو شخص احکام ظاہری
مین مثل جمعہ اور جماعات مین حاضر ہونے اور بیمار کی عیادت اور جنازے کی نماز اور عیدین
کی جماعت مین حاضر ہونے اور روزے نماز زکوۃ حج جہاد وغیرہ احکام جب واجب ہوجاوین
اُنکے ادا کرنے مین قصور کرے اگرچہ نفل عبادت ہی مین مشغول رہنے کے باعث سے
اِن فرض واجب سنت کے بجالانے مین قصور کرے مثلاً قرآن شریف کی تلاوت مین مشغول
رہے اور یہہ سمجھے کہ جماعت کیواسطے جانے مین میری تلاوت مین حرج ہوگا اپنے گھر
مین نماز پڑھ لے سالک نہین اور ایسے شخص سے مرید ہونا اور ایسے شخص کو ولی جاننا
ہرگز درست نہین اگرچہ اُسسے طرح طرح کی فرق عادت دن رات ظاہر ہوا کرے ایسے
شخص سے کنارے رہنے مین اور اُسکے مذکور کاموں سے ناراض رہنے مین وصول الی اللہ
حاصل ہوتا ہے اور اپنے دل مین جو کسی شخص سے اعتقاد آجاوے اور وہ شخص اتباع
مین پورا نہو بلکہ کسی قسم کے شرک یا بدعت مین گرفتار ہو۔ اور دل مین یہہ خیال آوے کہ
یہہ شخص ظاہری احکام بجالانے مین قصور کرتا ہے تو کیا مضائقہ باطن اسکا بہت
درست ہے تو ایسے اعتقاد کو شیطان کا وسواس سمجھے کیونکہ حدیث سے ثابت ہے
کہ ظاہر مین آداب شرعی کو نگاہ رکھنا باطن مین آداب شرعی کے نگاہ رکھنے کی نشانی ہے

یہ حدیث آگے چل کے آویگی تو اب بہتر طریقہ یہہ ہے کہ جو ذکر اور اشغال شریعت کے
قاعدیکے موافق ہو اُسکو اختیار کرے اور جس شخص کی چال پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم یا اُنکی
کسی اصحاب کی چال کے موافق ہو اُسکی پیروی کرے اور اُسکو مرشد مقرر کرے اسیطرح
سے جو کتاب اُنکے یا اُنکے کسی اصحاب کے قول فعل چال کے موافق ہو اُسکو معتبر جانے
اسی طرح سے جو عالم اور وعظ کہنے والا ہو اُسسے مسئلہ پوچھے اور وعظ سنے اور نہین
تو نہین کیونکہ اصحاب کے نیک ہونیکی گواہی قرآن اور حدیث سے ثابت ہے اور
اُنکی چال اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور آنحضرت کے صحابہ کی چال کی پوری پوری اتباع
بناوٹ والے سے کبھی نہ ادا ہو گی مشکوۃ مصابیح مین باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ
کی تیسری فصل مین ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ قَالَ مَنْ کَانَ مُسْتَنًّا
فَلْیَسْتَنَّ بِمَنْ قَدْ مَاتَ فَاِنَّ الْحَیَّ لَا یُؤْمَنُ عَلَیْہِ الْفِتْنَۃُ اُولٰئِکَ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانُوْا اَفْضَلَ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ وَاَبَرَّھَا قُلُوْبًا وَاَعْمَقَھَا عِلْمًا وَاَقَلَّھَا تَکَلُّفًا اِخْتَارَھُمُ
اللّٰہُ لِصُحْبَۃِ نَبِیِّہٖ وَلِاِقَامَۃِ دِیْنِہٖ فَاعْرِفُوْا لَھُمْ فَضْلَھُمْ وَاتَّبِعُوْھُمْ عَلٰی اٰثَارِھِمْ وَتَمَسَّکُوْا
بِمَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ اَخْلَاقِھِمْ وَسِیَرِھِمْ فَاِنَّھُمْ کَانُوْا عَلَی الْھُدَی الْمُسْتَقِیْمِ رَوَاہُ رَزِیْنٌ
ابن مسعود نے کہا جو شخص کہ چاہتا ہے کہ سیدھی راہ چلے تو چاہیئے کہ ان لوگوں کی راہ
چلے اور اقتدا کرے جو لوگ دنیا سے گذر گئے ہین کیونکہ بیشک زندہ بے دہشت نہین
کیا جاتا ہے اسکے اوپر فتنہ سے اور دین مین آزمایش سے اس بات کو ابن مسعود نے
اپنے زمانے مین تابعین سے کہا اور نصیحت کیا اور مردون سے صحابہ کو مراد لیا اور زندون
سے صحابہ کو چھوڑ اکے اپنے زمانے کے لوگون کو مراد لیا جیسا کہ کہا وے مردے لوگ اصحاب
اور یارین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہین کہ وہی لوگ افضل اس اُمت کے تھے یعنی صحابہ کے
سوا سے اس اُمت محمدی مین جتنے لوگ ہین سب سے صحابہ لوگ افضل تھے اور نیک زیادہ
اس اُمت کے دلون کی راہ سے اور دور اندیش زیادہ اس امت کے علم کی راہ سے اور

کم زیادہ تکلف کی راہ سے کہ اُن مین تکلف اور ریا اور بناوٹ نہ تھی اور رسوم اور عادات کا مقید ہونا جو لوگون
مین جاری ہی سو اُن مین نہ تھا اُن لوگون کو اللہ تعالیٰ نے قبول کیا اور پسند کیا اپنے نبی کی صحبت
کیواسطے اور انکے دین کے ٹھیک اور درست کرنے کے واسطے یہہ دلیل ہے صحابہ کے افضل اور
اکمل ہونیکی یعنے جب پروردگار تعالیٰ نے تمام خلائق مین سے اُنکو چن لیا اور اپنے پیغمبر کا یار
بنایا تو معلوم ہوا کہ وے لوگ تمام خلق مین بہتر اور تمام امت مین نیک رہے ہین اور اُن لوگون
کے جان اور ذات کا جواہر ہدایت اور ایمان کے انوار کا پرتو اپنے اندر لے لینے کے قابل اور
لائق زیادہ تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے چھبیسوین سیپارہ سورۂ انا فتحنا مین فرمایا۔ وَاَلْزَمَهُمْ
كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْٓا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا ۔ اور لگا رکھا انکو ادب کی بات پر اور وہی تھے اُسکی
لائق اور اس کام کے سزاوار اثار مین یعنے حدیث موقوف یا مقطوع مین آیا ہے کہ پروردگار
تعالیٰ نے سارے بندون کے دلون مین نظر کیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو بہت روشن
اور پاک پایا تب نبوت کا نور اسمین رکھا اور صحابہ کے دلون کو بہت صاف اور بہت لائق
پایا تب اُنکو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کیواسطے پسند کیا اور صحابہ کا ساری امت مین افضل
اور نیک ہونا صاف ظاہر ہے کیونکہ کوئی عاقل اس بات کو نہ پسند کریگا کہ جو لوگ پیغمبر کے
یار ہون اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرید ہون اور عمر بھر انکی تربیت کے سایہ
مین رہے ہون اور انکی خدمت کئے ہون اور پھر بھی ابھی تک پاک اور صاف نہوئے ہون
اور کمال کے درجے کو نہ پہنچے ہون مشایخ کے مریدون کو دیکھتے ہین کہ انکی خدمت مین رہنے
سے کس کس درجہ مین پہنچ جاتے ہین آخر ایسی بات کا اعتقاد رکھنے سے اس جناب کی صحبت
کا نقصان ثابت ہوتا ہے اور یہ نقصان کی بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جناب
کیطرف عائد ہوتی ہے ہان جو لوگ منافق تھے اُنکو اس صحبت مبارک سے فائدہ نہوا تھا
سو منافق لوگ سورہ توبہ کے اترنے کے بعد معلوم ہوگئے اور مخلص مسلمانون سے جدا ہوگئے
اور فضیحت اور رسوا ہوے باقی سارے صحابہ نیک پاک ہین صحابہ کے حق مین برے

اعتقاد سے اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانون کو اپنی پناہ مین رکھے سو پہچانو تم لوگ صحابہ کیواسطے انکی
بزرگی اور فضیلت کو اور انکی پیروی کرو اور اُنکے پانوٗن کے نشان پر چلے جاوٗ اور چنگل سے
پکڑو جسقدر سکو اُنکی خوی اور چال کو اسواسطے کہ بیشک وے لوگ تھے سیدھی راہ پر کہ وہ راہ
نہایت سیدھی اور بے خوف تھی سبحان اللہ ابن مسعود باوجود اس بزرگی اور بلندی شان کی
جو دین مین انکو حاصل تھی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکے حق مین فرمایا۔ رَضِیْتُ لِاُمَّتِیْ
مَا رَضِیَ بِہٖ اِبْنُ اُمِّ عَبْدٍ۔ راضی ہوا مین اپنی اُمت کیواسطے اس بات پر کہ راضی ہوا بیٹا ام
عبد کا یعنی ابن مسعود سو جب ابن مسعود نے صحابہ کی اسقدر بزرگی بیان کیا اور تعظیم کیا تب دوسرون
کو صحابہ کے حق مین اور دوسری بات کی کیا جگہہ ہے روایت کیا اس حدیث کو رزین نے اس
حدیث کی شرح اشعۃ اللمعات سے لکھا اس مقدمہ کے مضمون سے سلوک الی اللہ کے معنی اور
اسکی حقیقت خوب ذہن نشین ہوگئی تھی اور اس حدیث سے یہ بھی کھل گیا کہ سلوک کا طریقہ
کیسے شخص سے ملتا ہے اور مرشدی کے قابل کون ہے اور اس مضمون کی تفصیل مرشدی کے
رتبہ کے بیان اور تصوف کی حقیقت کے بیان اور صوفیہ کے حال کے بیان کی فصلون مین
معلوم ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ اس مقدمہ کا مضمون اکثر مقام مین کام آویگا یاد رہے گو یا کہ ہم
کتاب مین انھین مضمون کی طرح طرح سے شرح کرینگے۔ **فائدہ**۔ اب ایک بات بڑے کام کی
یاد رکھنا ضرور ہے کہ اہل سنت وجماعت کے مذہب مین جو تفسیر کی کتابین مثل زاہدی اور مدارک
اور بیضاوی اور جلالین وغیرہ کے اور حدیث کی کتابین مثل صحیحین اور جامع ترمذی اور سنن
ابوداؤد اور ابن ماجہ اور نسائی وغیرہ کے اور فقہ کی کتابین مثل ہدایہ اور شرح وقایہ اور درمختار
اور قاضی خان وغیرہ کے اور سارے فنون کی کتاب مثل عقائد اور اصول فقہ اور اصول
حدیث اور معانی اور بیان کے جو اہل سنت کے علما کے درس تدریس مین رہتی ہے اور
تصوف کی کتاب مثل عوارف المعارف تعرف فتوح الغیب عین العلم وغیرہ کے ہین سو یے
سب قرآن اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور انکے عترت اور صحابہ کے قول فعل تقریر حال

چال کے موافق ہین اسکو ساری اہل اسلام کے ملک کے علما خصوصا حرمین شریفین کے جو دین
کا وکیل ہے جانچ چکے ہین اور حق یہہ ہے کہ ہر چیز کی خوبی اور برائی اور اصلی ہونا اور نقلی ہونا اُسی چیز
کے دیس والے خوب پہچانتے ہین اور جو چیز انکے جانچنے مین ٹھیک اور عمدہ ٹھہری اس چیز کو برا
کہنے والا اور ناپسند کرنیوالا سب عاقلون کے نزدیک احمق ہے اسی طرحسے مشہور طریقون کے
جن پیشواؤنکا حال جانچنے اور تحقیق کرنے مین قرآن اور آنحضرت اور اُن کے صحابہ کے اور عترت
کے موافق ثابت ہوا تب اُنکو بڑے بڑے علما اور اور بزرگون نے اپنا پیشوا اور مرشد مقرر کیا او
انکے مذہب کو پسند اور اختیار کیا اور اُن کے طریقون مین مرید ہوئے تو اِن کتابون اور ان مذہبون
اور اِن طریقون کے جانچنے کی اب حاجت نہین بس انکے موافق جنکا حال ہو وہ مرشدی کے قابل
ہے اور نہین تو نہین باقی مرشدی کے رتبہ کا بیان آگے معلوم ہوگا انشاء اللہ تعالی قاعدہ اس
کتاب مین جو مضمون لکھا ہے سو حدیث اور تفسیر اور فقہ اور اصول فقہ اور عقائد اور تصوف کی معتبر
کتابون سے اور ہر مقام مین کتابون کا نام بھی لکھدیا ہے اسواسطے کہ اگر کسی مقام مین کاتب سے
غلطی ہوجاوے یا اور کچھ ضرورت ہو تو چاہیئے اصل کتاب سے ملالے اور اکثر اس کتاب مین
عوارف کا مضمون لکھا ہے اور اس کتاب مین کوئی حدیث وضعی نہین لکھا اور حدیث کی عبارت
کسی مقام مین ترجمہ سمیت لکھا اور کسی مقام مین اختصار کے واسطے فقط ترجمہ لکھا اُسکا متن نہ لکھا
اور جتنی حدیثین اس کتاب مین عوارف سے لکھا ہے حدیث کی کتابون مین وہ سب موجود ہے
اور عوارف مین سبکی سند لکھا ہے سو ہمنے اختصار کے واسطے سند کو حذف کیا اور جو عرب کی
بولی مین الفاظ ہین اُسکے معنی بھی لکھا اور اس لفظ کو بھی لکھا تا کہ لوگ اُس اصل لفظ سے واقف
رہین اور عالم لوگ اُس لفظ کے معنی شاید ہمارے بیان سے بہتر بیان کرین اور جو مضمون
اپنا کیا کرایا اور بوجھا بوجھایا ہے اور جس بات کا تھوڑا یا بہت حصہ ملا یا ہے اُسکو اس کتاب مین
لکھا ہے فقط کتاب دیکھہ کے نقل نہین کیا ہے مضامین انشاء اللہ تعالی طالبون کو بہت فائدہ
کرینگے کیونکہ یہہ سب مضامین اپنے مجرب اور آزمودہ ہین اور جیسا کہ اس خاکسار نے اپنے

ابتدا وقت مین بڑی دل سوزی اور خیر خواہی سے مفتاح الجنۃ لکھا تھا ویسا اب اس کتاب کو لکھا تمہید
پہلے جاننا چاہیئے کہ شریعت(۱) کہتے ہین اسلام ایمان احسان سبکو ملاکے اور ان تینون پر عمل کرنیکے جو احکام
اور مسائل ہین انہین کا نام شریعت ہی تو احکام ظاہری اور مسائل فقہی جن پر عمل کرنا معرفت
اور ایمان تحقیقی کی نشانی ہے یہی شریعت ہے اور طریقت(۲) کہتے ہین سلوک الی اللہ کو جیسا کہ لکھ چکے
اور حقیقت(۳) کہتے ہین شریعت کی حقیقت کو تاکہ جن چیزون پر ایمان لائے ہین انکی حقیقت
کو سمجھین اور عبودیت کی حقیقات کو سمجھین اور معرفت(۴) کہتے ہین اللہ کے پہچاننے کو اور ان
چارون کا بیان بخوبی کرتے ہین انشاء اللہ تعالی سو شریعت کا بیان تو فقہ اور تفسیر حدیث وغیرہ کی
کتابون مین موجود ہے اور تصوف کی کتاب مین بھی حقیقت مین شریعت کے بیان مین ہین مگر
جیسا کہ فقہ احکام ظاہر کے واسطے مقرر ہے ویسا تصوف علم باطن کیواسطے مقرر ہے اور علم ظاہر
اور باطن کا سب علم شریعت کا ہے اور ہر علم والے اپنے مقصد کو حدیث اور قرآن سے بیان کرتے
ہین اور ہر علم والون کی سند اور دلیل حدیث قرآن مین موجود ہے۔ اب تصوف کا بیان سنو
سلوک الی اللہ کا انجام یہی ہے کہ مشاہدہ یعنے ایمان تحقیق اور تقوی حاصل ہو سو جو سلوک
صحابہ اور تابعین کیوقت مین جاری تھا اور انکے زمانے کے بعد طریقت کے پیشواؤن اور مجتہدون
نے جو حدیث اور قرآن سے اجتہاد کر کے تصوف کے مسئل اور شغل اور ذکر مقرر کیا ہے سو دونون
قسم کے سلوک سے مطلب حاصل ہوتا ہے اور حقیقت مین دونون سلوک ایک ہی ظاہر مین صورت
دو معلوم ہوتی ہے اور پہلے طریق کا سلوک اختیار کرنے سے دوسرے طریق کا سلوک بھی پایا
جاتا ہے اور دوسرے طریق کا سلوک اختیار کرنے مین پہلا سلوک بخوبی پایا جاتا ہے بلکہ اس
زمانے کے لوگون کے حال کے مناسب دوسرا سلوک زیادہ مفید ہے اسواسطے کہ اسمین ہر بات
کی تفصیل اور ہر بات کا حد اور باب اور فصل مقرر کیا ہے بعینہ حدیث اور قرآن اور فقہ کا سا حال
ہے اور دوسرے سلوک سے یہ مراد نہین ہے کہ فقط ایک قسم کے اشغال مین مشغول رہے
بلکہ یہ مراد ہے کہ علم تصوف کے موافق سلوک اختیار کرے تاکہ قرآن حدیث فقہ عقاید

تصوف سکی اتباع ہوجاوے اور مومن کامل بن جاوے اب علم تصوف کا بیان دل لگا
کے سنو جب تک سالک اللہ تعالی کی ذات اور صفات سے واقف نہوگا اور اسکی معرفت کی حقیقت
نہ معلوم کریگا تب تک سلوک کسطرح کریگا اور وہ کیا سمجھیگا کہ اسکی ذات اور صفات آنکھ سے دیکھنے
کے قابل ہے یا یقین کرنے اور دل کی آنکھ سے دیکھنے کے قابل اور اسکی حضوری اور قرب اور
معرفت اور اسکے وصول کا شوق کسطرح ہوگا سو ہم اسی ذات پاک کی توفیق اور مدد سے پہلے اللہ تعالی
کی ذات پاک کی توحید اور اسکی صفات اور معرفت کا بیان تین فصلون مین لکھہ کے تب تصوف
کی اور باتون کو لکھتے ہین ؎

پہلی فصل اللہ تعالی کی ذات پاک کی توحید کے بیان مین

تعرف مین لکھا ہے کہ تمام صوفیا اور اہل حق نے اللہ تعالی کی ذات مقدس کی توحید کے بیانمین اسطرح
پر اجماع کیا ہے کہ مقرر اللہ (وَاحِدٌ) اکیلا ہے اپنی ذات مین اور یگانہ اپنی صفات کے کمال مین
اسکے جز نہین اور اسکے مثل اور مانند نہین ازل سے ابد تک واحد مطلق وہی ہے (اَحَدٌ) یکا ہے
اپنی ذات مین کہ مانند نہین رکھتا (فَرْدٌ) اکیلا اور طاق اور پیٹ ہے (صَمَدٌ) پاک ہے ساری نقصانون
اور آفتون سے اور ساری کمال اسمین جمع ہین سب اسکے محتاج ہین وہ کسی کا محتاج نہین (قَدِیْمٌ)
سب سے آگے ہے (عَالِمٌ) جاننے والا ہے (حَیٌّ) زندہ ازلی اور ابدی ہے کہ ہرگز نہ مریگا اور اسکو
زوال اور ہلاک نہین (بَاقِیْ) ہمیشہ رہنے والا ہے کہ اسکو ہرگز ہرگز فنا نہین (اَوَّلُ) سب سے
پہلے ہے وہ سبحانہ اول ازلی ہے کہ اسکے وجود اور ہستی کا شروع نہین (اِلٰہُ) معبود برحق ہے
(سَیِّدْ) پیشوا اور مولی ہے۔ (مَالِکْ) مالک ہے۔ (رَبُّ) پروردگار ہے۔ (رحمٰن) بڑا بخشنیوالا
ہے (رَحِیْمْ) بہایت۔ مہربان ہے۔ (مُرِیْدْ) ارادہ کرنے والا ہے جو چاہتا ہے سو کرتا ہے۔
(حکیم) حکمت والا ہے۔ (خالق) اندازہ کرنے والا خلق کا پیدا کرنے کے پہلے سے ہے۔
(متکلم) کلام کرنیوالا ہے۔ (رازق) روزی پہچانیوالا مطلق ساری مخلوقات کو ہے۔

(سمیع) سننے والا بے کان کے ہی۔ (بصیر) دیکھنے والا ہے بے آنکھہ کے۔ (عزیز) غالب اور قوی اور بے مانند ہے (عظیم) سب سے بڑا ہے (جلیل) بزرگ اور بڑا ہے (کبیر) بزرگ اور سب سے بڑا ہی (جواد) بڑا دینے والا ہے (رؤف) بڑا مہربان ہی بندون پر (متکبر) بزرگ اور بلند قدر ہی (جبار) ٹوٹی چیزون کا درست کرنیوالا اور تباہی زدون کے بگڑے کامون کا بہتر اور درست کرنے والا اور روز آور غلبہ سے کام کرنے والا ہے اپنی جتنی صفات کے ساتھہ اپنی ذات کی صفت کیا اُن سب صفتون کے ساتھہ موصوف ہی اپنی ذات کا جتنا نام رکھا اُن سب نامون کے ساتھہ مُسمّا اور پکارا گیا ہے اپنے ساری نام اور صفات کے ساتھہ ہمیشہ سے قدیم کسی وجہ سے خلق کے ساتھہ اُسکو کوئی تشبیہہ نہین دے سکتا اسکی ذات کسی کی ذات کے مشابہ نہین اور اسکی صفت کسی کی صفت کے مشابہ نہین اور مخلوقات کی نشانیون مین سے جسسے اُنکا نیا پیدا ہونا ثابت ہوتا ہے کوئی نشانی اُسپر جاری نہین ہوتی ہمیشہ سے وہ آگے ہے ساری نئے پیدا ہونیوالون سے وہ پہلے ہے سب چیزون کے پہلے سے وہ موجود ہے اُسکے سوا کوئی قدیم نہین اور اُسکے سوا کوئی معبود برحق نہین نہ وہ جسم اور تن ہے نہ وہ شبح اور کالبد ہے اور نہ وہ صورت اور شکل ہی اور نہ وہ شخص ہے اور نہ وہ جوہر ہی اور نہ وہ عرض نہ وہ جمع ہوتا اور اکٹھا ہوتا ہی اور نہ وہ جدا ہوتا اور چھٹ جاتا ہے نہ وہ حرکت کرتا اور ہلتا ڈولتا ہے اور نہ وہ سکون کرتا اور ٹھہرا اور جا رہتا ہی اور نہ وہ گھٹتا اور کم ہوتا ہی اور نہ زیادہ ہوتا اور بڑھتا ہی اور نہ وہ صاحب اجزاء ہی اور نہ صاحب ابعاض یعنے اُسکے جزاء اور ٹکڑا نہین اور نہ وہ صاحب جوارح اور اعضا ہے یعنے ہاتھہ پانون کان آنکھہ وغیرہ اعضا اسکے نہین ہے اور نہ وہ جہتون والا ہے یعنی مغرب مشرق جنوب شمال اوپر نیچے گوناگون سب جہتون سے پاک ہے اُسکو یہہ نہین کہہ سکتے کہ وہ فلانی جہت مین ہے اور اُسپر اوقات نہین جاری ہوتے یعنے کسی وقت مین ہونا کسی وقت مین نہونا یا وقت کے سبب سے حال کا بدلنا جو مخلوقات اور محدثات کیواسطے ہے سو اس سے وہ پاک ہی اور اُسپر کوئی آفت نہین اُترتی اور اُسکو اونگھ اور جھپکی نہین آتی اور اُسکو اوقات نہین بدل سکتے

اور اسکو اشارے معین نہین کر سکتے یعنے جیسا کہ کسی مخلوقات کیطرف اشارہ کرنے سے وہ معین ہو جاتا
ہے اور خیال مین ٹھہر جاتا ہے اِس سے وہ پاک ہی اور اُسکو کوئی مکان گھیر نہین لیتا اور کسی مکان
مین اُسکی سمائی نہین اور اُسپر کوئی زمانہ نہین جاری ہوتا جیسا کہ مخلوقات اور محدثات پر ماضی حال
مستقبل کا زمانہ جاری ہوتا ہے اور اُسپر یہ بولنا کہ وہ کسیکو چھوتا ٹٹولتا ہے یا چھیا اٹٹولا جاتا ہی
اور یہ بولنا کہ وہ فرق پر اور کنارے پر ہے اور یہ بولنا کہ مکانون اور جگہون مین گھستا اور داخل
ہوتا اور سماتا ہے درست نہین اُسکو فکر مین گھیر نہین سکتین کہ وہ کسیکی فکر اور غور مین آجاوے
اور اُسکو آڑ مین نہین کر سکتے اور چھپا نہین سکتے پردے یعنی وہ ظاہر ہی پردے مین نہین ہے
اور اُسکے پردہ ہی نہین اور اُسکو آنکھین نہین پا سکتین یعنے باوجودیکہ پردہ مین نہین ہے
مگر وہ ایسا لطیف اور ظاہر ہی کہ مارے لطافت اور ظہور کے نظر نہین آتا اور آنکھ کو اُسکے
دیکھنے کی دنیا مین طاقت نہین اِس خاکسار نے آزمایا ہے اس دونون مضمون مین خوب
مراقبہ اور غور کرنے سے مشاہدہ حاصل ہوتا ہے اور مشاہدہ کی حقیقت یہی ہے جیسا کہ اُسکی
مقام مین معلوم ہوگا اور بعضے بڑے لوگون نے اپنے کلام مین یون کہا ہے کہ اُسکو آگی
نہین کرتا ہے قبل کہ اُسکو قبل کہنے سے اُسکا آگے کا ہونا ثابت ہو کیونکہ وہ سبحانہ قبل سے
بہی سابق اور آگے ہے اور نہین تمام کرتا اور چکا دیتا ہے اُسکو بعد کہ اُسکو بعد کہنے سے وہ
تمام ہو جاوے اور چک جاوے بلکہ وہ بعد کے بہی بعد ہی اُسکو شروع نہین کرتا مِن یعنے
جیسا بولتے ہین سِرتُ مِنَ الْبَصَرَةِ اِلَی الْکُوفَۃِ + سیر کیا مین نے بصرہ سے کوفہ تک تو مِن معنی
چونکہ سے کے ہین اسواسطے مین نے سیر کرنے کو بصرہ سے شروع کرتا سمجھا دیا کیونکہ بصرہ ایک
معین مکان اور مقید چیز ہے اُسپر اشارہ لگ سکتا ہے اور وہان سے کوئی کام شروع کر سکتی ہین
اور وہ سبحانہ غیر معین اور مقید ہے جہان سے اُسکو سمجھ کے کوئی کام شروع کرینگی گو کہ خیال ہی
مین ہو پھر اُسکے آگے بہی اللہ سبحانہ خیال مین آویگا پھر اور آگے بڑھینگے تو وہان بھی وہ سبحانہ
موجود معلوم ہوگا اسیطرح سے زندگی بھر کرتے رہین گے آخر کو تھک کے اور مَن مَن سوچ سوچ

کے حیران پریشان ہو کے مِن کو پھینک دینگے غرض یہہ کہ جیسا کہ مخلوق پر مِن بولنے سے اُس مخلوق سے ایک چیز کا شروع ہونا فی الحقیقت سمجھا تا ہے ویسا اُس سبحانہ کی ذات پاک پر مِن بولنے سے سمجھا نہین جاتا باقی اللہ تعالےٰ اپنے کلام مین جو مِن اور عَن اور اِلی اور عِندہ وغیرہ فرماتا ہے سو بطریق مجاز کے بندون کے فہم اور انکی محاورےکے موافق ہے اور ان الفاظ کا ویساہی حال ہے جیسا کہ یَد اور وَجہ اور سَاق وغیرہ متشابہات کا حال ہے یعنی اُسکی حقیقت اور ذات تیری پاک ہے مگر باوجود اِسکے صفت ظہور اور تجلی کی بھی اُسکے واسطے ثابت ہی سو یہ جتنے الفاظ اُسپر بولین گے وہ سب اُسکے ظہور اور تجلی کی صفات پر سمجھا جاویگا اور ذات اسکی اس سبب سے پاک ہے یہی مضمون آگے کے سب الفاظ پر بھی سمجھنا اور اسپر عَن کا لفظ بہی ٹھیک نہین پڑتا کیونکہ جہاں پر ایک چیز ایک چیز سی فرق اور تجاوز کرتی اور اس سے جدا ہو جاتی ہے تب اُس چیز پر جس سے ایک چیز جدا ہوتی ہے عَن بولتے ہین جیسا کہ بولتے ہین رَمَیۡتُ السَّہۡمَ عَنِ الۡقَوۡسِ پھینکا اور جدا کیا مین نے تیر کو کمان سے تو چونکہ تیر کمان سے جدا ہوا اسواسطے قوس پر عن کا لفظ بولے اور حق سبحانہ سے تو جدا ہونا ممکن ہی نہین کتنا ہی بھاگین اور دوڑین گے اور کیسا ہی کوئی جدا کرے گا گو کہ خیال ہی مین ہو مگر اللہ سبحانہ سے قرب اور ملنا ہی معلوم ہوگا سیکر سے زندگی بھر حیران پریشان ہو کے مِن کیطرح سے عن کو بھی پھینک دینگے مِن اور عن کا فرق مشہور ہے مگر اس مقام مین سالک نے کچھہ فرق نہ سمجھا دونون کو پھینکا اور اللہ سے کام رکھا اور نہ اُسپر اِلی کا لفظ لگتا ہے کیونکہ اِلی ایک چیز کے نہایت پر بولتے ہین جسطرح اِلی الکوفتہ کو فہ تک اور اُس سبحانہ کے نہایت اور حد اور پایان نہین اور نہین توقف کراتا اور ٹھہراتا ہے اُسکو اِذۡ اور اِذَا یہ دونون لفظ کے معنے جب اور جسوقت اور اُسوقت اس دونون لفظ کو جس بات کا ہونا یقینی ہوتا ہی اس بات کی شرط پر بولتے ہین کہ جب اور جسوقت ایسا ہووے تب ایسا ہو جیسا کہ وَاِذَا الۡجَنَّۃُ اُزۡلِفَتۡ عَلِمَتۡ نَفۡسٌ مَّآ اَحۡضَرَتۡ اور جب بہشت پاس لائی جاوے تب جان لے جی جو لیکر آیا پہلی بات شرط کہلاتی ہے اور دوسری بات جزا سو وہ سبحانہ اس شرط اور جزا سے پاک ہی اُسکی ذات اور صفات اور اُسکا کام کسی بات کے ہونے پر موقوف نہین مثلاً کوئی نہین کہہ سکتا کہ جب بندے

عبات کرین تب وہ معبود ہو یا جب وہ روزی دے تب رزاق ہو کیونکہ وہ عبادت کرنے کے
پہلے سے معبود ہے اور روزی دینے کے پہلے سے رزاق وعلیٰ ہذالقیاس اور دین مشورہ مین
ڈالتا اسکو اِنْ اس لفظ کے معنی اگر یہہ لفظ بھی شرط جزا پر بولتے ہین اور اِس لفظ کو اُس بات پر بولتے
ہین جس بات کے ہونے نہونے مین شک ہوتی ہے اور اس بات کا ہونا نہونا دونون ممکن ہوتا ہے تب
مشورے کے طور پر اس لفظ کو بولتے ہین جیساکہ اِنْ تُکْرِمْنِیْ اُکْرِمْكَ اگر تعظیم کرے تو میری تو مین
تعظیم کرون تیری سو وہ سبحانہ اس مشورہ سے پاک ہے جو چاہتا ہے سو کرتا ہے وہان مشورہ کا کیا
دخل اور نہین سایہ کرتا اُسپر فوق فوق معنے اوپر دستور ہے کہ جو فوق ہوتا ہے سو اپنے تحت
پر سایہ کرتا ہے سو اُسکے فوق نہین بلکہ سبکا فوق وہ سبحانہ ہے اور نہین اٹھاتا اُسکو تحت تحت
سے نیچے دستور ہی کہ جو تحت ہوتا ہے سو اپنے فوق کو اٹھاتا ہے سو اس سبحانہ کے تحت ہین بلکہ وہ
سبکا تحت ہے اور اسکے مقابلہ مین جزا نہین آتی ہے اور اس سبحانہ کا شرط سے پاک ہونا معلوم ہو چکا تو
پس وہ جزا سے بھی پاک ہی اور اُسپر تنگی نہین کرتا ہے عند عند اکے معنی نزدیک اور کنارہ یعنی یہہ لفظ
بھی حقیقتہً ٹھیک کرکے اور مقرر کرکے اسکی ذات پر نہین بول سکتے کیونکہ اسکی ذات قریب بھی
ہے بعید بھی ہے مگر مجاز آدمی کی فہم کے لائق بولا جاتا ہے عندہ عند اللہ یعنے اسکے نزدیک
اللہ کے نزدیک اور اُسکو نہین پکڑتا ہے خلف خلف کے معنی پیچھے یعنی یہہ لفظ بھی اللہ سبحانہ پر
نہین بول سکتے کہ اللہ کے پیچھے ہے یا اللہ کسی کے پیچھے ہی اور اُسکو نہین پاتا ہے امام۔ امام معنی
آگے یعنے یہ لفظ بھی اللہ پر نہین بول سکتے غرض یہہ کہ وہ سبحانہ پیچھے اور آگے بولنے سے پاک
ہے اور نہین ظاہر کرتا ہے اسکو قبل قبل معنے پہلے یعنے ایسا نہین ہے کہ قبل کہنے سے اسکی
ذات ظاہر ہو جاوے کیونکہ قبل کے پہلے سے وہ ظاہر ہے اور نہین فنا کرتا ہے اُسکو
بعد بعد کے معنے پیچھے جب کوئی چیز تمام ہو جاتی اور چک جاتی ہے اور فنا ہو جاتی ہے تب
وہان پر بعد کا لفظ بولتے ہین سو وہ سبحانہ اس سے بھی پاک ہے اور بعد کے بھی بعد ہی
اور اسکو جمع نہین کرتا کل کا لفظ کل معنی سب اور بالکل یعنے جمیع سے مخلوقات پر کل کہنے

سے اُسکے ساری افراط اور جنس اور سارے اجزا اور ٹکڑے جمع ہوجاتے اور انہین داخل ہوجاتے ہین سو اُسطرح سے حق سبحانہ پر نہین کہہ سکتے کیونکہ اُسکے افراد او جنس او اجزا او ٹکڑی نہین ہین وہ تو احد ہے اور احد کے یہہ معنے کہ وہ سبحانہ یگانہ او اکیلا ہے کہ نہ شریک رکھتا ہے اور نہ جز او اُسکا جز نہ عقل مین ہے اور نہ خارج مین ظاہر ہے اور اسکو ایجاد نہین کرتا اور سر نو پیدا نہین کرتا ہے کان اور انسپر کان کا لفظ اِس معنی سے نہین بولا جاتا کان معنی تھا اور سوا یہ لفظ وہان بولتے ہین جہان کوئی بات نئی پائی جاتی ہے مثلاً کہتے ہین کَانَ زَیْدٌ قَائِمًا تہا زید کھڑا او کَانَ زَیْدٌ عَارِفًا ہوا زید خدا شناس اور وہ سبحانہ ازل سے ابد تک جیسے کا تیسا ہے اُنسپر جو کَانَ کا لفظ بولتے ہین تو اُنہین قدیم ہونیکے معنی ہوتے ہین اور وہ موقوف ہونیکے قابل نہین ہوتے جیسا کہ کَانَ اللّٰہُ عَلِیْمًا حَکِیْمًا + یعنی ہمیشہ سے ازل سے ابد تک اللہ دانا اور حکیم ہے اور اُسکو نہین کھوتا اور گم اور سلب نہین کرتا لَیْسَ لیس کے معنی نہین ہے یہہ لفظ کسی کلام اور جملہ کے مضمون کی نفی اور سلب اور نہین کرنے کو بولا جاتا ہے جیسا کہ لیس زید قائماً + نہین ہے زید کھڑا ہونیوالا تو زید کے کھڑے ہونے کو لیس نے نفی کیا اور کھو دیا سو وہ سبحانہ اِس پاک ہے کہ لیس اُسکی نفی کرے اور اسکو نہین چھپاتا پوشیدہ ہوتا اور مقدم اور پہلے ہوا ہے حدث کے قدم اُسکا حدث معنی نیا ہونا قدم معنی پرانا ہونا اور متقدم ہوا ہے عدم اور نیست ہونے پر موجود ہونا اُسکا اور مقدم ہوا ہے غائت اور نہایت پر ازل سے ہمیشہ سے ہونا اُسکا اگر تو کہے کہ وہ کسوقت سے ہے سو اُسکا ہونا تو وقت کے پہلے سے ہے اور اگر تو کہے کہ وہ قبل ہے سو قبل تو اُسکے بعد ہی اور اگر تو اُسکو کہے کہ ہو تو ہا اور واو تو اسکے مخلوق ہین پھر اگر تو کہے کہ وہ کیسا ہے تو مقرر اُسکی ذات وصفت اور بیان کرنے سے پردے مین ہے پھر اگر تو کہے کہ وہ کس مکان مین ہے تو بیشک مکان کے پہلے سے ہے اُسکا وجود اور اگر تو کہے کہ وہ کیا چیز ہے تو بیشک اُسکی ہونا جس سے وہ پہچان پڑتا ہے ساری چیزون سے جدا ہوئی ہے ایک وقت مین دو صفتین اُسکے سوا کسی مین جمع نہین ہوتین اور کوئی شخص ایسا نہین ہے کہ ایسی

دو صفتین علی التضاد یعنے جو آپس مین ایک اُلٹے دوسری ہون اُس شخص مین ساتھ ہی پائی جاوین اور اُسمین ایسی صفتین علی التضاد موجود ہین کہ وہ سبحانہ باطن اور اندر ہے اپنے ظاہر ہونے مین اور ظاہر ہے اپنے پوشیدہ ہونے مین اور ایسا قریب ہے کہ دور ہے یہہ صفتین علی التضاد اُسمین اسواسطے جمع ہین تاکہ کوئی کسی خلق کو اُسکے ساتھ تشبیہ نہ دے سکے اُسکا کام بغیر مباشرت کے ہے مباشرت کے معنی ہین کہ آپ کسی کام مین لگے سو وہ سبحانہ مخلوق کیطرح سے کسی کام مین نہین لگتا اور کام کرتا ہے اور سجھانا اسکا بغیر ملاقات کے ہے اور ہدایت اوسکی بغیر اشارے کے ہے اور اسکو کھینچا کھینچی نہین کرتے ہین قصدین یعنی جیسا کہ بندہ اپنے مختلف قصدون کے سبب سے متردد ہوتا اور کشاکش مین پڑتا ہے اور اُسکا حوصلہ تنگی کرتا ہے سو وہ سبحانہ اِس سے پاک ہے اور اُسکو نہین لگتی ہین فکرین یعنے جیسا کہ بندے کے ارادے اور کام مین فکرین آلگتی ہین کہ یہ کام کرین تو یہہ ہو اور یون کرین تو یون ہو سو وہ سبحانہ اس سے پاک ہے اور بے فکر ہے اور اسکی ذات کیواسطے کسی طرح کی تکلیف اور کیسا ہونا نہین یعنے اسکی ذات کا کوئی بیان نہین کرسکتا کہ وہ کیسی ہی اور اُسکے فعل کے واسطے کوئی تکلیف نہین ہے یعنے اُسکو کوئی تکلیف اور حکم نہین دیتا کہ کام تو کر وہ جو چاہتا ہے سو آپ کرتا ہے اور تمام صوفیہ اور اہل حق نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ اُسکو آنکھین نہین پاسکتین اور اُسپر ہجوم نہین کرتے اور اُسپر نہین جا پڑتے لوگون کے گمان بلکہ وہ آپ بندے کے گمان کے پاس ہوتا ہے اور اُسکی صفات بدلتی نہین اور اُسکے اسماء بدلتے ہین ہمیشہ سے ایسا ہی تھا اور ہمیشہ ایسا ہی رہے گا هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ وہی ہے پہلا اور پچھلا اور باہر اور اندر اور وہ سب چیز جانتا ہی لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ نہین اُسکی طرحکا سا کوئی اور وہی ہے سنتا دیکھتا +

دوسری فضل اللہ تعالی کی صفات کے بیان مین

اور تمام صوفیہ اور اہل حق نے اللہ تعالی کی صفات کے بیان مین اسطرح پر اجماع کیا ہے

کہ بیشک اللہ تعالی کے واسطے صفات علی الحقیقہ ثابت ہین یعنی مجازا نہین بلکہ حقیقہ وہ صفتین اُس ذات پاک مین موجود ہین اور وہ سبحانہ اُن صفتون کے ساتھہ موصوف ہے وہ صفتین یہہ ہین علم اور قدرت اور قوت اور عزیعنے غالب اور زبردست ہونا اور حلم اور حکمت اور مشیت یعنے چاہنا اور کلام اور کبریا یعنے بڑائی اور جبروت یعنی قہر اور غلبہ اور حیوۃ اور قدم یعنے دیرینہ اور پرانا ہونا اور ارادہ یعنے ارادہ کرنا اور اُس سبحانہ کی صفات جسم اور عرض اور جوہر نہین ہین جیسا کہ اُسکی ذات جسم اور عرض اور جوہر نہین ہے اور بیشک اللہ تعالی کیواسطے سمع اور بصر اور وجہ اور ید حقیقۃ ثابت ہے وہ سمع اور بصر اور وجہ اور ید ہمارے کانون اور آنکھون اور منہون اور ہاتھون کے طرحسے نہین ہے اور اسبات پر اجماع کیا ہے کہ بیشک اللہ تعالی کی صفات جوارح اور اعضا اور اجزا نہین ہے اور اس بات پر اجماع کیا ہے کہ وہ صفات نہ اللہ ہے اور نہ اللہ کے غیر اور اللہ تعالے مین صفات کے ثابت کرنیکے یہہ معنی نہین ہین کہ اللہ تعالی اُن صفتون کا محتاج ہے اور چیزین اُن صفتون سے کرتا ہے لیکن اسکے یہ معنی ہین کہ اُن صفات کے الٹی جو بات ہے اُسکی نفی کرنا اور اُن صفات کو ثابت کرنا اور یہہ معنی ہین کہ وہ صفات اسکی ذات کے ساتھہ قائم ہے اور علم کے معنی فقط جہل اور نادانی کی نفی کرنے کے نہین ہین اُس مین نادانی نہین ہے اور قدرت کے معنی فقط عاجزی کی نفی کرنے کے نہین ہین اس مین عاجزی نہین ہے بلکہ یہہ معنی ہین کہ اللہ تعالے مین علم اور قدرت کو ثابت کرنا کیونکہ اگر فقط نادانی کی نفی سے عالم ہوا اور عاجزی کی نفی سے قدرت اور زور والا ہو تو جن چیزون مین جان نہین ہے اُن سے نادانی اور عاجزی کی نفی کرنے سے وہ سب بہی عالم اور قادر ہوجاوین اور اسیطرحسے ساری صفات کا ثابت کرنا اور اللہ تعالی کو اِن صفتون کے ساتھہ ہمارا وصف کرنا اور ان صفتون کو بیان کرنا جو ہے سو یہہ اُسکی صفت نہین ہے بلکہ یہہ ہمارا بیان کرنا اور وصف کرنا ہماری صفت ہے اور اللہ سبحانہ کی ذات کے ساتھہ جو صفت قائم ہے اُسکی حکایت ہے یعنی بطریق حکایت کے ہم اُسکا بیان کرتے ہین اور جو شخص کہ اللہ کی صفت کے بیان کرنے کو جو آپ بیان کرتا ہے اللہ تعالی کی صفت

ٹھراوی بغیر اسکے کہ اللہ تعالی کیواسطے صفت حقیقۃ ثابت کرے تو وہ شخص اللہ تعالی پر جھوٹھ
کہنے والا ہے فی الحقیقت اور جو صفت اللہ کی نہین ہے اُسکے ساتھہ اللہ تعالی کو یاد کرنے والا
ہے اور یہہ وصف کرنا اور صفت بیان کرنا ذکر کے طور پر نہین ہے کیونکہ ذکر مین یہہ ہوتا ہی
کہ غیر کی ذکر سے مذکور ہوتا ہے اسواسطے کہ ذکر اور یاد کرنا ذاکر اور یاد کرنے والی صفت ہے
یہہ صفت مذکور کی نہین ہے مذکور کے معنی ذکر کیا گیا اور مذکور جو ہے جسکی ذکر کرتے ہین سو
ذاکر کی ذکر سے مذکور ہوتا ہے یعنی جب تک ایک چیز کی ذکر نہین کرتے تب تک وہ چیز
مذکور نہین کھلاتی اور جب اُسکی ذکر کرتے ہین تب وہ مذکور کھلاتی ہے اور موصوف جو ہے
جس مین کوئی وصف اور صفت موجود ہے سو وصف کرنے والے اور صفت کرنے والے
کے وصف کرنے سے موصوف نہین ہوتا بلکہ جس مین جو وصف ہے وہ اُس وصف کے ساتھہ خود
موصوف ہی اُسکی وصف کرین خواہ نکرین مثلاً جوان کو جوان کہین یا نہ کہین یا بڑھا کہین ہر
سورت مین وہ جوان ہے اور اگر ایسا ہوتا کہ وصف کرنے والے کا وصف کرنا اللہ تعالی
کی وصف اور صفت ہوتی تو مشرکین اور کفار کا وصف کرنا اُسکی صفات ہوجاتی مثلاً اُن
لوگون نے اللہ کی وصف یون کیا کہ اللہ کے بیٹا اور زوجہ اور شریک ہے تو اُنکے کہنے سے
ایسا ہوجاتا اور اللہ تعالی نے اپنی ذات پاک کی تنزیہہ اور پاکی بیان فرمایا اُن کافرون
اور مشرکون کے وصف کرنے سے جو اُن سبھون نے اُسکے حق مین وصف کیا اور وصف کے
معنی کسی کی بھلی یا بری صفت کا بیان کرنا سو وہ تعالی کسی کے صفت کرنے سے موصوف نہین
ہے بلکہ اُس صفت کے ساتھہ موصوف ہے جو صفت اُسکی ذات کے ساتہہ قائم اور لگی ہے
اُس سے جدا نہین ہوتی جیسا کہ آیۃ الکرسی مین فرمایا وَلَا یُحِیطُونَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖ اور یہہ
نہین گھیر سکتے اُسکے علم مین سے کچھہ یعنے اُسکا علم جو اُسکی ذات کے ساتہہ قائم اور لگا ہے اور اُس سے
جدا نہین ہوتا اور یہہ بات اضافت کے سبب سے ظاہر ہے کہ علم کی اضافت اپنی طرف فرمایا
اور جیسا کہ سورۂ ذاریات مین فرمایا ذُو الْقُوَّۃِ الْمَتِیْنُ صاحب قوت کا زور اور مضبوط

اسیطرح سے اپنے کلام پاک مین اپنی ذات پاک کے واسطے جو صفات بیان فرمایا ہے سو سب
اُسکی ذات کے ساتھہ قائم ہین اور تمام صوفیہ اور اہل حق نے اجماع کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی
صفات آپس مین متغایر نہین ہوتین اور ایک صفت کی غیر دوسری صفت نہین ہوتی سو اُسکا
علم اُسکی قدرت نہین ہے اور نہ اُسکی قدرت کا غیر اور اسیطرح سے اُسکی ساری صفات اور نہین ہے
سمع اُسکا بصر اُسکی اور نہ اُسکی بصر کا غیر جیسا کہ اُسکی غیر اور اختلاف کیا علما نے اس بات مین کہ حدیث
قرآن مین اللہ تعالیٰ کے واسطے اتیان اور مجیی اور نزول یعنے آنا اور اُترنا جو آیا ہے سو اُسکے
کیا معنی ہین سو جمہور اور بہت عالمون نے کہا کہ یہہ سب اُسکی صفات ہی اور اس صفات کے
جیسے معنی اسکی ذات کے لائق ہین ویسے ہین اور اُسکا بیان تلاوت اور روایت سے زیادہ
نہین ہو سکتا یعنی قرآن شریف مین جہان کہین آیا ہے - یاتیھم اللہ آوے اللہ جاء ربک
آوے تیرا رب اُسکی فقط تلاوت کرینگے اور حدیث مین آیا ہے ینزل اللہ اُترتا ہے اللہ
اُسکی فقط روایت کرینگے اور اس آنے اور اُترنے کی حقیقت نہ بیان کر سکین گے اور اسپر ایمان
لانا واجب ہے اور اس مین بحث کرنا درست نہین محمد ابن موسیٰ واسطی نے کہا کہ جیسا کہ اُسکی
ذات غیر معلول ہی کہ علت اور سبب کی محتاج نہین ویسا اُسکی صفات غیر معلول ہے اور اللہ تعالیٰ
نے جو اپنی صمدیت کو ظاہر کیا ہے کہ اللہ صمد ہے سو اُسکی صمدیت کا ظاہر کرنا یہی ہے کہ اپنے
بندون کو اپنی صفات کی حقیقتون اور اپنی ذات کی باریکیون کو ذرا سا کسی قدر دریافت کرنے
سے بھی نا امید کر دیا بس یہی اسکی صمدیت ہے اور اختلاف کیا علماء نے اس بات مین کہ اللہ تعالیٰ
ہمیشہ سے خالق ہے یا خلق کو پیدا کرنے کے بعد خالق ہوا ہے سو بہت سے عالمون نے
اور قدیم لوگون اور بڑے لوگون مین سے بہت لوگون نے کہا کہ درست نہین ہے کہ اللہ
کے واسطے کوئی ایسی نئی صفت ٹھہرا دے جسکے لائق وہ لم یزل مین نہ تھا لم یزل معنی ہمیشہ اور
ازل سے ابد تک سدا ان اور اللہ تعالیٰ اسم خالق کا مستحق خلق کے پیدا کرنے سے نہین
ہوا ہے اور خلائق کے نیا نکال کھڑا کرنیسے اسم باری کا مستحق نہین ہوا ہے اور صورتون کی

تصویر کھینچنے سے اسم مصور کا مستحق نہین ہوا ہے اور اگر ایسا ہوتا تو یہ بات لازم آتی کہ اللہ تعالی
لم یزل مین ناقص اور ناتمام تہا پھر جب خلق کو پیدا کیا تب کامل اور پورا ہوا ایسی باتون سے
اللہ تعالی بہت بہت ہی بلند ہے کہ ایسے نقصان اس درگاہ مین چھو بھی نہین جاتے ان مذکور لوگون نے
کہا کہ اللہ تعالی ہمیشہ ازل سے ابد تک خالق اور باری اور مصور او غفور اور رحیم اور شکور ہے
یعنی شکر کے مقابل مین جزا دینے والا ہے اور اسیطرح سے ساری صفات جنکے ساتھہ اپنی ذات
کی صفت کیا ہے اُن سب ساتھ وہ ازل مین صفت کیا گیا ہے اور جیسا کہ اللہ تعالی صفت کیا جاتا
ہے ساتھہ علم اور قدرت اور عز اور کبریا اور قوت کے ویسا ہی صفت کیا جاتا ہے ساتھہ تکوین یعنے
ہست کرنے اور تصویر یعنی صورت بنانے اور تخلیق یعنے خلق کے پیدا کرنے اور ارادہ یعنے ارادہ کرنے
اور کرم یعنے بخشنے اور غفران یعنے بخشش دینے اور شکر یعنی شکر کے مقابل مین جزا دینے کے
اور مذکور علما فرق نہین کرتے ہین اُس صفت مین جو فعل ہے یعنے اُن صفتون سے فعل ظاہر ہوتا ہے
اور اُس صفت مین جسکو فعل نہین کہتے مثل عظمت اور جلال اور علم اور قدرت کے کہ اُن صفات
سے فعل نہین ظاہر ہوتا سو وے لوگ دونون قسم کو صفات لم یزلی کہتے ہین کہ یہہ صفات
اللہ تعالی کی ذات کے ساتھہ ہمیشہ سے قائم ہین اور وہ سبحانہ اِن صفات کے ساتھہ ازل کو
موصوف ہے ان صفتون سے فعل ظاہر ہویا نہوا اور یہ اعتقاد کہ اللہ تعالی ہمیشہ سے اُن صفات
کے ساتھہ موصوف ہے اُن صفتون سے فعل ظاہر ہویا نہوا اسکی دلیل یہہ ہے کہ جب ثابت ہوا
کہ وہ سبحانہ سمیع بصیر قادر خالق باری مصور ہے اور یہ سب صفت اللہ سبحانہ کی مدح ہے سو اگر
ایسا ہوتا کہ خلق کے پیدا کرنے اور تصویر کھینچنے اور نیا نکال کھڑا کرنے سے یہ مدح ثابت ہوتی
تو خلق کا محتاج ہونا اور محتاج ہونا نشانی حدث اور نیا ہونے کی ہے اور دوسری دلیل یہہ کہ
کہ ایسا محتاج ہونے سے لازم آتا ہے کہ اللہ تعالی کو تغیر اور زوال ہوتا ہے ایک حال سے
دوسرے حال مین اور اسبات سے یہ بات لازم آتی ہے کہ اللہ تعالی خالق نہ تھا پھر خالق
ہوا اور مرید نہ تھا پھر مرید ہوا اور یہ بات احوال یعنے تغیر اور بدلنا ہے جسکی نفی اللہ کے خلیل

ابراہیم علیہ السلام نے اپنے اس قول سے کیا اِنِّیْ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ مجکو خوش نہین آتے
چھپ جانے والے یہ آٹھوین سپارہ مین ہے اور خلق یعنے خلق کو بنانا اور تکوین یعنے ہست
کرنا اور فعل یعنے کام کرنا یہ اللہ عزوجل کی صفات ہین کہ اِنکے ساتھہ اللہ تعالی ازل مین وصف
کیا گیا ہے اور فعل مفعول کا غیر ہے یعنی فعل اور ہے اور جسپر وہ فعل واقع ہوا ہے وہ اور ہے
اُسکو مفعول کہتے ہین اور اسیطرح سے تخلیق اور تکوین اُسکی صفات ہین اور جسکو پیدا اور ہست کیا
وہ مفعول اور فعل کا غیر ہے اور اگر فعل اور مفعول ایک ہوتا تو لازم آتا کہ مکونات یعنی ہست
کیگئی چیزون کا ہونا آپ ہی آپ ہے کیونکہ اللہ تعالی اور مکونات سے پیدا کرنے کے مقدمہ
مین اسکے سوا اور کچھہ مقصود اور واسطہ نہین ہے کہ مکونات اور مخلوق نہ تھے اور اللہ کے پیدا
کرنے سے ہوئے اور پیدا کرنا فعل ہے تو جب اللہ کا پیدا کرنا اور مخلوق آپ ہی آپ ہوا اللہ تعالی
کے پیدا کرنے کا محتاج نرہا اور تمام صوفیہ اور اہل حق نے اجماع کیا کہ اللہ تعالی ہمیشہ سے مالک
اور معبود اور رب ہے اور مربوب اور مملوک نہ تھے سو اسیطرح سے جایز ہے کہ وہ سبحانہ خالق
اور باری اور مصور ہو اور مخلوق اور مبرو یعنی مخلوق جنکو نیا نکال کھڑا کیا اور مصور جنکی تصویر
کھینچا وہ نہون اور علما نے اللہ تعالی کے اسمار مین اختلاف کیا بعضے کہا کہ اللہ کے اسمار نہ اللہ
ہین اور نہ اللہ کے غیر جیسا کہ صفات کو کہا اور بعضی نے کہا کہ اللہ کے اسمار وہی اللہ ہین تعرفت
کا مضمون تمام ہوا ان دونون گروہ کے قول کی شرح اس خاکسار کے نزدیک یہ ہے کہ اللہ تعالی
کی ذات اور صفات کی معرفت مین چونکہ حیرت ہوتی ہے اسیواسطے پہلے گروہ نے حیران ہوکے اور حیرت کے یہ بات کہا
کیونکہ صفات اور اسمار سے ذات پہچان پڑتی ہے اور عارف صفات اور اسماکے سوا ذات کی حقیقت تک پہنچ نہین سکتا اور
صفات کی حقیقت دریافت کرنے سے بھی عقل عاجز ہے تو جب صفات اور ذات دونون کی
معرفت سے عاجز ہوا اور ذات اور صفات مین ایک ایسا علاقہ اور لگاؤ پایا کہ تفرقہ نکر سکا
تب حیران ہوکے کہا کہ صفات اللہ کی نہ اللہ ہین اور نہ اللہ کے غیر اسیطرح کہا کہ اللہ کے اسمار
نہ اللہ ہین اور نہ اللہ کے غیر اور دوسرے گروہ نے اسواسطے کہ اُس ذات منزہ کی معرفت مین

ہم بڑے جاہل اور نادان ہین اور اُسکے نام کے سوا ہم اور کچھہ زیادہ نہین پہچانتے تو بس اسکا
نام وہی اللہ ہی ہیہ سب مضمون اہل سنت وجماعت کے عقائد کی کتابون کے موافق ہین چونکہ
بیہ باتین سالک کے مراقبہ اور ذکر اور تلاوت مین کار آمدنی ہین اسواسطے لکھا ہیہ سب باتین
یاد رہین اور باقی تعرف وغیرہ تصوف کی کتابون مین قرآن اور اللہ کی رویت یعنی دیدار اور نیکی
بدیکی تقدیر اور صراط اور میزان اور خلافت اور معراج اور معجزہی اور کرامات وغیرہ کا بیان
عقائد کی کتابون کے موافق ہے سو جو کچھ کہ اہل سنت کے عقائد مین ہے اسکے موافق سالک اپنے
اعتقاد کو درست کرے ✤

تیسری فصل اللہ تعالی کی معرفت کے بیان مین

معرفت کے معنی پہچاننا اور عارف کے معنی پہچاننے والا اور نکرۃ معنی نہ پہچاننا اس بیان
مین ہم تعرف کے مضمون کا خلاصہ لکھتے ہین وہ یہہ ہے کہ تمام صوفیہ نے اجماع کیا ہی اسبات
پر کہ بیشک اللہ تعالی کے پہچاننے پر فقط اللہ تعالی اکیلا آپ ہی دلیل ہے یعنے اُسکا پہچاننا
دلیل کا محتاج نہین پس میثاق کے روز جو معرفت اللہ تعالی نے آپ دیا ہے وہی معرفت
ہے معرفت عقل کی دی نہین ہے اور اُنکے نزدیک عقل کی راہ عاقل کی طرحسے ہے اور جیسا کہ
عقل والا اپنی حاجت کیوقت جب کسی چیز کے پہچاننے کی حاجت ہوتی ہے تب دلیل کا محتاج
ہوتا ہے کہ اپنی عقل کی قوت سے اس چیز کو ہم دلیل سے پہچانین گے اسی طرحسے عقل بہی دلیل
کی محتاج ہے بغیر دلیل کے وہ بہی کچھہ پہچان نہین سکتے اور اللہ کے پہچاننے کی وتا آپ دلیل
نہین ہو سکتی اسواسطے کہ عقل محدث ہی اور محدث راہ نہین دکھاتا مگر اپنے مانند محدث کیطرف
دلیل معنی راہ دکھانے والا اور محدث معنی نیا پیدا ہوا جو پہلے نہ تھا اب ہوا ایک شخص نے
نوری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ اللہ کے پہچاننے کی کیا دلیل ہی کہا کہ اللہ پہر کہا کہ عقل کا کیا حال
ہے کہ عقل عاجز ہے اور عاجز نہین راہ دکھاتا مگر اپنے ایسے عاجز کیطرف اور ابن عطا نے کہا

کہ عقل ہتیار عبودیت اور بندہ ہونیکا ہی ربوبیت کی حقیقت دریافت کرنے کا ہتیار نہین ہی یعنے عقل اصالۃً
رب کے پہچان نے کا ہتیار نہین ہے کہ اپنی قوت سے رب کو پہچانے مگر رب کے پہچنوانے سے رب کو پہچانتی
ہے تو عقل آپ حقیقتہ معرفت کی ہتیار نہ ٹھری بلکہ اللہ تعالی کے پہچنوانے کی محتاج ٹھری جیساکہ آنکھہ اور
کان دیکھنے سنے کے ہتیار اصالۃً اور حقیقتہ نہین ہین بلکہ اللہ تعالی کے دکھلانے سنانے سے دیکھتے سنتے
ہین تو مجازاً آنکھہ کان عقل کو ہتیار کہہ سکتے ہین اور حقیقتہ نہین اور اُسکے سوا اور لوگون نے کہا کہ عقل
کون اور مخلوق کے گرد بگرد پھرتی ہے اور اُنکو دریافت کرتی ہے اور جب مکون یعنے پیدا کرنے
والے کی طرف اُسکا غور پہنچتا ہے تب کھل جاتی ہے یعنی نری بے کام اور حیران ہو جاتی ہے اور
قحطبی نے کہا کہ جو شخص عقل کا پابند ہوا کہ عقل سے اللہ کو پہچانے اور دلایل عقلی سے اُسکی ذات
کو ثابت کرے سو عاجز ہوا مگر عقل سے اتنا پہچان سکتا ہے کہ اللہ موجود ہے سو اگر اللہ تعالی اپنی
مہربانی سے اسکو نہ پہچنواتا تو اُسکا موجود ہونا بہی نہ دریافت کرسکتی اور کہا یعنے بڑے لوگون نے
کہ اللہ کو وہی پہچانتا ہے جسکو وہ آپ پہچنواتا ہے اور اُسکی توحید وہی سمجھتا ہے اور وحدہ لاشریک
کا مضمون وہی دریافت کرتا ہی جسکو وہ آپ توحید کا مضمون سمجہا دیتا ہے اور اُسپر ایمان وہی لاتا ہی
جسپر اُسکی مہربانی ہوتی ہے اور اُسکی صفت وہی کرتا ہے اور اُسکی صفات کو وہی پہچانتا ہی جسکے
باطن کو وہ آپ روشن کرتا ہے اور اُسکے باطن مین آپ تجلی اور ظہور فرماتا ہے اور اللہ سے خالص
اور نرالا معاملہ وہی رکھتا ہے جسکو وہ آپ اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور اُسکا خاص بندہ بنتے کے
لائق وہی ہوتا ہے جسکو وہ آپ اپنے واسطے خاص بنا لیتا ہے کہا جنید نے معرفت دو معرفتین
ہین ایک معرفت تعرف کی تعرف معنی پہچانا گیا ہونا اور دوسری معرفت تعریف معنی پہچنوا دینا
معرفت تعرف کے یہ معنی کہ اللہ تعالی اپنے بندونکو اپنی ذات پہچنوا دیتا ہے اور اپنی ذات کے پہچنوانے کے
سبب سے انکو ساری اشیا پہچنوا دیتا ہے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے کہا لَا اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ +
مجھکو خوش نہین آتے چھپ جانیوالے ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالی کی معرفت کے سبب سے
سارے مخلوقات کی حقیقت کو پہچانا کہ یہ سب مخلوق ہین اور انکا حال بدلتا ہے اور یہ سب دوسرے

کے محتاج ہین یہ اِس قابل نہین کہ اُنکی عبادت کرین یا اس سے مدد چاہین یا اُنکی محبت دل مین چھپاوین
یہہ پہچان کے سبکو چھوڑا اور اُسیکو پکڑا اُسکا حال ازل سے ابد تک بدلتا نہین اِس مضمون کا خلاصہ
یہہ ہے کہ اپنی ذات کو پہچنوا دینے کے انکو اپنی طرف ایسا مشغول کر دیتا ہے کہ دوسرے سے انکو کچھ غرض
نہین رہتی اور دلیل اور نشانیون کے محتاج نہین رہتے کیونکہ دلیل اور نشانیون سے یہی حاجت ہوتی ہے
کہ اسکے سبب سے اللہ کی راہ پاوین اور جب اُسکو پایا تب دلیل کی حاجت نہین رہتی بلکہ دلیل بیچ مین آڑ
پڑتی ہے جیسا کہ منزل چلنے مین آدمی کوس کے نشان اور کوس پر چلنے کا محتاج رہتا ہے اور جو خود منزل
پہنچا ہے اُسکو کوس کے نشان اور کوس پر چلنے کی کیا حاجت ہے اور معرفت تعریف کے یہہ معنی کہ اللہ تعالی
اپنے بندون کو اپنی قدرت کی نشانیان دکھاتا ہے تمام ملک مین اور خود اُن کے جیون مین تب اُنکے
ایک لطف اور پاکیزگی پیدا ہوتی ہے تب سب چیزون کو دیکھہ کے پہچانتے ہین کہ انکا کوئی صانع
اور بنانے والا ہے اور یہہ معرفت عوام مومنون کی ہے اور جسنے کہا ہے کہ اللہ تعالی کو دلائل سے
پہچان سکتے ہین تو اُسکی مراد اسی قسم کی معرفت ہے اور پہلے معرفت خواص کی اور سبکے سب عوام ہون
یا خواص اللہ تعالی کو فی الحقیقت نہین پہچان سکتے ہین مگر اُسی سے اور یہہ ویسا ہی مضمون ہے جیسا کہ
محمد ابن واسع رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ نہین دیکھا مین کسی چیز کو مگر یہہ کہ دیکھا مین نے اللہ کو
اُس مین یعنے جیسا آئینہ مین کسی چیز کو دیکھتے ہین یہہ معنی نہین ہین کہ معاذ اللہ وہ سبحانہ اُس مین
دکھا رہتا ہے بلکہ آئینہ مین عکس دیکھہ کے معلوم کرتے ہین کہ بلاشبہہ عکس والا دوسرا ہے اور
دوسرے بزرگ نے کہا کہ نہین دیکھا مین کسی چیز کو مگر یہہ دیکھا مین نے اللہ کو قبل اُسکے یعنی
جب مین نے کسی چیز دیکھا تب اُسکے دیکھنے کے پہلے سے مجکو یقین تھا کہ اللہ تعالی موجود ہے تب
تو مجکو اس چیز کو دکھاتا ہے اور اُسکا نور پہلے سے موجود ہے اُسی نور کی قوت سے مین اِس چیز کو
دیکھتا ہون اس دونون قول مین عوام مومنون کی معرفت کا بیان ہے یعنی ضعیف کو دیکھہ کے صانع
کو پہچاننا ابن عطار نے کہا کہ اللہ تعالی نے عامہ کو یعنی عوام الناس کو پہچنوایا اپنے خلق کو دکھلا
کے فرمایا اللہ تعالی نے۔ اَفَلَا یَنظُرُونَ اِلَی الْاِبِلِ کَیْفَ خُلِقَتْ ؕ بھلا کیا نہین نگاہ کرتی اونٹون

کیسی بنائے ہین اور خاص لوگون کو اپنے کلام اور صفات سے پہچنوایا فرمایا پانچوین سپارہ مین
اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ - کیا غور نہین کرتے قرآن مین اور پندرہوین سپارہ مین فرمایا - وَنُنَزِّلُ
مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ اور ہم اتارتے ہین قرآن مین سے جس سے روگ
چنگے ہون اور مہر ایمان والون کو اور فرمایا نوین سپارہ سورۂ اعراف مین وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی
اور اللہ کے سب نام ہین خلاصے اور اغیار کو اپنی ذات سے جیساکہ فرمایا سورہ شوریٰ مین وَ
كَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ اور اسیطرح بھیجا ہمنے
تیرے طرف ایک فرشتہ اپنے حکم سے تو نہ جانتا تھا کہ کیا ہی کتاب اور فرمایا سورۂ فرقان مین - اَلَمْ
تَرَ اِلٰى رَبِّكَ تونے نہ دیکھا اپنے رب کی طرف خلاصہ یہ کہ معرفت کے اسباب مختلف ہین عوام الناس
کے واسطے یہ سب مقرر فرمایا کہ خلق کو دیکھکر خالق کو پہچانین اور خاص لوگون کے واسطے یہ سب مقرر فرمایا کہ
اُسکے کلام اور صفات اور اسمار سے پہچانین کہ کلام سے متکلم کو اور صفات سے موصوف کو اور اسم سے
مسمی کو پہچانین اور خلق کو دیکھ کے پہچان نے سے اُنکو بے نیاز اور بے پرواکیا اور انبیا لوگون کے
واسطے یہ سب مقرر فرمایا کہ انکو اپنی ذات کی طرف مشغول کیا وے لوگ فعل اور صفت کو دیکھکے
پہچان نے سے بے نیاز ہوئے اور بعضے بڑے صوفی لوگون نے کہا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے
ہمکو پہچنوادیا اپنی ذات کو اپنی ذات سے اور اپنی ذات کے پہچاننے کی راہ ہمکو سجھایا اپنی
ذات سے تب اُٹھ کھڑا ہوا معرفت کا گواہ معرفت مین سے معرفت کی گواہی دینے کو اور یہہ
گواہ کب کھڑا ہوا جب پہلے حق نے اُسکو معرفت پہچنوا دے لیا تب اُسکے بعد کھڑا ہوا اُسکے
یہ معنی ہین کہ معرفت کے حاصل ہونے کا کوئی سبب نہ تھا اسکے سوا کہ اللہ تعالیٰ نے عارف کو پہچنوایا
تب اوسکے پہچنوانے سے اسکو پہچانا اور بعضے بڑے مشایخ نے کہا کہ مخلوقات جو ظاہر ہین سو وے
سب اس سبب سے پہچان پڑتے ہین کہ عقل اُن پر ہجوم کرتی اور راہ پاتی اور جا پڑتی ہے اور حق
سبحانہ اس بات سے بہت دور ہے کہ عقل اُسپر راہ پاوے اُسنے تو پہلے ہی اپنی تئین ہمکو پہچنوادیا
کہ وہ ہمارا رب ہے تب پہچنوانے بعد کہا کہ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ مین تمہارا رب ہون یا نہین اور یہہ

نہ کہا کہ مَنْ اَنَا مین کون ہون جسوقت کہ پہچنوانے لگا تھا تاکہ اُسپر عقلین ہجوم کرتین یعنی اُسنے
اپنی تئین آپ پہلے پہچنوا لیا تب پوچھا کہ مین کون ہون سب نے بتا دیا کہ مقرر تو ہمارا رب ہے
اور اگر بغیر پہچنوائے پوچھتا کہ مین کون ہون تو عقل اگرچہ پہچان نہ سکتی مگر اپنی عادت بموجب
غور مین ہو جاتی اور اُسپر ہجوم کرنے چاہتے مگر حق تک نہ پہنچتی کیونکہ عقل ایک چیز کے نہایت
تک پہنچتی ہے اور اُس سبحانہ کا نہایت نہین اسیواسطے وہ عقلون کے ہجوم کرنے سے الگ ہے
اور یہہ کہ اُسکو کوئی تحصیل کرے اور پاوے اِس سے پاک ہے کیونکہ اُس چیز کو تحصیل کر سکتے
اور پا سکتے ہین جو زمان اور مکان کا مقید ہوتا ہے اور وہ سبحانہ اِس سے پاک ہے اور دوسرے
یہ کہ غایب کو حاضر کرنیکو اور حاضر مین تصرف کرنے اور اُسکو اپنے قابو مین لینے کو تحصیل اور
پانا بولتے ہین سو جسکو وہ سبحانہ حاضر معلوم ہوتا ہے وہ اُسکو حاضر کسطرح کریگا اور جسکو وہ
غایب معلوم ہوتا ہے سو اُسپر تصرف نہین کر سکتا اور تمام صوفیہ نے اجماع کیا اس بات پر کہ
اللہ تعالی کو وہی پہچانتا ہے جسکو عقل ہے کیونکہ عقل آلہ اور ہتیار ہے بندی کا کہ اُس سے
عقل والا بندہ پہچانتا ہے اس چیز کو کہ اللہ پہچنواتا ہے اور وہ آپ ہی آپ نہین پہچان سکتی
اللہ عز و جل کو اور ابوبکر شبلی نے کہا کہ جب اللہ تعالی نے عقل کو پیدا کیا تب اُس سے کہا مَنْ اَنَا
مین کون ہون تب عقل چپ رہی تب اُسکو اللہ تعالی اُسنے وحدانیت کا سرمہ دے دیا اور عقل کی
دونون آنکھون کو کھول دیا تب عقل نے کہا اَنْتَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ۔ تو اللہ ہی کوئی معبود
برحق تیرے سوا نہین تو دیکھو عقل کو یہہ طاقت نہ تھی کہ اللہ تعالی کو بغیر اللہ کے پہچنوائے پہچانی
پھر اختلاف کیا صوفیہ نے معرفت مین کہ معرفت کیا چیز ہے سو جنید نے کہا کہ معرفت کیا ہے کہ تیری
جہل اور نادانی کا پایا جانا اُسکا علم قایم ہونیکے پاس یعنے جب اُسکا علم اور جاننا قایم اور موجود ہو تب
اُس جاننے کے پاس ہی نجاننا پایا جاوے اور جہل نادانی موجود ہو لوگون نے کہا کہ کچھہ زیادہ
بیان کیجئے کہا وہی پہچاننے والا ہے اور وہی پہچانا گیا ہے اِسکے یہ معنی ہین کہ تو جاہل ہے
اس راہ سے کہ تو ہی اور تو نے جو اُسکو پہچانا ہے تو اسی راہ سے کہ وہ وہی اور سہل نے

کہاکہ معرفت کیا ہے کہ اپنی جہل اور نادانی کا پہچاننا لوگون نے ذوالنون سے کہا کہ تونے اپنے رب کو
کس طرح پہچانا کہاکہ جب مین نے کسی گناہ کا قصد کیا اُسیوقت اللہ تعالی کے جلال اور اسکی قہر
کی شان کو یاد کیا تب مین اُس سے شرما گیا کہ وہ میرے پاس ہے ذوالنون نے اللہ تعالی کے
اپنے پاس ہونیکے پہچاننے کو اپنی معرفت کی دلیل ٹھرایا علیان مجنون سے لوگون نے کہا کہ
تیرا حال اپنے مولی کے ساتھہ کیسا ہی کہاکہ مین نے اُسکی نافرمانی نکیا جب سے اُسکو پہچانا لوگون
نے کہاکہ کب سے اُسکو پہچانا کہاکہ جب سے لوگون نے مجکو مجنون پکارا علیان مجنون نے اپنے
اللہ سبحانہ کے پہچاننے کی دلیل اسبات کو ٹھرایا کہ اللہ تعالی کی قدر اور منزلت کی تعظیم اُسکو حاصل
تھی کہ اسکی تعظیم کے سبب سے نافرمانی نکرتا تھا اور سہل نے کہاکہ پاک ہے وہ خالق کہ نہین پاتے
ہین بندی اسکی معرفت مین سے سوای عاجز ہونے کے اسکی معرفت سے اللہ سبحانہ کی معرفت سے عاجز ہونا ہی اسکی معرفت
ہی یعنی جسقدر اُسکی عظمت اور تنزیہ کو سمجھیگا اُسقدر اسکی ذات کے پہچاننے سی اپنی تئین عاجز سمجھے کہ رسالہ قشیری مین لکھا
ہے کہ مشایخنے نے معرفت کے بیان مین کلام کیا ہے سو جیسا کہ حال جسپر واقع ہوا ہے ویسا
وہ شخص بولا ہے اور جو چیز اپنے وقت مین یعنے اُس حالت مین جو اُسپر غالب ہی پایا اُسی کیطرف
ارشارہ کیا اب دو ایک بات رسالہ قشیری کی سنو وہ یہ ہے ابو بکر شبلی کہتے تھے کہ عارف
کو کچھہ علاقہ نہین رہتا اور محب کو کچھہ شکوہ اور گلا کرنا نہین رہتا اور بندے کو کوئی دعوی
نہین رہتا یعنے جب بندہ بن جاتا ہے تب نرا تابعدار بن جاتا ہے کسی بات مین عذر اور
دعوی نہین کرتا اور ڈر نیو اسے کو قرار نہین رہتا اور کسیکو اللہ سے بھاگنے کی طاقت نہین ہوتی
اور شبلی سے معرفت کا حال پوچھا گیا تب کہاکہ اول معرفت کا اللہ ہے اور معرفت کے آخر کا وہ حال
ہے جسکا نہایت نہین ہے اور رویم نے کہاکہ عارف کیواسطے ایک آئینہ ہوتا ہے جب اُسمین نظر کرتا ہی
تب اُسکا مولا اسکے واسطے تجلی فرماتا ہے یعنے اُسکے قلب کا آئینہ صاف ہوتا ہے اُسمین توحید کا جمال
کھل جاتا ہے ابو یزید سے عارف کا حال پوچھا تب کہاکہ عارف اپنی نیند مین غیر اللہ یعنے اللہ کے
سوا نہین دیکھتا اور نہ جاگنے مین اللہ کے سوا کچھہ دیکھتا ہی اور نہ موافقت کرتا ہے غیر اللہ سے اور

نہ غیر اللہ کو دیکھتا ہے ✦

چوتھی فصل تصوف کے ارکان کی بیان مین

تعرف مین لکھا ہے کہ ارکان تصوف دس ہین اُن مین سے پہلا رکن تَجْرِیْدُ التَّوْحِیْد دوسرا فہمُ السماع تیسرا حُسْنُ الْعِشْرَۃِ چوتھا اِیْثَارُ الْاِیْثَارِ پانچوان تَرْکُ الْاِخْتِیَار چھٹا ان سُرْعَۃُ الْوَجْدِ ساتوان اَلْکَشْفُ عَنِ الْخَوَطِرِ آٹھوان کَثْرَۃُ الْاَسْفَارِ نوان تَرْکُ الْاِکْتِسَابِ دسوان تَحْرِیْمُ الْاِدِّخَارِ تجرید التوحید کے یہ معنی کہ موحد کو کسی چیز کے ساتھہ اللہ تعالی کے مشابہ اور مثل ہونیکا خیال نگذرے اور اللہ تعالی کے بیکار ہونیکا خیال نہ گذرے یعنی خیال نگذرے کہ کسیوقت اللہ بیکار ہوتا ہے اور فہم السماع کے یہ معنی کہ اللہ رسول کے کلام اور دین کے احکام اور مسائل کو اپنے حال کے ساتھہ سنے فقط حال کے ساتھہ نہین یعنے جو کچھہ سنے سو اسکا حال ہو جاوے یعنی اُسپر اعتقاد اور عمل کرنا بغیر بناوٹ کے اسکا حال ہو جاوے یہ نہین کہ فقط اُس بات کا علم حاصل ہو جاوے اور حسن العشرۃ کے یہہ معنی کہ خوبی کے ساتھہ صحبت رکھنا اور خوبی کے ساتھہ زندگانی کو خوش خرم گذارنا اور اِیْثَارُ الْاِیْثَارِ کے یہ معنے کہ غیر کے بھلا کرنے اور فائدے کو اپنے جان کے بھلے اور فائدے پر مقدم کرے تاکہ غیر کے بھلے اور فائدے کو مقدم کرنیکی فضیلت حاصل ہو عوارف مین لکھا ہے کہ ایثار کے یہ معنی نہین ہین کہ آدمی کو چن چن کے اور پسند کر کے اُسکے فائدے کو مقدم کرے بلکہ یہ معنی ہین کہ سارے خلق کے حقوق کو اپنے حق پر مقدم کرے اور اسبات مین فرق نہ کرے اپنے بھائی اور یار اور جان پہچان والے اور غیر کا اور لوگون کے روایت کیا ہے کہ ابو الحسن انطاکی کے پاس تیس اور کئی مرد جمع ہوے ایک گانوُن مین ری کے قریب اور اُنکے پاس گنتی کی کئی روٹیان تھین اسقدر کہ اُس سے اُن مین کے پانچ آدمی کا پیٹ نہ بھرے تب روٹیون کو توڑا اور چراغ کو بجھا دیا اور سب لوگ کھانیکو بیٹھے پھر جب کھانے کو اٹھایا جاتا کہ لوگ کھا چکے تو دیکھتے کیا ہین کہ کھانا جیون کا تیون ہے کسی نے نہ کھایا اپنے مسلمان بھائی کے کھانے کو اپنے کھانے پر مقدم سمجھکر کہ ہم

نکھا دین تاکہ دوسرا آسودہ ہو اسیطرح سبب سمجھا اور ترک الاختیار کے یہ معنی کہ اللہ تعالی
نے جو بندی کو اختیار دیا ہے اُس اختیار پر یقین رکھہ کے نہایت توکل کے سبب سے اپنے سب کام کو
اللہ پر چھوڑ دینا اور لکڑی پتھر کیطرح سے اُسکے حکم کے آگے بن جانا جہان پھینکا وہان جا پڑے
جہان رکھا وہان رہ گئے جو کہا سو کیا جو منع کیا سو نکیا اور سرعۃ الوجد کے یہ معنی کہ جو چیز اسکے دل مین
اچھے حال کو اُبھارے اُس چیز سے اپنے باطن کو کسیوقت خالی نرکھے مثل ذکر تلاوت نماز وغیرہ کے
بلکہ اُن مین مشغول رہے تاکہ جلد جلد اچھا حال آتا رہے اور جو چیز کہ حق کے زواجر اور منع کے
سننے لے اُسکو باز رکھے وہ چیز اپنے باطن مین نہ بھرے مثل بیحیائی اور گناہ کے کام کے اور کشف
عن الخواطر کے یہ معنی کہ اسکے باطن مین جو خیالات گذرین اُن سب مین کھڑبڑ اور تلاش کرتا رہے سو جو
خیال کہ حق کے واسطے ہو اُسکی تابعداری کرے اور جو اُسکے واسطے نہو اُسکو چھوڑ دے اور کثرۃ الاسفار
کے یہ معنی کہ عبرت پکڑنے اور دوسرے کا بھلا برا دیکھہ کے اپنے اوپر قیاس کرنیکیواسطے ملک مین
سیر کرے فرمایا اللہ تعالی نے سورہ روم مین اَوَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ
عَاقِبَۃُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ کیا پھرے نہین ملک مین جو دیکھین آخر کیا ہوا ان سے اگلون کا اسکے معنے
مین لوگون نے بیان کیا کہ زمین مین سیر کرو معرفت کی روشنی کے ساتھہ نکرت کی تاریکی کے ساتھہ
نہ سیر کرو اور اسباب کو چھوڑ کے مسبب پر نظر کرکے اور اپنے جان سے ریاضت اور محنت لینے
کے واسطے سیر کرو اور ترک الاکتساب کے یہ معنی کہ کسب کو ترک کرنا اپنے نفس سے توکل کا
مطالبہ کرنے کو تعرف مین اسیقدر رہے اور یہہ اکیلے آدمی کے واسطے ایک امر مباح کا چھوڑنا ہے
ایک فرض کے حاصل کرنے کے واسطے یعنی توکل فرض ہے اور ایمان سے آگاہی جیسا کہ توکل کے
بیان مین معلوم ہوگا سو بھی علی العموم بلکہ انہین کے واسطے جنہون نے مثل اصحاب صفہ کے
اپنے اوپر توکل کے کمال حاصل کرنے کو لازم کرلیا ہے اس مضمون کی شرح کے واسطے تعرف
کے مضمون کو ہم مشرح کرکے لکھتے ہین مکاسب کے بیان مین تعرف مین لکھا ہے کہ صوفیہ
کا قول کسب کے مقدمہ مین یہ ہے کہ بڑے بڑے صوفیون اور خاص لوگون نے اجماع کیا ہے

ساری تجارتون اور سارے پیشیون کے مثل گھاس لکڑی بیچنے اور سینے اور بنے اور کتابت کرنے وغیرہ کسب کے مباح ہونے پر جسکو شریعت نے مباح کیا ہے اس شرط پر کہ اُس کسب کو بیداری اور ہوشیاری اور توکل اور احکام فقہی پر ثابت رہنے اور شبہون سے پرہیز کرنے کے ساتھ کرے اور کسب کیا جاتا ہے آپس کی مدد کرنے کیواسطے اور طمع سے باز رہنے اور دوسرون کے دینے کیواسطے اور ہمسایہ پر مہربانی کرنے کے واسطے اور جس شخص کے ساتھ دوسرے لوگ لگے ہین جنکا نفقہ اُسپر فرض ہے تو اُس شخص پر کسب کرنا فرض ہے اور جنید رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک شرط مذکور کے ساتھ کسب کرنے کا طور اُن عمال کے طور پر ہے جو اللہ تعالیٰ سے نزدیک کر دیتے ہین مثل نفل نماز روزے کے تو بندہ کسب مین ویسا ہی مشغول ہو جیسا کہ جو نوافل کہ اُسپر مندوب اور مستحب ہین اُنکے ادا کرنے مین مشغول ہوتا ہے یہہ سمجھ کے نہین کہ روزی کسب کرنے سے ملتی ہے اور کسب سے فائدہ اور منافع ہوتا ہے یعنے کسب بھی عبادت ہے مگر فرض عبادت کے طور پر اُسکے اہتمام مین دن رات نہ لگا رہے بلکہ نفل عبادت کے طور پر کر لیا کرے اور روزی کا ملنا اور فائدہ کا ہونا اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھے اور رسالہ سہروردی مین فرماتے ہین کہ صوفیہ نے اجماع کیا کسب اور تجارتون اور ہنرون کے مباح ہونے پر آپس مین نیکی اور پرہیزگاری کی مدد کرنے کیواسطے بغیر اسکے کہ اُس کو روزی کھینچنے کا سبب سمجھے کہ یہہ پیشہ روزی کو کھینچ لاتا ہے اور آدمی کا آخری کسب سوال ہے اور جسکے عقل اور قوت سلامت ہے اُسکو سوال درست نہین انتہی ساری کتاب کا مضمون ایک ہی تقریر مین فرق ہے غرض یہہ کہ جنید کے نزدیک کسب کا درجہ مباح سے بڑھکے ہے اور جنید کے سوا دوسرون کے نزدیک اکیلے آدمی کے واسطے مباح ہے اُسپر واجب نہین ہے مگر کب مباح ہے جب کسب اُسکے توکل مین خلل نہ ڈالے اور اُسکے دین مین نقصان نکرے یعنے اُسکو کسی طاعت سے باز نہ رکھے کیونکہ ان دونون صورت مین کسب حرام ہو جاویگا جیسا کہ نیند اور سونا مباح ہے اور نماز کیوقت مین حرام اب اِن دونون صورت مین ترک الاکتساب بلاشبہہ دین کے ارکان مین داخل ہے دین مین نقصان

آنے کی صورت مین وطن اور روزگار وغیرہ کا چھوڑنا فرض ہے ایسا ہی حال دیکھکے حضرات صوفیہ نے ترک الاکتساب لورکن مقرر کیا اور مشغول رہنا حق کے وظائف مین بہت بہتر اور لائق ہے اور جب توکل صحیح اور درست ہووے اور اللہ تعالیٰ پر بھروسا ہو تب کسب کو ترک کرنا اور اُس سے مُنہہ پھیرنا واجب ہوا اور یہ حال ہی ایسے حال والے کے واسطے بھی ترک الاکتساب کو جو دس ارکان مین داخل کیا ہے تو کچھہ خلاف نرہا اور اسکی حقیقت یہہ ہے کہ جیسا کہ نماز کا بعضا رکن بعضے شخص پر سے ساقط ہوجاتا ہے جیسا کہ قیام بیمار پر سے ساقط ہوجاتا ہے اسطرح سے ترک الاکتساب عیال وار پر سے اور جو شخص ایسا ہی کہ تکلیف مین اللہ تعالیٰ کی شکایت کرے اُسپر سے ساقط ہوجاتا ہے اگر حضرات صوفیہ علی العموم ہمیشہ کیواسطے سب کے لئے کسب کا ترک کرنا کہتے تو یہ بات خلاف شرع ہوتی اور حق یہہ ہے کہ صوفی کا مذہب سنت کی اتباع ہی کسی وقت کے مناسب کسب کو ترک کرکے ہمین بعضی اصحاب کی اتباع دیکھتے ہین اور کسیوقت مین کسب کرکے ہمین اتباع دیکھتے ہین ہر حال مین سنت کی اتباع کی نیت رکھتے ہین جیسا کہ تعرف مین لکھا ہے اور سہل نے کہا کہ توکل والے کو کسب کرنا صحیح اور ٹھیک نہین مگر سنت کی اتباع کی راہ سے توکل والے کو بھی کسب کرنا صحیح اور درست ہی یعنے یہہ سمجھکے کہ پیغمبرون اور بزرگون نے کسب کیا ہے مین بھی اُنکی موافقت کے واسطے کسب کرون تاکہ اُنکی متابعت اور موافقت کے طفیل سے میری بھی نجات ہو جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اکیسوین سپارہ سورہ احزاب لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ۝ تم کو بھلی تھی سیکھنی رسول کی چال جو کوئی کہ اُمید رکھتا ہے اللہ کی اور پچھلے دن کی اور یاد کرتا ہے اللہ کو بہت سا اور غیر متوکل کو کسب کرنا مباح نہین ہے مگر اپنے کی مدد کیواسطے یعنے بال بچے کی اور جنکا نفقہ فرض ہے انکی مدد کے واسطے تاکہ خلق کا دل مجھسے بے فکر رہے اور مجھسے خلق کو نفع پہنچے اور یہہ اصل مسلمانی ہے کہ دوسرون کا بوجھہ لے چلنا اور اپنا بوجھہ کسی پر نہ رکھنا ابراہیم ادہم جب مکہ معظمہ مین مقیم تھے تب حرم کے حد سے باہر نکل جاتے اور لکڑی لاتے اور بازار مین پکارتے کہ مَنْ يَشْتَرِي الطَّيِّبَ بِالطَّيِّبِ یعنے کون پاک چیز کو پاک مال

سے خریدتا ہے تب لوگ جتنی قیمت پر مانگتے بیچ ڈالتے اور دیر نکرتے خلاصہ یہہ ہے کہ صوفیہ کے
گروہ کے خاص لوگون نے جو کسب کو مباح کہا فرض نکہا تو اس سبب سے کہ اپنے اندر ایسا توکل پایا
کہ اگر بھوکھ سے مرجاتے تو اللہ تعالیٰ کی شکایت کا مضمون اُنکے دل مین نا گذرتا تو جو شخص اس مقام
مین پہنچے اُسپر کسب کرنا فرض نہوا اور یہہ حال ہے اور جسکو صبر اور طاقت نہو اور اللہ تعالیٰ کا شکوہ
شکایت کرے یا سوال کرے اُسپر کسب کرنا فرض ہو لیکن بزرگ لوگ اگرچہ کسب کو فرض نہین
کہتے مگر مباح جان کے اُسمین مشغول رہتے ہین تا کہ خلق کا دل اُن مین مشغول نہو کیونکہ وے تو
اپنے حال کے سبب سے اور اپنے نفس کو تربیت کرنے اور توکل سکھانیکو واسطے دوا کے طور پر کسب
کو ترک کرینگے اور نادان لوگ جانین گے کہ یہ بڑے تارک دنیا ہین اور اُن پر ہجوم کرینگے غرض تصوف
کے ارکان مین جو کسب کا ترک کرنا داخل کیا تو اپنے نفس کو توکل کی تعلیم کی واسطے جیسا کہ طالب العلم
لوگ بھی کسب کو ترک کرتے ہین تو اِسپر کچھہ اعتراض نہین ہو سکتا ہان اوپر جنید کے سوا دوسرون
کے قول مین توکل درست ہونیکی صورت مین جو کسب ترک کرنیکو واجب کہا ہے سو وہ ایک حال ہے
انکا حال دلیل بھی نہین ہو سکتا اور اُن پر ملامت بھی نہین ہو سکتی اصحاب صفہ بھی کسب کو ترک
کئے تھے مگر اُسمین شک نہین کہ امیر المومنین عثمانؓ اور عبد الرحمن رضؓ صحابی اصحاب صفہ سے افضل
تھے اگر متوکل کو کسب کا ترک کرنا بہتر ہوتا تو اصحاب صفہ افضل ہوتے مگر اصحاب صفہ ایک حال
مین تھے انپر کچھہ اعتراض نہین ہو سکتا کیونکہ شارع نے اُن پر اعتراض نکیا اور اُنکا حال دلیل بھی
نہین اسیواسطے اُس قول کے بعد جو سہل کا قول ہے اُسمین توکل والے کیواسطے بھی سنت کی اتباع
کی راہ سے کسب کو درست کہا اور صحابہ اور اولیا اللہ کا کسب کرنا لکڑی بیچنا ظاہر ہے تو کسب
کرنا تصوف مین افضل اور دوا کی راہ سے کسب کا ترک کرنا اکیلے آدمی کیواسطے توکل کامل حاصل
کرنیکی نیت سے اصحاب صفہ کے قصون کی اتباع کرکے رکن ٹھہرایا تو اب اُن پر اعتراض نرہا
اور اُن لوگون کے اور سب دوسرے قول فعل سے اُنکی نیت بہی بخیر معلوم ہوتی تھی اور اس
زمانے مین جو بعضے لوگ عیال دار کسب کو ترک کر بیٹھے ہین سو اُنکے قول و فعل سے اِنکی نیت

بھی معلوم سو یہہ صوفی نہین ہین غرض یہ کہ ترک الاکتساب جو تصوف کے ارکان ہین داخل ہے سو عموماً سبکے واسطے نہین ہے جیسا کہ اوپر کے بیان سے بخوبی معلوم ہوا اور یہہ بھی ہے کہ چونکہ ترک الاکتساب صوفی کا کام ہے اور تصوف کے کمال کی نشانی کہ وے لوگ کسب اور پیشہ پر اعتماد اور بھروسا نہین کرتے اسواسطے اُسکو ارکان تصوف مین داخل کیا اور یہ بھی ہے کہ ترک الاکتساب کی حقیقت دریافت کرنا کہ کسکے واسطے کسب کا ترک کرنا افضل ہے اور کسواسطے کسب کرنا افضل ہے یہ ارکان تصوف مین داخل ہے جیسا کہ یہہ مضمون ابو النجیب سہروردی قدس سرہ کے رسالہ کے مضمون سے صاف ظاہر ہی فرماتے ہین کہ اجماع کیا ہے صوفیہ نے اس بات پر کہ جس شخص نے روزی طلب کرنیکے اہتمام کو ترک کیا ہے اور روزی پہچانے کا ضامن جو اللہ ہے سو اُسکی ضمانت پر بھروسا کیا ہے تو ایسے شخص کیواسطے پیشے اور کاریگریون کے اشتغال کا ترک کرنا اور طاعت کے واسطے اپنی تئین فارغ رکھنا نہایت بڑی بات اور افضل ہے مگر یہہ کہ سبکے نزدیک مجلس اور اکیلا مکان اور لوگون سے ملنا جلنا اور کنارے رہنا برابر ہے اور ہر حال مین اللہ تعالیٰ کی قدرت کو دیکھتا ہے ایسے شخص کے واسطے اشتغال کا ترک کرنا افضل نہین اور بعضے صوفیہ نے کہا کہ رزق کے اہتمام مین ایسا نہ لگے رہو کہ رزاق پر روزی نہ پہچانیکی تہمت لگاؤ اور اُسکی ضمانت پر بھروسا کرو اور بعضے صوفیہ سے کسی نے پوچھا کہ کہان سے اور کس مکان سے کھاتے ہو تب کہا کہ اگر کہین سے اور کسی کے مکان سے ہوتا تو فنا ہوتا یعنے ہمیشہ نہ ملتا اور اُسکا کیا اعتبار تھا اور دوسرے صوفی سے کسی نے پوچھا کہ کہان سے کھاتے ہو تب کہا کہ جو مجکو کھلاتا ہے اُس سے پوچھہ کہ کہان سے وہ مجکو کھلاتا ہے انتہیٰ اِس قصہ سے یہی سمجھا گیا کہ اِن لوگون کو اللہ پر ایسا توکل ہوتا ہے کہ روزی کے مقدمہ مین اُسکے سوا کسی کا خیال مطلق نہین رہتا اور عوارف کے نتوین باب مین ہے کہ بعضے صوفیہ کی حکایت ہے کہ اُسکے دل مین رزق کے اہتمام کرنے کا خیال گذرا یعنے یہہ خیال گذرا کہ روزی کے اہتمام کیواسطے کوئی کسب کرنا چاہیئے پھر بعضے صحرا اور کشادہ میدان کیطرف جانے لگا اور ایک

چکور اندھا اور لنگڑا اور کمزور دیکھا تب متعجب ہوئے اُسکے حال مین غور کرنے لگا کہ یہہ چکور
اڑنے اور چلنے اور دیکھنے سے عاجز ہی یہہ کیا چیز کھاتا ہے وہ اسی غور مین تھا کہ یکایک زمین
پھٹ گئی اور دو پیالیان نکلین ایک مین صاف کیا ہوا تل تھا اور دوسری مین صاف پانی تھا تب اُس چکور نے اُس تل کو
کھایا اور اُس پانی کو پیا پھر زمین پھٹ گئی اور پیالیان غائب ہوگئین اُس صوفی نے کہا
کہ جب مین نے یہہ ماجرا دیکھا تب میرے دل سے رزق کے اہتمام کا خیال جاتا رہا انتہی معلوم
ہوا کہ ایسے لیسے حال کے سبب سے توکل مضبوط ہوجاتا ہے اور وے کسب کو ترک کردیتے ہین
اور تحریم الادخار کے یہہ معنی ہین کہ اپنے خرچ سے جو بچ رہے اُسکو جمع کر رکھنے کو اپنے اُوپر
حرام کردینا اپنے حال کی موافقت کے واسطے کچھہ شریعت مین ذخیرہ کرنا اور آیندہ کے واسطے
رکھہ چھوڑنا حرام نہین ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس شخص کے حق مین فرمایا جو اہل
صفہ مین سے تھا اور مرگیا اور ایک دینار چھوڑا تب فرمایا کہ اُسکو اس دینار کے سبب سے
ایک داغ داغا جاویگا چونکہ اُس شخص نے ترک ادخار کو اپنے حال کی موافقت کے واسطے
اپنے اوپر لازم کرلیا تھا اسو اسطے حضرت نے یہ بات فرمایا دوسرون کے واسطے حاجت سے جو زیادہ
ہو اُسکا جمع کر رکھنا اور ذخیرہ کرنا درست ہے اور جب اُسکا مال زکوٰۃ کی نصاب کو پہنچے تب اُسپر
زکواۃ واجب ہے اگر مال رکھہ چھوڑنا درست نہوتا تو زکوۃ اور قربانی اور صدقہ فطر اور حج کا حکم
کسواسطے ہوتا اسبات کی دلیل کی حاجت نہین مگر تحریم الادخار کو صوفیہ نے جو اپنے اوپر
لازم کرلیا ہے اُسکا بیان سنو سو ایک تو یہی داغ والا بیان ہے اور دوسرے عوارف مین
لکھا ہے کہ صوفیہ کی یہہ چال ہے کہ ایسا خرچ کرتے ہین کہ محتاج بھی نہین ہوتے اور ذخیرہ بھی
نہین کرتے یعنے مال اسباب کو رکھہ نہین چھوڑتے اسکا یہہ سبب ہے کہ صوفی اللہ تعالی کے
فضل کے خزانے کو دیکھتا ہے سو وہ اُس شخص کے مشابہ ہے کہ جو دریا کے کنارے پر
مقیم ہے اور اپنی مشک مین پانی نہین رکھہ چھوڑنا چاہتا ہے کہ جب مجکو حاجت ہوگی
پانی بلا حساب موجود ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُسنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

سے سنا کہ آپ نے فرمایا مَا مِنْ یَوْمٍ اِلَّا وَمَلَکَانِ یُنَادِیَانِ فَیَقُوْلُ اَحَدُھُمَا اَللّٰھُمَّ اَعْطِ
مُنْفِقًا خَلَفًا وَیَقُوْلُ الْاٰخَرُ اَللّٰھُمَّ اَعْطِ مُمْسِکًا خَلَفًا کوئی روز نہین ہوتا مگر یہہ کہ دو
فرشتے پکارتے ہین ایک اُنمین کا کہتا ہے یا اللہ دے تو خرچ کرنے والے کو پیچھے آنیوالا یعنے
خرچ کے بعد پھر اسکے پاس مال موجود ہوجاوے اور دوسرا کہتا ہے یا اللہ دے تو بخیل کو ہلاک ہونا
یعنے بخیل کا مال نیست ہوجاوے اور روایت ہے انس رضی اللہ عنہ سے اُسنے کہا کہ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَدَّخِرُ شَیْئًا لِغَدٍ رسول اللہ علیہ وسلم کوئی چیز ذخیرہ نہین کر رکھتے تھے
اور جمع نہین کر رکھتے تھے کل کے واسطے عوارف مین اور بھی زیادہ لکھا ہے یہان طول ہونے کے
خوف سے اُس مین سے تھوڑا سا لکھا اور یہہ بھی لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلال
رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے اور ان کے پاس ایک ڈھیری سوکھی کھجور کی دیکھا تب فرمایا
یہہ کیا ہے ای بلال تب اُسنے کہا کہ جمع کر رکھتا ہون یا رسول اللہ تب حضرت نے فرمایا کہ تو ڈرتا
نہین یعنے اللہ سے ڈرتا نہین خرچ کر ای بلال اور مت ڈر خرچ سے اور اسے کہ وہ خرچ کرنے سے
کم کر دیگا انتہی ایسی ایسی حدیثون کے سبب سے حضرات صوفیہ نے بٹورنے کو اپنے اوپر حرام کی
طور پر جو کر رکھا ہے سو اُسکی وجہ سنو وہ یہہ ہے کہ حضرات صوفیہ ادخار کو جو اپنے اوپر حرام کر لئے
ہین تو اسواسطے نہین کہ شریعت کے علم سے یہہ ادخار کا حرام ہونا ثابت ہی بلکہ اپنے حال کی موافقت
کے واسطے یعنے شریعت مین ذخیرہ رکھنا حرام نہین کیونکہ حدیث سے ثابت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اپنے عیال کے واسطے ایک سال کا قوت رکھا تھا اور یہہ آپنے رخصت اور اُمت پر آسانی کیواسطے
کیا تھا تو اگر یہہ بات شریعت مین درست اور رخصت نہوتی تو آپ کسواسطے کرتے لیکن فقر اور محتاج
کا اختیار کرنا اور اپنی مراد کو ترک کرنا اور نفس کو دبانا اور حق کے سوا دوسری کی طرف سے منہہ پھرانا
اور اُسکے غیر کے اعتماد اور بھروسے کو چھوڑنا اور حق نے جو روزی پہچانے کا وعدہ کیا ہے اُس وعدے
کے وفا نہ کرنے کی تہمت حق پر نہ لگانا اِس گروہ کا حال ہے اور یہہ گروہ اس بات کے مدعی اور دعوے
کرنے والے ہین تو جب اس راہ پر قدم رکھا تو انکو اپنے دعوی تصدیق پہچانا واجب ہوا اسواسطے

اِن لوگون نے اپنے حال کو خوب سمجھکے ادخار کو اپنے اوپر حرام کیا تاکہ حق پر وعدہ وفا نہ کرنیکی تہمت سے ہم بچے ہین کچھہ شریعت کے حکم سے ادخار کو اپنے اوپر حرام نہین کئے ہین اس مضمون کی شرح یہہ ہی کہ ایک شخص ایسا ہوتا ہی کہ اُسکے ایمان کی صحت اور مضبوطی ادخار پر موقوف ہوتی ہے اسواسطے کہ اسکا ایمان فقط شریعت کے احکام کی تصدیق اور اُسکا اقرار ہی اور اُسکے باطن کا حال ٹھیک نہین ہے تو وہ اگر جمع نہ کر رکھیگا تو اُسکے اعتقاد مین اضطراب اور لغزش ظاہر ہوگی اور اُسکے واسطے یہہ خوف ہی کہ کہین رزاقی کے یقین مین شک نہ آجاوی اور رزاقی کی تصدیق کی تکذیب نہو جاوی تو ایسے شخص کیواسطے ادخار اور جمع کر رکھنا بہتر ہے تاکہ اُسکا ایمان برقرار رہے ایک شخص ایسا ہی کہ اپنے باطن مین قوت پاتا ہے لیکن اپنے نفس مین ضعف اور کمزوری دیکھتا ہے اور جانتا ہے کہ میرا نفس بھاری بوجھا اُٹھانیکی طاقت نہین رکھتا تو ایسا شخص بھی اپنے نفس کیواسطے قوت اور روزی جمع کر رکھتا ہے تاکہ میرا نفس اضطراب اور بیقراری کرکے میری باطن کو خراب نکر دی اسی سبب سے بزرگون نے کہا ہے کہ جب تونے قوت جمع کر رکھا تب اپنے نفس کو تونے مطمئن کیا اسی سبب سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب موجود ہو عشا یعنی رات کا کھانا اور عشا یعنی رات کی نماز تب پہلے کھانا کھالو تب نماز پڑھو یہ بات حضرت نے اسواسطے نہین فرمایا کہ رات کا کھانا عشا کی نماز سے افضل ہے بلکہ اسواسطے فرمایا کہ نفس کو تسکین ہو اور نفس باطن سے کشاکشی نکرے اور باطن کے حال کو تباہ نکرے یہہ بات حضرت نے شفقت کی راہ سے عموماً فرمایا تاکہ عوام مومنون کا بھلا ہو یہہ حضرت کا خاص حال تھا اور حضرت کا تو یہہ حال تھا کہ جب بھوکھ غالب ہوتی اور کھانا میسر ہوتا تب نماز مین کھڑے ہوجاتے آپکی بھوکھ نماز مین بھول جاتی اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کے لڑکے کے جان کندن کی خبر آئی وہی نماز پر کھڑے ہوگئے اور نماز کو طول کیا اسکو لوگ دفن بھی کرائے اُنکو کچھہ خبر نہوئی اور یہہ خاص حال ہے سو حضرات صوفیہ نے اسی خاص حال کی اتباع کو اپنے اوپر لازم کر لیا تو جو ایسا شخص ہے کہ اُسکے باطن کا حال درست ہے اُسکے ایمان کو قوت جمع کر رکھنا ایسا نقصان کرتا ہے جیسا کہ عوام کے ایمان کو قوت کا جمع نکر رکھنا

نقصان کرتا ہے کیونکہ عوام کی باطن کا حال درست نہین ہوتا مگر جب اپنی روزی کو موجود دیکھے اسکی رزاقی پر پورا یقین ہوتا ہے
جب پورا یقین ہوتا ہے تب حق کے روزی پہچانیکے وعدے کو وفا نہ کرنیکی تہمت اُسکے دل سے اٹھہ جاتی ہے اور جسکی
باطن کا حال درست ہے اور حق کے وعدے وفا نہ کرنیکی تہمت اسکے دل سے اٹھہ گئی ہے تو ایسے
شخص کو جمع کر رکھنا اپنے یقین مین رخنہ کرنا اور حق کے جانب وعدہ خلافی کی تہمت لگانا ہے
کیونکہ ایسا شخص خوب یقین جانتا ہے کہ جب تک زندگی کی مدت باقی ہے تب تک روزی
پہچانے کا حق سبحانہ ضامن ہے اور مدت کا حال معلوم نہین کہ کب تک باقی رہیگی تو مدت مین
شک ہے اور روزی پہچانے پر یقین تو شک کو یقین کے سبب سے چھوڑ دیتا ہے اور یقین کو شک
کے سبب سے نہین چھوڑتا اور جانتا ہے کہ حق سبحانہ دشمن کو روزی پہنچاتا ہے دوست کو روزی پہنچانے
دشمن ہے حال ہے عوارف کے بیسوین باب مین ہے کہ کسی نے ابو یزید بسطامی کو کہا کہ ہم تجھکو کسی کسب
مین مشغول نہین دیکھتے پھر تیری گذران کہان سے ہے تب کہا میرا مولا کتا اور سور کو روزی دیتا
ہے تو اُسکو جانتا ہے کہ ابو یزید کو روزی نہ دیگا پس اس اچھے حال کے سبب سے حضرات صوفیہ نے
جمع کر رکھنے کو اپنے اوپر حرام کیا غرض یہہ دل کا حال ہے اپنے حال کو جیسا پاوے ویسی راہ پکڑے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کے حال کی پیروی درست نہین جب اپنا حال خاصی پاوے
تب ویسا کرے اور عزیمت پر عمل کرے اور نہین تو رخصت پر عمل کرے اور سچا مومن بنا رہے
اللہ تعالی کا شکر ادا کرے یہہ بھی بڑی نعمت ہے کہ اُس سبحانہ وتعالی شانہ نے امت حضرت محمد
صلی اللہ علیہ وسلم مین مومن کیا اور ساری اُمت سے ہمکو نیک اور بہتر فرمایا +

پانچوین فصل رجال صوفیہ کے بیان مین

تعرف مین لکھا ہے جو لوگ صوفیہ کے علوم کو بیان کئے ہین اور اُن کے مواجید یعنے حالتون کو بیان
کئے اور اُن کے مقامات کو ظاہر کئے اور پھیلائے اور اُنکے احوال کو بیان کئے ہین قول اور فعل
کی راہ سے صحابہ کے بعد سو یہ لوگ ہین علی ابن حسین زین العابدین اور اُن کے بیٹے محمد ابن

علی الباقر اور اُنکے بیٹے جعفر ابن محمد ن الصادق حضرت امیر المؤمنین علی اور حضرت امام حسن
اور حضرت امام حسین کے لیئے یعنی بعد اِن تینون صاحبون نے بھی اِن باتون کو پہلے بیان کیا اور یہ تینون
صاحبین صحابہ مین داخل ہین رضی اللہ عنہم مگر امام زین العابدین کو اس علم کی سند اِن تینون صاحبون
کے واسطے سے پہنچی اِسواسطے اُنکو بعد علی اور حسن اور حسین کے کہا یعنے صحابہ مین سے جو یہ تینون
پیشوا ہین اُن کے بعد امام زین العابدین ہین اور اویس قرنی اور حسن ابن ابی الحسن بصری اور ابو
حازم سلمۃ ابن دینار مدنی اور ملک ابن دینار اور عبد ابو احد ابن زید اور عتبہ ابن الغلام اور ابراہیم
ابن ادہم اور فضیل ابن عیاض اور اونکے بیٹے علی ابن الفضیل اور داؤد طائی اور سفیان ابن
سعید ثوری اور ابو سلیمان دارانی اور اُن کے بیٹے سلیمان اور ابو الفیض ذو النون ابن ابراہیم
بصری اور احمد ابن ابی الحواری الدمشقی اور اُنکے بھائی ذو الکفل اور سری ابن مغلس اسقطی اور
بشر ابن حارث حافی اور معروف کرخی اور ابو حذیفہ مرعشی اور محمد ابن مبارک صوری اور یوسف
ابن اسبا اور خراسان اور جبل کے لوگون مین سے یہ لوگ ہین ابو زید طیفور ابن عیسی بسطامی
اور ابو حفص حداد نیشاپوری اور احمد ابن خضرویہ بلخی اور سہل ابن عبد اللہ تستری اور یوسف
ابن حسین رازی اور ابو بکر ابن طاہر ابہری اور علی بن محمد سہل ابن الازہر اصفہانی اور علی ابن
محمد رازی اور ابو بکر الکتانی الدینوری اور کہمس ابن علی الہمدانی اور ابو محمد ابن حسین ابن محمد زنجانی
اور عباس ابن فضیل ابن قتیبہ اور علی ابن منصور دینوری اور حسن ابن علی ابن یزدانیار اور جو لوگ
علوم الاشارہ کو ظاہر کیئے اور پھیلائے ہین کتابین اور رسالے لکھے یہ لوگ ہین ابو القاسم
جنید بغدادی اور ابو الحسن احمد ابن محمد ابن عبد الصمد نوری اور ابو سعید احمد ابن عیسی خراز بصری
اور اُن کو لوگ لسان التصوف کہتے ہین اور ابو محمد رویم ابن محمد اور ابو العباس احمد ابن عطا بغدادی
اور ابو عبد اللہ عمرو ابن عثمان علی اور ابو یعقوب یوسف ابن حمدان سوسی اور ابو یعقوب اسحاق
ابن محمد ایوب ہرجوری اور ابو محمد حسن ابن محمد جریری اور ابو عبد اللہ محمد ابن علی کتانی اور
ابو اسحاق ابراہیم ابن احمد الخواص اور ابو علی اور یحییٰ اور ابو بکر محمد ابن موسی واسطی اور ابو عبد اللہ

ہاشمی اور ابو عبد اللہ ہیکل القرشی اور ابو علی رود باری اور ابو بکر محملبی اور ابو بکر شبلی اور انکا
نام ولف ابن جحدر ہی علم اشارہ بولتے ہین علم خاطر اور علم مشاہدہ اور علم مکاشفہ کہ اسکو
اسواسطے علم اشارہ بولتے ہین کہ دلون کے مشاہدے اور باطنون کے مکاشفے جو ہین سکی التحقیق
ٹھیک کرکے اُن کا بیان کرنا ممکن نہین ہے بلکہ دل مین ایک حال اُترنے سے معلوم ہوتے رہین
اور اونکو وہی پہچانتا ہے جسکے دل مین وہ احوال اور مقامات اُترتے ہین ناظر سمجھتے جو
کچھہ کہ دل مین گذرے اور جو لوگ معاملات اور مقامات کے بیان مین اتاب تصنیف کئے ہین
سو یہہ لوگ ہین ابو محمد ابن عبد اللہ ابن محمد انطاکی اور ابو عبد اللہ احمد بن عاصم انطاکی اور ابو عبد اللہ
ابن خبیق انطاکی اور حارث ابن اسد محاسبی اور یحیی ابن معاذ رازی اور ابو عثمان سعید بن اسمعیل
رازی اور بو بکر محمد بن عمر ابن فضل وراق ترمذی اور ابو عبد اللہ محمد ابن علی ترمذی اور
عبد اللہ محمد ابن فضل بلخی اور ابو علی جورجانی اور ابو القاسم اسحاق ابن محمد حکیم سمرقندی یہہ
لوگ بڑے بڑے لوگ مذکور اور مشہور ہین انکی فضیلت اور بزرگی کے لوگ گواہ ہین یہہ
ایسے لوگ ہین کہ اِن لوگون نے علم مواریث کو یعنے حقیقت اور وراثت کے علم کو قرآن
حدیث سے ثابت کرکے جمع کیا ہے اُن لوگون نے حدیث کو سند کے ساتھہ سنا ہے اور فقہ
اور کلام اور لغت اور علم قرآن کو جمع کیا ہے اس بات پر اِن لوگون کی کتابین اور تصنیفات گواہ
ہین اور متاخرین اور اِس زمانے کے موجود لوگون کا ہم ذکر نہین کرتے اگرچہ یہ لوگ اُن قدیم
بزرگون سے جنکا ذکر ہمنے کیا علم مین کم نہین ہین اسواسطے کہ متاخرین کو خوب لوگ جانتے ہین
گویا کہ وسے لوگ حاضر ہین اور اِس زمانے کے لوگ تو حاضر ہی ہین اور حاضر کی خبر دینے کی حاجت نہین انتہی

چھٹہین فصل صوفیہ کی اصطلاح مین جو کئی کلمات یعنے احوال کی طرف اشارہ کرنیوالے ہین اُن کے بیان مین

حضرات صوفیہ کی اصطلاح مین جو کئی کلمات یعنے احوال کی طرف اشارہ کرنے والے ہین

اُن کا بیان سنو اس مضمون کا بیان ہم بالکل عوارف کے باسٹھوین باب سے لکھتے ہین اور اگر دوسری کتاب کا مضمون لکہین گے تو اُسکا نام بھی لکہین گے عوارف مین سند کے ساتھ لکھا ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نے فرمایا اِنَّ مِنْ مَعَادِنِ التَّقوٰی تَعَلُّمَكَ اِلٰی مَا قَدْ عَلِمْتَ عِلْمَ مَا لَمْ تَعْلَمْ وَالنَّقْصُ فِيمَا عَلِمْتَ قِلَّةُ الزِّيَادَةِ فِيْهِ وَاِنَّمَا يُزْهِدُ الرَّجُلَ فِي عِلْمِ مَا لَا يَعْلَمُ قِلَّةُ الْاِنْتِفَاعِ بِمَا قَدْ عَلِمَ بیشک تقوی کی کھانون مین سے ہے سیکھنا تیرا اس علم کے ساتھ جو سیکھ چکا ہے اُس علم کو جو تو نہین جانتا ہے اور جو علم تو سیکھ چکا ہے اسمین یہہ نقصان ہے کہ اس مین زیادہ ہونا کم ہے اور جو علم آدمی نہین جانتا ہے اس علم کے سیکھنے سے یہ رغبت نہین کرتا ہے اُسکو مگر جو علم سیکھ چکا ہے اُسے کم فائدہ لینا یعنے جو علم آدمی سیکھ چکا ہی اُس پر عمل نہ کرنے اور اُس سے فائدہ نہ لینے کے سبب سے جو علم آدمی نہین جانتا ہے اُس کے سیکھنے سے محروم رہتا ہے یعنی جو علم سیکھ چکا ہے اُس پر عمل کرنے سے وہ علم حاصل ہوتا ہی جو جانا ہی نہین اور پڑہا بھی نہین اور اُس علم کو علم حقیقت اور علم وراثت بولتے ہین اُسکا بیان صوفیہ کے علم اور علماے آخرت کے بیان کی فصل مین ہوگا انشاء اللہ تعالی اور مشایخ صوفیہ نے تقوی کی بنون کو مضبوط کیا اور اللہ کے واسطے علم سیکھا اور جو سیکھا اُسکے موافق عمل کیا اپنی تقوی کے سبب سے اب اُنکو اللہ تبارک و تعالی نے وہ علم تعلیم کیا جو جانتے تھے وہ کون علم ہین کہ غرائب العلوم یعنے بڑے نادر نادر علمین اور دقائق الاشارات یعنے بڑے باریک باریک اشارے یہ سب علم اللہ تعالی نے مشایخ صوفیہ کو تعلیم کیا اور علم اشارۃ کے معنے معلوم ہو چکی اور اُن مشایخ نے اللہ تعالی کے کلام سے نادر نادر علمین اور عجیب عجیب اسرار یعنے پوشیدہ باتین نکالا اور انکا قدم علم مین ثابت اور مضبوط ہوا ابو سعید خراز نے کہا کہ اللہ تعالی کے کلام کی فہم اور سمجھ کا شروع اُسکے کلام پر عمل کرنا ہے کیونکہ عمل مین علم اور فہم اور استنباط کی جاحت ہوتی ہے اور استنباط یعنے قرآن حدیث سے احکام کا نکالنا اور فہم کا شروع کان لگانا اور دل لگانا یعنے کان لگا کے اور دل لگا کے اللہ کا کلام سننا جیسا کہ فرمایا اللہ تعالی نے

چھبیسوین سپارہ سورہ قٓ مین اِنَّ فِی ذٰلِکَ لَذِکْرٰی لِمَنْ کَانَ لَہٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَی السَّمْعَ
وَھُوَ شَہِیْدٌ + اسمین سوچنے کی جگہہ ہے اُسکو جسکے اندر دل ہی یا لگاوے کان لگاکر ابو بکر واسطی
نے کہا کہ راسخون فی العلم وے لوگ ہین جو اپنی ارواح سے غیب الغیب اور ستر الستر مین یعنے جو پوشیدہ
کا پوشیدہ اور اندر کا اندر ہے یعنے اللہ تعالی مین مضبوطی کے ساتھہ ڈٹ کے مشغول ہوگئے تب
اُسنے اُنکو پہنچوایا جو پہنچوایا اور آیتون کے مضمون کے موافق جیساکہ اُن سے عمل چاہا ویسا اُنکے
سوا دوسرون سے نہ چاہا اور وہی لوگ علم کے دریا مین ڈوبے فہم کے ساتھہ زیادتی کی طلب کے واسطے
کہ ہمکو جو علم حاصل ہے اس سے زیادہ علم حاصل ہو تب اللہ تعالی نے اُن پر وہ خزانے کھول دیا جو
ہر حرف اور ہر آیت کے تلے جمع کر رکھا تھا وہ کون خزانے ہین فہم اور عجائب نص تب اُن لوگون نے
موتی اور جواہر نکالا اور حکمت کی بات بولے یعنے ہر چیز کی حقیقت کو دریافت کرکے بولے اور جو حدیث
سفیان ابن عیینہ نے ابن جریج سے اُنے عطا سے اُنے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے اسمین وارد ہے کہ رسول
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ مِنَ الْعِلْمِ کَھَیْئَۃِ الْمَکْنُوْنِ لَا یَعْلَمُہٗ اِلَّا الْعُلَمَاءُ بِاللّٰہِ فَاِذَا نَطَقُوْا
بِہٖ لَا یُنْکِرُہٗ اِلَّا اَھْلُ الْعِزَّۃِ بِاللّٰہِ بیشک علم مین سے بعضے علم پوشیدہ چیز کی شکل کے مانند ہین
کہ نہین جانتے اُسکو مگر اللہ کے جاننے والے پھر جب وہی اُس علم کا بیان کرتے ہین تب اُسکا انکار نہین
کرتے مگر جو لوگ اللہ سے غافل ہین یہہ حدیث عین العلم تعرف عوارف سب مین موجود ہے اور عوارف
مین سند کے ساتھہ بیان کیا ہے کہ وہ علم اللہ تعالی کے اسرار اور پوشیدہ بھید ہین اُسکو ظاہر
کرتا ہے اُمَنَاءُ الْاَوْلِیَاءِ کے پاس یعنے جو اولیاء لوگ اُسکے امانت دار ہین اور سادات النبلاء
یعنے بڑے بڑے درویشون کے سردارون کے پاس بغیر سننے اور سبق پڑہانے کے اور وہ علم اُن
اسرار مین سے ہے کہ اُسپر خبردار نہین ہوتے ہین مگر خواص ابو سعید خراز نے کہا کہ عارفون کے
پاس خزانے سونپے گئے ہین وہ خزانے نادر نادر علمون کے اور عجیب عجیب خبرون کے ہین
اُس علم مین گفتگو کرتے ہین ابدی زبان کے ساتھہ اور اس علم کے ساتھہ اور اُس علم کی خبر دیتے
ہین ازلی عبارت کے ساتھہ اور وہ علم نامعلوم ہے یہہ جو کہا کہ ابدی زبان اور ازلی عبارت

کے ساتھہ تو اُسمین یہہ اشارہ ہے کہ وے لوگ اللہ کے ساتھہ بولتے ہین اور اسکی یہہ حقیقت ہے
کہ اللہ تعالی نے اپنی نبی علیہ السلام کی زبان پر فرمایا ہے ینطق یعنے مین اُسکی زبان ہوتا ہون مجہسے
وہ بولتا ہے یہہ پوری حدیث مقدمہ مین لکہہ چکے اور وہ علم لدنی ہے جسکو اللہ تعالی نے خضر علیہ السلام
کے حق مین فرمایا سورۂ کہف مین فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا آتَيْنَاهُ رَحْمَةً مِّنْ عِندِنَا
وَعَلَّمْنَاهُ مِن لَّدُنَّا عِلْمًا پہر پایا ایک بندہ ہماری بندون مین کا جسکو دی تھی ہمنے اپنی مہر اپنے
پاس اور سکہایا تھا اپنے پاس سے ایک علم اور مشایخ صوفیہ کی زبانون پر جو کئی کلمات جاری ہین اور وہ کلمات وے
لوگ آپس مین ایک دوسرے کے سمجہانیکے واسطے بولتے ہین اور وہ کلمات اُن لوگون کی طرف
سے اشارہ ہے دل کے احوال کیطرف جسکو وے لوگ اپنے دل مین پاتے ہین اور اشارہ ہی دل
کے معاملات کیطرف جسکو وے لوگ پہچانتے ہین سو مشایخ صوفیہ جو کلمات بولتے ہین انہین کلمات
مین سے اُنکا قول جمع اور تفرقہ مین ہے اب پہلی جمع اور تفرقہ کا خلاصہ سنلو تاکہ آگے اسکی شرح
کا سمجہنا آسان ہوجاوے وہ یہہ ہے کہ یہ بات ظاہر ہے کہ ایک جمع چیز کو جمع بولتے ہین اور چیز فرق
فرق اور جدا جدا ہوتی ہے اُسکو تفرقہ بولتے ہین مثلاً جب ایک طرف خیال جما تو یہہ جمع ہے
اور جب خیالات پراگندہ ہوئے تو یہہ تفرقہ ہے اور جمع معنے اکٹہا کرنا اور تفرقہ معنے فرق
اور جدا کرنا تو اپنے رب کی صفات کی طرف اور اپنے رب کی طرف دیکہنا جمع ہے اور اپنی نفس
کی طرف یا مخلوقات کیطرف دیکہنا تفرقہ ہے اور اللہ کی طرف نسبت کرنے کا نام اور اللہ کے
علاقہ کا نام جمع ہے اور مخلوق کے علاقہ کا نام تفرقہ ہے اب عوارف کا بیان سُنو اُسمین
فرماتے ہین مشایخ نے کہا کہ اصل جمع اور تفرقہ کی اللہ تعالی کا یہہ قول ہے سورۂ آل عمران
مین شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ اللہ نے گواہی دی کہ کسیکی بندگی نہین اسکے سوائے سو یہہ
قول جمع ہے کیونکہ یہہ مضمون اللہ ہی سے علاقہ رکہتا ہے پہر اللہ تعالی نے فرق کیا اور
فرمایا وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ اور فرشتون نے اور علم والون نے یہ قول تفرقہ ہے کیونکہ یہہ
مضمون اُسکے مخلوق سے علاقہ رکہتا ہے اور پہلے سیپارہ کے آخری رکوع مین اللہ تعالی

کا یہ قول آمنا باللہ ہمنے یقین کیا اللہ کو جمع ہے کیونکہ اسمین اللہ سے علاقہ ہے پھر اپنے اس
قول سے فرق کیا وما انزل الینا اور جو اترا ہم پر کیونکہ اسمین بندے کے پاس اُتارنیکا
ذکر ہے اور جمع اصل اور جڑ ہے اور تفرقہ شاخ ہے اور جو جمع بلا تفرقہ ہے سو زندقہ اور کفر ہے
یعنے مخلوق کو اللہ سے فرق نہ کرنا کفر ہے اور جو تفرقہ بلا جمع کے ہے سو تعطیل اور خالی چھوڑنا
ہے یعنی مخلوق ہی کو دیکھا اور جانا اور خالق کو نہ دیکھا اور اُسکو خالق نہ جانا تو خالق کو بیکام اور
خالی سمجھا جنید نے کہا کہ وجد کے ساتھہ قرب کا حاصل ہونا جمع ہے اور بشریت مین غائب ہوجانا
اور بھولے رہنا تفرقہ ہے وجد کے معنی قریب ہے معلوم ہونگے انشاء اللہ تعالیٰ اور لوگون نے
کہا ہے کہ معرفت مین غرق رہنا جمع ہے اور احوال کا اُترنا تفرقہ ہے اور جمع اتصال کا نام اور
اتصال کے یہ معنی کہ اتصال والا حق کی سوا نہ دیکھے سو جب تک حق کے سوا کو دیکھتا ہے تب تک
جمع کے مقام مین نہین پہنچا اور تفرقہ نام ہے کسی چیز کو جدا کرکے دیکھنے کا اور اُن لوگون کی
عبارتین اس جمع اور تفرقہ کے بیان مین بہت ہین اور سبکی مطلب یہہ ہے کہ حضرات صوفیہ
نے جمع کے ساتھہ اشارہ کیا تجرید التوحید یعنے تری کے طرف اور تجرید التوحید کے معنے
تصوف کے ارکان کے بیان مین قریب ہی لکھہ چکے یعنے تجرید التوحید کا پایا جانا جمع ہے
اور تفرقہ کے ساتھہ اشارہ کیا الکتساب کی طرف یعنے اعمال کے طرف کہ جب اعمال بجالایا تب
تفرقہ پایا گیا تو اس قول سے یہہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جمع نہین ثابت ہوتا مگر تفرقہ کے سبب سے
یعنے اعمال کے سبب سے مثلاً توحید کو تری کرنا اعمال مین داخل ہے تو جب تک یہہ اعمال نہوگا
تب تک جمع کسطرح پایا جاوے گا اور وے لوگ بولتے ہین کہ فلانا عین جمع مین ہے یعنے جمع
کی حقیقت اور ذات مین ہے اور اسبات سے یہہ مراد لیتے ہین کہ فلانے کے باطن پر حق کا
مراقبہ غالب ہے یعنے وہ یہہ جانتا ہے کہ حق مجکو دیکھتا ہے پہر جب وہ شخص کسی اعمال کیطرف
رجوع کرتا ہے تفرقہ کے طرف رجوع کرتا ہے یعنے جبتک حق کے طرف تکتی تھی تب تک جمع مین تہا
اور جب اعمال کرنے لگا تب تفرقہ مین آیا تو صحیح ہونا جمع کا تفرقہ کے ساتھہ ہوتا ہے اور صحیح ہونا

حاصل یہہ ہے کہ صرف اللہ تعالی کا جاننا جمع ہے اور اللہ تعالی کے امر کا جاننا تفرقہ ہے اور بندے
کو ان دونون باتون کا جاننا ضرور ہے ابو بکر تزین نے کہا کہ جمع عین فنا باللہ ہے یعنے فقط اللہ
پر ٹک لگ جاوی اور اوسکے سوا کچھہ نہ معلوم ہو یہی عین فنا باللہ ہے اور یہی جمع ہے اور
تفرقہ عبودیت ہی یعنے اپنی تئین بندہ جاننا اور عبودیت کا حق ہے حق بجالانا اور جمع اور تفرقہ
آپس مین ایک دوسرے سے متصل اور لگے ہین یعنے اللہ کی توحید اور معرفت اور اسکو جاننا
جمع ہے اور اسکے حکم کا جاننا اور عبودیت کا حق ادا کرنا اور اپنی تئین بندہ جاننا تفرقہ ہے توخلاصہ
یہہ ہوا کہ جب بندے نے اللہ کو جانا تب یہہ جمع کہلایا اور جب اپنی تئین بندہ جانا تب تفرقہ
کہلایا اور دونون بات ضروری ہین اور ایک گروہ نے غلطی کیا اور دعوا کیا کہ وے لوگ عین
جمع مین ہین اور اسبات مین اشارہ کیا صرف توحید کے طرف کہ بس جو ہی سو توحید ہی اور کچھہ
نہین اور اُن لوگون نے اپنے اختیار سے عمل کرنے کو چھوڑ دیا اور کافر ہوگئے اور اسبات کی
حقیقت یہہ ہے کہ جمع روح کا کام ہے اور تفرقہ قالب کا کام اور جب تک روح اور قالب کی
ترتیب باقی ہے تب تک جمع اور تفرقہ سے چارہ نہین اور دونون کا ہونا ضرور ہے رسالہ قشیری
مین فرماتے ہین اور بندی کو جمع اور فرق سے چارہ نہین اِسواسطے کہ جسکی واسطے تفرقہ نہین تو اسکے
واسطے عبودیت نہین یعنے جو تفرقہ کا قائل نہین سو اپنے بندے ہونے کا بھی قائل نہین اور جسکے
واسطے جمع نہین اُسکے واسطے معرفت نہین یعنے جو حق پر ٹک نہین لگاتا اور حق کو ثابت نہین
کرتا اُسکو معرفت حاصل نہین سو اللہ تعالی کا فرمانا اِیَّاكَ نَعْبُدُ تجھی کو ہم بندگی کرتے ہین
اشارہ ہے فرق کے طرف اور اللہ تعالی کا فرمانا اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ تجھی سے ہم مدد چاہتے
ہین اشارہ ہے جمع کیطرف انتہی عوارف اور امام قشیری کے رسالہ کے مضمون سے وحدت
وجود والون کی بات رد ہوئی یعنے جو لوگ ہمہ اوست اور سبکو خدا کہتے ہین اُنکی بات رد ہوئی
کیونکہ حضرات صوفیہ کا یہہ مذہب نہین ہے تصوف کی کسی کتاب مین یہہ بات ثابت نہین بلکہ
سب کتابون مین اس بات کا رد موجود ہی اور رجال صوفیہ مین سے کوئی اسبات کا قائل تھا

تو جو شخص ایسی بات کہے سو صوفی نہین ہان بعضے حکیمون نے اس بات کو لکھا ہے سو اُسکی جہالت
اور حکیم ہونیکی نشانی ہے اسبات کے رد لکھنے کی حاجت نہین جمع اور تفرقہ سے صاف دریافت
ہو گیا کیونکہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ جمع ہے اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ تفرقہ ہے اگر یہ نہ سمجہین تو پھر کلمہ اور اُسکی تصدیق
باطل ہو جاوے اور یہہ اعتقاد کفر ہے جیسا کہ قریب ہی عوارف کی عبارت مذکور ہوئی کہ جو جمع بلا تفرقہ
ہے سو زندقہ ہے ایسی بات کہنے والا اگر مجنون اور دیوانہ ہے تو دیوانہ ہے اور اگر ہوش والا ہے تو زندیق
ہے اگرچہ اس سے خرق عادات اور زہد یعنے دنیا سے بے رغبتی ظاہر ہو مگر وہ شخص جھوٹھا ہے
اور واسطی نے کہا کہ جب تو نے اپنے نفس کی طرف دیکہا تب تفرقہ کیا گیا یعنے تفرقہ کے مقام
مین آیا اور جب تو نے اپنے رب کی طرف دیکہا تب جمع کیا گیا یعنے جمع کے مقام پر پہنچا اور
جب تو نے سمجہا کہ اللہ کی سوا مین دوسرے کی سبب سے قائم ہون یعنے میرا بھلا برا اور فائدہ نقصان
اللہ کے سوا دوسرا کرتا ہے تب ٹوٹ گیا اور تیرا نا چیز ہوا نہ جمع کے مقام مین رہا نہ تفرقہ کے
مقام مین اور لوگون نے کہا ہے کہ ذات کے مشاہدے والے جمع کے مقام مین ہین اور صفات کے
مراقبہ والے تفرقہ کے مقام مین ہین اور جمع اور تفرقہ کے کبہی یہہ معنے کہتے ہین کہ جب کسی عمل
کی نسبت اپنی طرف کیا کہ یہہ مجہسے ہوا یا اپنے کسی عمل کو دیکہہ کے اُسکی نسبت اپنی طرف کیا
تو وہ تفرقہ کے مقام مین ہے اور جب سب چیز کی نسبت حق کی طرف کیا تب جمع کے مقام مین ہے
اور یہہ ساری اشارات اسی بات کی خبر دیتی ہین کہ کون یعنے مخلوق کو تفرقہ بولتی ہین اور مکون
یعنے خالق کو جمع بولتے ہین سو جسنے اکیلی مکون کو دیکہا وہ جمع کے مقام مین ہے اور جسنے
کون کو دیکہا وہ تفرقہ کے مقام مین ہے تو بس تفرقہ عبودیت ہے اور جمع توحید ہے سو جب
کسی طاعت کو اپنا عمل اور کسب دیکہہ کے معلوم کیا کہ یہہ طاعت مجہسے ہوئی تب تفرقہ کے
مقام مین آیا اور جب جانا کہ یہہ طاعت اللہ نے کروایا تب جمع کے مقام مین پہنچا اور
جب فنا کے مقام مین پہنچا یعنے نہ اُسکو اپنا خیال باقی رہا نہ اپنی طاعت کا اور نہ طاعت
کے کروانے کا فقط اللہ ہی پر ٹک لگ گئی تب یہ مقام جمع الجمع کہلاتا ہے یعنے اصل ہی اصل

رہ گئی اور اللہ ہی اللہ رہ گیا اور یہہ بھی کہہ سکتے ہین کہ اللہ کے افعال کا دیکھنا تفرقہ ہے
اور صفات کا دیکھنا جمع ہے اور ذات کا دیکھنا جمع الجمع اور بعضے صوفیہ سے لوگون نے پوچھا
کہ اللہ تعالی اسے کلام کیوقت موسی علیہ السلام کا کیا حال تھا تب کہا کہ موسی سے موسی پن مٹادیا
گیا تب موسی کو موسی کی خبر نرہی بعد اسکے اللہ نے کلام کیا سو متکلم اور مکلم یعنے بات کہنے والا
اور بات سننے والا وہی تہا اور موسی کسطرح سکتے کہ اللہ نے جو اُنکی طرف خطاب یعنی اشارہ کرکے
بات کہا اُسکو اپنے اوپر لیتے اور پہر جواب دیتے اگر موسی اپنی قوت سے سنے اور اِسکی یہہ معنے ہین کہ اللہ تعالے
نے موسی کو ایک قوت بخشا تب اُس قوت سے موسی نے اللہ کا کلام سنا اور اگر وہ قوت نہ ملتی
تو موسی اللہ کا کلام نہ سن سکتے اور اُنہین کلمات مین سے اُنکا قول تجلی اور استتار مین ہے
تجلی معنے روشن اور ظاہر ہونا اِستتار معنے پردہ مین ہونا جنید نے کہا کہ تجلی اور استتار
تادیب یعنے ادب دینا ہے اور تہذیب یعنے پاک کرنا اور اصلاح کرنا ہے اور تذدیب یعنی گھلانا
اور پگھلانا ہے سو تادیب استتار اور پردہ مین ہونے نام ہے اور یہہ مقام عوام صوفیہ کیواسطے
یعنے عوام صوفیہ کو استتار کے سبب سے وہ سبحانہ ادب دیتا اور تعزیر اور تنبیہ کرتا ہے تاکہ ہوش کرین
اور یہی استتار خواص کے واسطے رحمت ہوتا ہے جیسا کہ قریب ہی معلوم ہوگا ایسا ہی رسالہ
قشیری مین ہے اور رسالہ قشیری مین لکہا ہے کہ عوام اِس گروہ کے جو ہین سو اُن کی زندگی
تجلی مین ہے اور اُنکی بلا پردے مین اور لیکن خواص لوگ سو وے بیہوشی اور خوشی کے درمیان
مین رہا کرتے ہین جب اُنپر تجلی ہوتی ہے تب بیہوش اور بدحواس ہوتے ہین اور جب اُنپر
پردہ ہوتا ہے تب پھر اپنی حظ یعنے زندگی کے کاروبار دینی اور دنیاوی کی طرف متوجہ ہوتے
ہین اور خوشی کے ساتھ گذران کرتے ہین انتہی یہہ مضمون جنید کے قول کی شرح ہے اور
کبھی صفات کی تجلی ہوتی ہے اور کبھی ذات کی تجلی ہوتی ہے یعنے سالک پر کبھی اللہ تعالی کے
افعال کُھل جاتے ہین کبھی صفات کہل جاتے ہین کبھی ذات اِسکے شرح نسبت کے بیان کی فصل
مین ہوگی انشاء اللہ تعالی اور اللہ تعالی نے استتار کی حالت مین اپنی طرف سے خواص لوگون

کے واسطے اور اُنکے سوا دوسرون کی واسطے رحمت باقی رکھا اور بخشا ہی سو خواص لوگون
کے واسطے استتار مین کیا رحمت ہی یہہ رحمت ہی کہ استتار کے سبب اپنی نفس کی درستی اور
اصلاح کی طرف متوجہ ہوتی ہین اور یہہ فائدہ استغراق کی حالت مین کہان سے ہوتا اُس حالتمین
تو نہ اپنا ہی ہوش رہتا ہی اور نہ اپنے نفس اور اُسکی صلاح کا ہوش اور استتار مین اُن کے
سوا دوسرون کے واسطے کیا رحمت ہی یہہ رحمت ہے کہ اگر خاص لوگون کو استتار کی حالت
نہوتی تو اُن سے کوئی فائدہ نہ لیتا یعنے تربیت اور تلقین اور توجہ وغیرہ کا فائدہ نہ پاتا اس
سبب سے کہ وہی لوگ تجلی کی حالت مین جمع الجمع مین یعنے ذات کے دیکھنے مین غرق رہتے اور
اللہ تعالی جو واحد قہار ہی اسکے سامنے حاضر رہتے بعضے صوفینے کہا کہ باطن مین حق کی
تجلی کی نشانی یہہ ہے کہ باطن وہ چیز نہ معلوم کرے جو بیان مین آوے اور فہم مین سماوی
اور جو شخص اپنی باطن مین ایسی چیز پاوے جسکا بیان کرے یا سمجھے تو وہ شخص استدلال کے خیال
والا ہی اللہ کے جلال اور عظمت کا دیکھنے والا نہین ہے یعنے جیسا کہ اللہ کے مخلوق کو اُسکی معرفت کی
دلیل ٹھہراتا ہی ویسا جو چیز بیان اور فہم کے قابل اُسکے باطن مین نظر پڑے وہ بہی ایک مخلوق
کا خیال ہے اِس صورت مین وہ جلال اور عظمت کی تجلی کا دیکھنے والا نہین ہے اور بعضے صوفینے
کہا کہ تجلی کیا چیز ہے بشریت کے پردون کا اٹھ جانا ہے کہ بشریت کا آڑ نہ باقی رہے یعنے اپنا
اور اپنے وجود کا خیال مطلق نہ باقی رہے اور حق کے مشاہد کا آڑ نہ پڑے اور یہہ نہین ہے کہ حق
عزوجل کی ذات رنگ بدلتی ہے اور استتار یہہ ہی کہ تیرے درمیان مین اور غیب کے دیکھنے کے
درمیان مین یعنے اللہ کے دیکھنے کے درمیان مین بشریت آڑ پڑے اور انہین کلمات مین سے
تجرید اور تفرید ہے اور تجرید سے اُن لوگون کا اشارہ ہے اسبات کے طرف کہ بندہ جو کام
کرتا ہے اُسمین عوض کا خیال نکرے جو کام کرے دنیا اور آخرت مین اُسکی عوض کے طرف
دیکھے نکرے بلکہ اُسپر جو حق کی عظمت کہل گئی ہے اُسپر نظر کرکے اُس کام کو کرے اور اُس
کام کو اپنی طاقت کے موافق عبودیت اور فرمانبرداری کی راہ سے کرے اور تفرید یہہ ہی کہ بندہ

جو کام کرتا ہی اُسمین اپنی طرف نہ دیکھے کہ مین نے یہ کام کیا بلکہ اُس کام کے بجالانے مین اللہ کا احسان
اپنے اوپر دیکھے کہ اُسنے یہہ کام مجھسے لیا تو تجرید غیر کو مٹا دیتی ہے یعنی ثواب اور عوض کے خیال
کو مٹا دیتی ہے مگر یہہ خیال رہتا ہے کہ یہ کام مجھسے ہوا اور تفرید اُسکے نفس کو بہی مٹا دیتی ہے یعنی اُسکو
اپنے نفس کا بہی خیال نہین رہتا اور اللہ تعالی کی نعمت کے دیکھنے مین بندے کا غرق ہوجانا اور اپنے
کام کرنیکو بھول جانا یہہ تفرید ہے اور انہین کلمات مین سے ہے وجد اور وجود اور تواجد سو
وجد اِسکو کہتے ہین کہ بندے کے باطن پر بندے کے کسب بے یعنے ذکر تلاوت وغیرہ کسب کے
ایک خوشی یا حزن یعنے غمناکی اللہ تعالی کے طرف سے وارد ہوتی ہے اور اُترتی ہے اور اُسکی جو
صورت شکل تھی اس صورت شکل سے متغیر کردیتی ہے اور بندہ اللہ تعالی کیطرف اُسی وجد
کی راہ سے جہانکتا ہے اور وہ وجد جو اُترا ہے سو ایک شگاف ہے کہ مغلوب علیہ یعنے جسکو
اس وجدنے دبالیا ہے اور جسپر وہ وجد اُترا ہے اپنی آواز سے اُس شگاف کو دریافت کرتا اور
پاتا ہی اور اُسی راہ سے اللہ تعالی کی طرف دیکھتا ہے اس خاکسار کے نزدیک اُسکی شرح یہہ ہے
کہ قرارت یا ذکر کیوقت یا بہشت اور اللہ کی دیدار کی بشارت وغیرہ اس قسم کے مضمون سنّے
کیوقت بندے کے دل پر بے اختیار خوشی غالب ہوتی ہے کہ مارے خوشی کے بیہوش اور بدحواس
ہوجاتا ہے یا قبر کا عذاب یا دوزخ کا عذاب وغیرہ اِس قسم کے مضمون سنّے کیوقت خوف اور غم
غالب ہوتا ہے تب بندہ بیہوش اور بدحواس ہوجاتا ہے تب اُسوقت جو سانس لیتا ہی یا ہو کا لفظ
یا اللہ کا لفظ بول اُٹھتا ہے یا نماز مین اللہ اکبر یا سمع اللہ لمن حمدہ یا ربنا لک الحمد کہتا ہی یا جہر سے
قرارت کرتا ہی خصوصًا جب مد ادا کرتا ہے تب اپنی آواز مین ایک شگاف اور سوراخ سا پاتا ہے
تب اسکی راہ سے اللہ کیطرف دیکھتا ہے تو گویا وہ آواز ایک شگاف ٹھہری اور یہہ مضمون خوف یا
خوشی کیوقت اپنی نماز تلاوت کی حالت مین غور کرنے اور سوچنے سے صاف سمجھ مین آجاتا ہے اور
اللہ تعالی کی حضوری کے خیال سے جو اسکی طرف دل کہنچتا ہے تو اُسمین ایک جہانکنے کی سی
لذت ملتی ہے اور یہہ بات اسکو حاصل ہے سو چے تو دریافت کرے مگر مرشد کے پاس دو چار

روز سمجھنے سے بخوبی بلا شبہہ بآسانی سمجھہ جاویگا اور یہہ جہانکنا اور دیکہنا ویسا ہی ہے جیسا کہ
قریب ہی تجلی کی نشانی مین بیان کرچکے یعنے اُس دیکہنے کو نہ بیان کرسکتا ہے نہ سمجھہ سکتا اور اِس
وجد کے شگاف کی راہ سے دیکہنا ویسا ہی ہے جیسا کوئی کسیکو دور سے ایک باریک سوراخ کی راہ سے
جہانکتا ہے اور اُس جہانکنے مین بڑا تکلف کرنا اور آنکہہ دبانا پڑتا ہے پہر بھی خاطر خواہ نہین دیکہا
اور تعرف مین لکہا ہے کہ دل پر جب کوئی خوف یا غم پہنچتا ہے یا آخرت کے احوال کا کوئی مضمون
اُسکو نظر آتا ہے یا بندے اور اللہ تعالی کے درمیان مین جو حالت ہے وہ کھلجاتی ہے تب اِسکو وجد
کہتے ہین اور صوفیہ نے کہا ہے کہ وجد جو ہے سو دل کا کان اور اُسکی انکہہ ہے انتہی دونون کتاب کا مضمون
ایک ہے خلاصہ یہہ ہے کہ یہ وجد عذاب کی دہشت یا جدائی کی درد یا شوق اور محبت کے جوش سے ہوتا
ہے تو جب یہہ حال کسی مین ظاہر ہوتا ہے تب صوفیہ بولتے ہین کہ فلانے پر وجد ظاہر ہوا یعنی اُسکے
باطن مین کوئی خوف یا درد ظاہر ہوئی اور تعرف مین ہے کہ نوری نے کہا کہ وجد ایک شعلہ ہے
کہ باطن مین اُبھرتا ہے اور وہ شعلہ شوق کے سبب سے ظاہر ہوتا ہے تب ہاتہہ پانون وغیرہ
عضو اِس وجد کے وارد ہونیکے وقت مین ماری خوشی یا غم کے بیقراری کرتے ہین انتہی اور
تواجد وجد کا حاصل کرنا ہے ذکر کرکے اور تفکر اور مراقبہ اور غور کرکے اور وجود کیا ہے اُس وجد
والی شگاف کا کشادہ ہونا وہ کب ہوتا ہے جب بندہ وجدان یعنے پالنے کے کشادہ مکان کیطرف نکلتا ہے
اور اس حال کا یہہ بیان ہے کہ گویا کہ پہلے محبوب کو ایک سوراخ کی راہ سے دیکہتا تہا اور اب محبوب کو کھلی میدان
مین دیکہنے لگا سو وجدان کے ساتہہ وجد نہین باقی رہتا اور کہلی کھلا آنکہہ سے دیکہنے کے ساتہہ خبر کی
حاجت نہین باقی رہتی سو وجد کو زوال آلگتا ہے اور وجد کا یہہ حال ہے کہ آیا اور چلا گیا اور وجود
پہاڑ کی طرح سے ثابت رہتا ہے اور ٹلتا نہین خلاصہ یہہ کہ وجد مشاہدہ اور معرفت کا حال ہے
جیسا کہ تعرف مین ہے کہ وجد کو زوال ہوتا ہے اور معرفت ثابت اور قائم رہتی ہے اوسکو زوال
نہین ہوتا اور سوراخ کی راہ سے دیکہنے اور کشادہ میدان مین دیکہنے کا جو بیان کیا سو یہہ تشبیہ
دیا ہے کہ وجد کی حالت مین جو دلکی آنکہہ سے اللہ تعالی کیطرف دیکہتا ہے اس دیکہنے کی مثل

سوراخ کی راہ سے دیکھنے کی سی ہے اور یہہ ابتدا مین ہوتا ہے اور مشاہدہ مین دیکھنے کی مثال
کشادہ میدان مین دیکھنے کی سی ہے اور یہہ انتہا کا حال ہے اور حقیقت مین دونون حالت کا
دیکھنا آنکھہ کے دیکھنے کے طور پر نہین ہے جیسا کہ مشاہدہ کے بیان مین انشاء اللہ تعالی معلوم
ہوگا اور انہین کلمات مین سے غلبہ ہے اور غلبہ ایک وجد ہے کہ پے در پے دوسری وجد مین آملتا
ہے سو وجد مثل برق کے ظاہر ہوتا ہے یعنے اُسکو قرار نہین ہوتا آیا اور گیا اور غلبہ کا ویسا حال
ہے جیسے بجلی جب برابر پے در پے چمکنے لگتی ہے تب پہلی چمک مین دوسری ملتی جاتی ہے
اور جسکو غلبہ ہوتا ہے اُسکو تمیز نہین باقی رہتی تو وجد جلدی سے موقوف ہو جاتا ہے اور غلبہ
باطن کو بیہوش کر دیتا ہے اس مضمون کی شرح تعرف کے مضمون سے خوب ہوتی ہے وہ یہہ ہے
صاحب تعرف فرماتے ہین کہ غلبہ ایک حال ہے کہ بندے پر ظاہر ہوتا ہے اُس حالت مین سبب کا
ملاحظہ اور ادب کی رعایت نہین باقی رہتی یعنے شریعت مین جو سبب مقرر ہین کہ اس سبب سے
یہہ کام درست یا نہ درست ہوتا ہے سو اسکا لحاظ نہین کرتا ہے اور شریعت کے آداب کو نگاہ نہین
رکھہ سکتا اور بغیر قصد کے بے اختیار اس سے بے ادبی کے کام ہو پڑتے ہین اور اُسکی خودی اور
ہوش کو ایسا لے لیتے ہین کہ جو بات اوسکے آگے آنیوالی ہے اُسکی تمیز نہین رہتی یعنے یہ تمیز نہین
رہتی کہ اس کام سے آیندہ کو یہہ ہوگا اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ مغلوب سے بعضا ایسا کام ہو
پڑتا ہے کہ جو اُسکے حال سے واقف نہین ہوتا وہ اُسپر انکار کرتا اور اُس سے ناراض ہوتا ہے
یعنے جیسا کہ عقل والا جب دیوانی کی بے ادبی دیکھتا ہے تب اگر اسکو اسکی دیوانہ پن کی خبر نہین ہوتی تو
اُس سے ناراض ہوتا ہے اور اگر اسکو پہچانتا ہے کہ یہ دیوانہ ہے تو اُسے ناراض نہین ہوتا اسکو معذور سمجھتا ہے
اور اسپر رحم کرتا ہے اور اسپر غلبہ کی حالت ہوتی ہے اسکو مغلوب کہتے ہین اور غلبہ کی حالت جب ساکن ہوتی اور جاتی رہتی ہے تب ہوش مین
آتا ہے اور اپنے حال مین سوچتا ہے کہ یہہ مجھسے کیا حرکت ہو پڑی اور غلبہ کی حالت کے ساکن ہونے
اور ٹھہر جانے کو اور غلبہ کی حالت نہونے کو سکون بولتے ہین اور جن چیزون سے اُسپر غلبہ کا حال
ہوتا ہے وہ یہہ چیزین ہین خوف یا ہیبت یا اجلال یعنے بہت بزرگ جاننا یا حیا یا اسطرحکے یعنے

احوال یعنے عذاب کا خوف غلبہ کرتا ہی اور شرع کی حرمت کے خیال کرنے سے ہیبت غلبہ کرتی ہے
اور مشاہدہ کی حالت مین اللہ کو بہت ہی بزرگ جاننے کا غلبہ ہوتا ہے اور اپنے قصور کے خیال کرنیسے
حیا غلبہ کرتی ہے اور اسی غلبہ کے سبب سے آدمی بیہوش اور مغلوب ہو جاتا ہی جیسا کہ اس غلبہ کا حال
ابی لبابہ ابن عبد المنذر کے قصہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہی وہ یہہ ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے بنو قریظہ کو سعد ابن معاذ کے حکم پر اُترنے کا حکم دیا کہ تمہارے حق مین سعد ابن معاذ جو حکم کریں
سو تملوگ قبول کرو تب بنو قریظہ نے سعد ابن معاذ سے چونکہ قرابت تھی سبہوں نے اسبات کو قبول کیا اور ابی لبابہ اور
بنی قریظہ سے بہی قرابت تہی اسواسطے ان لوگون نے ابی لبابہ سے مشورہ پوچھا کہ سعد ابن معاذ کے حکم پر ہم راضی ہون تب ابی لبابہ
نے اپنے ہاتھ سے اپنی حلق کیطرف اشارہ کیا یعنے وہ تمکو قتل کا حکم دیگا پہر پیچھے سے اسبات سے
پشیمان ہوا کہ ہمنے اللہ و اسکے رسول کی خیانت کیا پہر برابر چلا گیا اور اپنی تئین مسجد مین جاکے
اُسکے ستونون مین سے ایک ستون مین باندہا اور کہا کہ مین ہمیشہ اس مکان پر اسطرح سے بندہا
رہونگا یہانتک کہ اللہ تعالی میرا توبہ قبول کرے اور جو گناہ مجھسے ہوا اُسکو معاف کرے سو
یہہ ایسا مضمون ہی کہ جب ابو لبابہ پر اللہ تعالی کا خوف غالب ہوا تب وہ غلبہ ابو لبابہ کے
درمیان اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس انیکے درمیان مین آڑ پڑا اور حالانکہ ابو لبابہ کا
آنحضرت کے پاس اُسوقت آنا واجب تہا اللہ تعالی کے فرمانے بموجب فرمایا اللہ تعالی نے
پانچوین سپارہ سورہ نسامین وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَاءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ
وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ اور اُن لوگون نے جسوقت اپنا برا کیا
تہا اگر آتے تیرے پاس پہر اللہ سے بخشواتے اور بخشواتا انکو رسول تو اللہ کو پاتے معاف
کرنیوالا مہربان اور شریعت مین اپنی تئین ستونون مین باندہنے کا حکم نہین ہے اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دیرسے ابو لبابہ کو نہ دیکہا تب فرمایا کہ اگر میرے پاس آتا تو مین
اُسکے واسطے استغفار کرتا اور اللہ سے اسکا گناہ بخشواتا پہر لیکن جب اُسنے کیا ہے جو کیا تو اب
مین اُسکو کہولنے والا نہین یہانتک کہ اللہ اُسکا توبہ قبول کرے پہر اللہ تعالی نے اُسکے

توبہ قبول کرنے مین یہہ آیت اترا فرمایا اللہ تعالی نے نوین سپارہ سورہ انفال مین یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّکُمْ فُرْقَانًا وَّیُکَفِّرْ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ
اَی ایمان والو اگر ڈرتے رہوگے اللہ سے تو کردیگا تم مین فیصلا اور اُتاریگا تم سے تمہارے
گناہ اور تمکو بخشیگا اور اللہ کا فضل بڑا ہے تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو کھولدیا اِس قصہ
کو صاحب تعرف مغلوب کے معذور ہونیکی دلیل لاتے ہین کہ پہلے تو ابولبابہ کا اشارہ کرنا خیانت
اور گناہ تہا پہر گناہ جو ہو پڑا تہا تو شریعت کا ادب یہہ تہا کہ حضرت کے پاس آتا اور عذر کرتا تب حضرت
اُسکے واسطے استغفار کرتے سو یہہ تو یہ کیا اپنی تئین ستون مین باندہا اور یہہ خیانت کے بعد
دوسری بے ادبی ہوئی لیکن چونکہ یہہ حرکت خوف کے غلبہ سے ہوئی اور ابولبابہ مغلوب تہے
اسواسطے انحضرت نے معذور رکہا اور چونکہ اُسکی باطن مین قصد درست تہا وہی بے ادبی
اُسکی مغفرت کی باعث ہوئی اور تعرف اِس غلبہ کے حال کی دلیل مین دو قصہ اور یہہ بیان کیا ہے
طول کے سبب سے اُسکے لکہنے کی حاجت نہین اُسکا خلاصہ یہہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے
اِسلام کی بچگر غلبہ سے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے سال مشرکون سے صلح
کرنے چاہا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے
اُنکو سمجہایا تہا اور حضرت نے اُنکو معذور رکہا پہر جب غلبہ کی حالت جاتی رہی تب حضرت
عمر بہت نادم ہوئے اور حضرت عمر رضی اللہ کہتے تہے کہ مین اِس جرأت اور اعتراض کے
خوف سے ہمیشہ روزہ رکہا کرتا اور صدقہ دیا کرتا اور غلام آزاد کیا کرتا اور نماز پڑہا کرتا
یہان تک کہ مجکو رجا اور اُمید ہوئی کہ اللہ میرا بہلا کریگا اور اسیطرح سے جب آنحضرت
نے عبداللہ ابن ابی منافق کے جنازیکی نماز پڑہنے چاہا تہا تب حضرت عمر نے اعتراض
کیا تہا اُسمین بہی حضرت نے معذور رکہا اور ابوطیبہ نے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
سینگی کھینچا تب محبت کے غلبہ سے اُس خون کو پی گئے اور شریعت مین خون پینا منع
ہے لیکن چونکہ غلبہ کی حالت مین اُنہے یہہ کام کیا اسواسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکو

معذور رکہا اور فرمایا کہ دوزخ کی آگ کے بہت آڑ کرنیوالون کا تونے آڑ پکڑا یعنے تو دوزخ
کی آگ سے بچا سو یہ قصے اور اُسکے مانند بہت قصے ہین انسے بہی دلیل سمجھی جاتی ہے کہ غلبہ کی
حالت اچھی ہے اور جو بات سکون کی حالت مین درست نہین ہوتی سو غلبہ کی حالت مین درست
ہوتی ہے اور جس شخص مین سکون ہوتا ہے وہ شخص اسوقت اور اس حدثہ مین ایسا کام کرتا
ہے کہ وہ کام مغلوب کے کام سے بہت اچھا ہوتا ہے اور مغلوب کے حال سے تمکین والی
کا حال بہت منضبط اور کامل ہوتا ہے جیسا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے یعنے عمر نے جب
اعتراض کیا تو ابو بکر کو معلوم تہا کہ اُسوقت یہہ مغلوب ہین لیکن ابو بکر کو سکون کا مقام
حاصل تہا اسواسطے عمر کو معذور رکھا تو عمر غلبہ کی حالت سے معذور ٹھہرے اور ابو بکر سکون
کی حالت سے معذور ٹھہرے کیونکہ اُنکا سکون اللہ کے حکم کی تابعداری تھی انتہیٰ اس بیان سے
معلوم ہوا کہ مغلوب کی تقلید ہوش والیکو درست نہین اور شرح تعرف مین لکھا ہے کہ سالک
ادب کے ترک کرنے مین اُسوقت معذور ہوگا جب وہ ترک ادب اسے بغیر قصد کے ہو پڑا ہوگا
اور اُس کام کے بغیر قصد ہو پڑنے کی یہہ نشانی ہے کہ جب ہوش ہو تب اُسکام کے ہو
پڑنے کا عذر کرے اور اُس کام کو ہمیشہ نکرتا ہو اتفاقاً کبھی وہ کام ہو پڑا
ہو اور لیکن جب بے ادبی کے کام پر ہٹ کرے گا اور ایک بار جو
ایسا کام ہو پڑا تہا پہر اُس کام کو قصداً کرے گا تب سزا کے قابل ہے معذور
رکھنے کے قابل وہ شخص نہین اس مضمون سے معلوم ہوا کہ جو لوگ ہمیشہ خلاف
شرع کام کیا کرتے ہین مثلاً نشا کی چیز کھایا پیا کرتے ہین یا داڑھی مونڈایا کرتے ہین وغیرہ
ایسا کام کیا کرتے ہین وہی مغلوب نہین کہلاتے اور وے معذور نہین ہین اور انہین کلمات مین سے
ہے مسامرۃ مسامرۃ کے معنی لغت مین آپسمین کہانی اور قصہ کہنا عوارف مین فرماتے ہین کہ وہ مسامرۃ
کیا ہے کہ ارواح کا اکیلا ہونا چھپی ہوئی مناجات اور لطیف اور باریک بھیدون کے ساتھ
سر کے سر مین یعنے باطن کے باطن مین اور اُن مناجات اور بھیدون کا دریافت کرنا قلب

کو مشکل معلوم ہوتا ہے اسواسطے کہ اُس مناجات اور بھید کو روح اپنے اندر جانے ہی سبب
الگ ہوکے اور قلب کو اُسکے خبر نہین یہہ خاکسار کہتا ہے کہ یہ وہی مسامرۃ ہے جسکو فتوح الغیب
مین لکھا کہ مشاہدہ جمال کی حالت مین مزے کی باتین اور حکایتین آرام دینے والی ہوتی ہین اور
انہین کلمات مین سے ہی سکو اور صحو سو سکر کیا ہی حال کے سلطان کا غالب ہوجانا یعنے حال
اُسکو دبالے کہ نشے والون کیطرحسے متوالا اور بیہوش ہوجاوی اور صحو کیا ہے کہ بیہوشی
کے بعد پہر دہر اکے اپنے کام کے درست کرنی اور اور باتون کے آراستہ کرنیکی طرف رجوع
ہو محمد ابن حنیفہ نے کہا کہ سکر کیا ہے محبوب کے ذکر اور یاد آنے کیوقت دل کا جوش کرنا
اور واسطی نے کہا کہ وجد والون کے مقامات چار ہین پہلے ذہول یعنے بھول جانا اور غافل
ہونا بعد اسکی حیرۃ یعنی حیران اور پریشان ہونا بعد اُسکے سکر یعنے بیہوش اور متوالا ہونا بعد اسکی صحو یعنی بیہوشی کی بعد ہوش مین آنا
اِن چارو کی مثال جیسے ایک شخص نے دریا کو سنا بعد اسکے دریا کے قریب گیا بعد اِسکے دریا مین
بیٹھا بعد اِسکے اُسکو موجون نے لیا یعنے دریا کو سنا تو اُسکے حال سے ابھی غافل ہے جب اسکے قریب
گیا تب اُسکو دیکھ کے حیران ہوا اور جب دریا مین بیٹھا تب بیہوش ہوگیا اور جب موجون کے
دھکے لگنے لگے تب بیہوش ہوا اور اپنے نکلنے اور جان بچانیکی فکر مین ہوا تو اس بیان کے موجب
جس شخص پر اُس حال کا اثر باقی ہے جو حال اُسکی رگ رگ اور سارے اجزا مین بھین گیا
تہا تو اسپر سکر کا اثر باقی ہے اور جو شخص ایسا ہے کہ اُسکے ساری اجزا اپنے اپنے ٹھکانے
اور حالت اصلی پر آگئے ہین تو وہ صاحی یعنے ہوش والا ہے تو سکر ہوتا ہے ارباب قلوب
یعنے دل والون کیواسطے جو اپنے دل کی صفائی اور ذکر مین مشغول رہتے ہین اور صحو ہوتا ہے
اُنکے واسطے جن پر غیبی چیزون کی حقیقتین کھلجاتی ہین اور انہین کلمات مین سے ہے محو اور
اثبات سو محو حاصل ہوتا ہے صاف نفوس کے دور کرنے سے کہ اپنے نفس کی صفتون کو
دور کرے اور مٹاوہی اور اثبات حاصل ہوتا ہی اسبات سے کہ سالک لوگون پر اللہ تعالی کی محبت
کے آثار کے پیالے گہومائے جاتے ہین یعنے جب نفس کی صفتین ہٹ گئین تب محو حاصل ہوا

اورجب اللہ کی محبت کے پیالے پیا اور اوسکی محبت کا نشا ہوا تب اثبات حاصل ہوا اسواسطے کہ محو
جو ہے سو اپنے اعمال کی رسمون کا مٹا دینا ہے اپنے نفس کیطرف اور جو کام نفس سے صادر ہوتا
ہی اُسکی طرف فنا کی نظر سے دیکھہ کرکے اور اثبات کیا ہے ثابت کرنا اپنے اعمال کی رسمون کا اس
اعتقاد سے کہ حق نے اُسکو اپنی طرف سے وجود دیا ہے اور وہ حق کے قایم کرنے سے قایم ہے کچھہ
آپ ہی آپ قائم نہین ہے کیونکہ پہلے اسکو حق نے اُسکی اوصاف سے مٹا دیا تب محو حاصل ہوا
بعد اسکے سر نو اُسکو حق نے ثابت کیا یعنے اپنی تئین اور اپنے اعمال کی تئین اللہ کی بخشش اور
دینی سمجھا ابن عطا نے کہا کہ محو اثبات اسکو کہتے ہین کہ اللہ جو بندون کے اوصاف کو مٹا دیتا ہی
اور اُن کے باطن کے معاملہ کو ثابت اور مضبوط کرتا ہے اور انہین کلمات مین سے ہی علم الیقین اور
عین الیقین اور حق الیقین سو علم الیقین وہ یقین ہے جو غور اور فکر اور دلیل تلاش کرنے کی
راہ سے حاصل ہو اور عین الیقین وہ یقین ہے جو کھلجانے اور عطا اور بخشش کی راہ سے حاصل ہو
اور حق الیقین وہ یقین ہے کہ وصال کے قاصد کے اُترنے کے سبب سے جب صلصال کی آلائیش یعنے
اپنے وجود سے جدا ہونا ثابت ہوتا ہی تب وہ یقین حاصل ہوتا ہے خلاصہ یہہ کہ اللہ کے مشاہدہ
سے جب کوئی چیز آڑ نہ پڑے یہان تک کہ اپنے بدن کا خیال نرہے اور اپنا بدن آڑ نہ پڑے
تب اسکو وصال کہتے ہین اسی حالت کو حق الیقین کہتے ہین فارس نے کہا کہ علم الیقین اس یقین
کو کہتے ہین کہ جس مین اضطراب اور گھبراہٹ نہین ہوتی یعنے جس بات کا اپنے
علم اور جاننے کے سبب سے یقین ہے اُسمین گھبراہٹ نہین ہوتی اور عین الیقین
اُس یقین کو کہتے ہین کہ جو یقین اللہ تعالے نے باطن مین امانت رکھا ہے یعنے اللہ تعالی نے
مومن بندے کے دل مین جو یقین ڈالدیا ہے اور وہ یقین دلیل کا محتاج نہین ہے اور اُسیکو
مشاہدہ کہتے ہین جیسا کہ آگے معلوم ہوگا انشاء اللہ تعالی اور جس علم مین یقین کی صفت نہین
پائی جاتی ہے وہ شبہہ کا علم ہے اور جب اس علم مین یقین ملا تب وہ بے شبہہ کا علم ہوا
یعنے علم الیقین ہوا اور جس چیز کیطرف علم الیقین اور عین الیقین اشارہ کرتا ہے اسکی حقیقت کا

نام حق الیقین ہے خلاصہ یہہ کہ علم الیقین یہی اللہ کی ذات کی طرف اشارہ کرتا ہی اور عین الیقین
اللہ کی صفات کے ظہور اور تجلی اور کہلنے کا نام ہے اور اسیکو مشاہدہ کہتے ہین سو وہ بہی ذات
کیطرف اشارہ کرتا ہے یعنی صفات کے کہلنے سے ذات پہچان پڑتی ہے تب اسی حالت کو حق الیقین
کہتے ہین اور جنید نے کہا کہ حق الیقین وہ چیز ہے جو بندیکے نزدیک ثابت اور متحقق ہو جاوی
اور وہ ثابت اور متحقق ہونا ایسا ہوتا ہے کہ غیوب یعنے پردیکی چیزون اور ان دیکھی چیزون
کو ایسا دیکہتا ہے جیسے دیکھنے کی چیزون کو کھلی کھلا آنکہہ سے دیکہتا ہے اور پردیکی چیزون
کو جانتا ہے اور اسکی خبر دل کے صدق سے دیتا ہی جیساکہ صدیق رضی اللہ عنہ نے خبر دیا جب
رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے اپنے بال بچون کے واسطے کیا چھوڑا تب کہا کہ اللہ کو
اور اسکے رسول کو یعنے صدیق کو اپنے بال بچون کی پرورش کیواسطے اللہ کے موجود ہونیکا
ایسا یقین تہا کہ گویا اللہ کو اپنے گھر مین کھلی کہلا دیکہہ کے آئے تھے اور رسول کو تو دیکھتے ہی
تھے اور بعضے مشایخ صوفیہ نے کہا کہ علم الیقین معرفت کا حال ہے یعنے اللہ تعالے کے افعال
کے علم حاصل ہونے سے جو اللہ تعالی کو پہچانتا ہے اور یقین حاصل ہوتا ہے اور عین الیقین جمع
کا حال ہے یعنے صفات کے کھلجانے سے جو اللہ کو پہچانتا ہے اور یقین حاصل ہوتا ہی اور حق الیقین
جمع الجمع کا حال ہے توحید کی زبان کے ساتھہ یعنے ذات کی توحید کھلجانے سے جو ایک ہی کو دیکہتا
ہے اور اسکے وجود کے سوا دوسرا وجود نظر نہین پڑتا تو اس حالت کو حق الیقین کہتے ہین
اور کہا گیا ہے کہ یقین کیواسطے نام اور رسم اور علم اور عین یعنے ذات اور حق اور حقیقت ثابت ہے
سو یقین کا نام اور رسم یعنی اسم الیقین اور رسم الیقین عوام صوفیہ کیواسطے ہے اور علم الیقین اولیا کیواسطے اور عین الیقین
خواص اولیا کیواسطے اور حق الیقین انبیا کے واسطے اور حقیقت حق الیقین کی جو ہے سو اسکے واسطے ہمارے نبی
علیہ السلام خاص کئے گئے ہین اور انہین کلمات مین سے ہی وقت اور وقت سے مراد ہے
وہ حالت جو بندے پر غالب ہی اور بندے پر جو چیز زیادہ غالب ہے سو اسکا وقت ہی اسواسطے
کہ وقت مثل تلوار کے ہے وقت گذرتا ہی اپنے حکم سے اور کاٹتا ہے یعنے اسی حالت مین بندے

کا حکم اور اختیار نہین رہتا اور کبھی وقت سے مراد لیجاتی ہے وہ حالت جو بندے پر ہجوم کرتی
اور آپڑتی ہے اور وہ حالت بندے کے کسب سے نہین آپڑتی بلکہ خود اچکّی مین یکایک آپڑتی ہے
اور بندے مین تصرف کرتی ہے تب بندہ وقت کے حکم مین ہوجاتا ہے یعنے وقت کا تابعدار ہوجاتا
ہے لوگ بولتے ہین کہ فلانا وقت کے حکم مین ہے یعنے جو چیز بندے کے اختیار سے سرزد ہوتی
ہے سو لے لی جاتی ہے اس سبب سے کہ اُسکے بجاے وہ چیز قائم ہوتی ہے جو حق کیطرف
سے ہوتی ہے یعنے اس حالت مین بندہ اپنے اختیار کو بھول جاتا ہے اللہ کے اختیار مین
اپنی تئین سونپ دیتا ہی اور انہین کلمات مین سے ہے غیبت اور شہود سو مشہور ہو گیا ہے کہ اللہ کے
سامنے حاضر ہونا ایک وقت مراقبہ کی صفت کے ساتھہ اور ایک وقت مشاہدہ کی صفت کے ساتھہ اور جب تک بندہ مشاہدہ کے
ساتھہ یا مراقبہ کے ساتھہ موصوف ہے تب تک بندہ حاضر ہے پہر جب مشاہدہ اور مراقبہ
کا حال گم ہوگیا تب حاضر ہونیکے دایرہ سے نکل آیا اب وہ غائب ہی اور یہہ غیبت کا حال ہے
اور حضرات صوفیہ غیبت سے کبھی مراد لیتے ہین غائب ہونا اشیاء اور ساری چیزون سے حق کی حضور
مین حاضر ہونے کے سبب یعنے حق کے حضور مین حاضر ہونے اور اسپر لگا رہنے کے سبب سے کوئی چیز اُسکو نظر نہین پڑتی تو اس معنی کی
صورت مین اسکا حاصل جا پڑتا ہی فنا کے مقام کی طرف یعنے پہلے معنی کی راہ سے مشاہدہ اور
مراقبہ کی حالت کی حضوری کو شہود بولتے ہین اور اس حالت کے گم ہونیکو غیبت اور اس معنی
کی راہ سے فنا کے مقام کو غیبت بولتے ہین اور انہین کلمات مین سے ہے ذوق اور شرب
اور لغت مین ذوق معنے چکھنا اور کسی چیز کا مزہ آزمانا اور شرب معنی ایک حصہ پانی
اور پینے اور کھانے کی چیز اور ری معنی سیراب ہونا اور آسودہ ہو کے پانی پینا اور صوفیہ کی اصطلاح
مین جو معنے ہین سو اسمین بھی اسی معنے کی رعایت ہے سو ذوق ایمان ہے اور شرب علم اور ری
حال یعنے جب ایمان لایا تو معرفت کا مزہ چکھا اور جب علم حاصل ہوا تو معرفت کا ایک حصہ
ملا اور جب کہ حال آیا تب پوری معرفت حاصل ہوئی سو ذوق ارباب بوادہ اور بوادی یعنے
مبتدی اور شروع کے حال والے کیواسطے ہے اور شرب ارباب طوالع اور لوایح اور لوامع

کیواسطے ہی یعنے جسپر معرفت چمک جاتی ہے اُن کے واسطے ہی اور ری ارباب احوال یعنے احوال
والے کیواسطے ہے اور اسکا بیان یہہ کہ احوال وہ چیز ہے جو قرار پکڑتا اور ٹھہرتا ہی اور جو چیز
قرار نہین پکڑتی تو وہ حال نہین ہے وہ لوامع اور طوالع ہے یعنی ایک چمک آئی اور گئی اور کہا گیا ہی
کہ حال ٹھہرا نہین رہتا کیونکہ وہ بدلا کرتا ہے اور جب ٹھہرا رہا تب وہ مقام ہوا جیسا کہ یہہ مضمون
حال اور مقام کے بیان مین معلوم ہوگا انشاء اللہ تعالی اور یہان مصنف کی یہہ مراد ہے کہ
لوامع اور طوالع ایک تجلی کی چمک سی آئی اور گئی اسمین خوب امتیاز نہین ہوتی اور حال قرار
پکڑتا اور ٹھہرتا ہے چراغ کی روشنی کیطرحسے کہ اُسمین خوب امتیاز ہوتی ہے تب اُسکے بعد
بدلتا ہے اور انہین کلمات مین سے ہی محاضرہ اور مکاشفہ اور مشاہدہ سو محاضرۃ ارباب تلوین
کیواسطے ہے تلوین کے معنے قریب ہی آتے ہین یعنے جنکا رنگ بدلا کرتا ہے اُنکی حضوری
کو محاضرۃ کہتے ہین اور مشاہدہ ارباب تمکین کیواسطے ہی تمکین کے معنے قریب ہی آتے ہین یعنی
جنکی ارواح ذات کے نور کی چمک دیکھتی ہے اور رنگ نہین بدلتا اُنکی حضوری کو مشاہدہ کہتے
ہین اور مکاشفہ دونون کے درمیان کے حال کو کہتے ہین یہان تک کہ مشاہدہ قرار پکڑے تو
محاضرۃ علم والون کے واسطے ہی یعنے علم الیقین والون کے حضوری کو محاضرہ کہتے ہین اور
مکاشفہ عین والون کے واسطے ہے یعنے عین الیقین والون کی حضوری کو مکاشفہ کہتے
ہین اور مشاہدہ حق والون کے واسطے ہی یعنے حق الیقین والون کی حضوری کو مشاہدہ بولتے
ہین اور انہین کلمات مین سے ہے طوارق اور بوادی اور بوادہ اور واقع اور قادح اور طوالع
اور لوامع اور لوایح لغت مین طارق معنے صبح کا ستارہ یعنے جو تارہ صبحکو نکلتا ہے طوارق
اُسکی جمع ہے اور بادی معنے پہلے چیز بوادی اسکی جمع ہے اور بادہ معنے یکایک آچکے ہین اور
بے اندیشہ آنیوالا بوادہ اُسکی جمع ہے اور واقع معنے چڑھا ہوا سے اُترنے والا اور قادح معنی
آگ لگانے والا اور طالع معنے نکلنے والا اور صبح کاذب اور ہلال طوالع اُسکی جمع ہے اور لامع
معنے روشن ہونیوالا اور چمکنے والا لوامع اسکی جمع ہے اور لایح معنے چمکنے والا اور ظاہر ہونیوالا

اور لوایح اسکی جمع ہے صاحب عوارف فرماتے ہین کہ یہہ سب لفظین معنے مین قریب قریب ہین اور ممکن ہے کہ اس مین بات کو کشادہ کرین مگر سب باتون کا حاصل ایک معنی کیطرف رجوع کریگا یعنے ایک ہی معنے سب باتون سے بوجھے جاوینگے اور عبارت زیادہ ہوگی تو بات کے کشادہ کرنے مین کچھہ فائدہ نہین اور ان ساری نامون کا مقصود یہہ ہے کہ یہہ ساری نام حال کے مقدمات اور شروع پر بولے جاتے ہین سو جب حال درست ہوا یعنے حال پایا گیا تب یہہ سب لفظین اور انکے معنے ٹھیک ہوئے یعنے مبتدی کے دل پر جو نفس کے مزدن کے سبب سے تاریکی ہوتی ہے جب اُسپر تجلی افعال یا صفات یا ذات یا قرب اور حضوری کی ذراسی چمک لگی یا نمود ہوئی یا کھل گئی اور مبتدی کے قلب کے حال مین ترقی شروع ہوئی تب اس حال کو کہتے ہین طوارق بوادی وغیرہ یعنے سلوک الی اللہ سے جو مقصود ہے سو شروع ہونے لگا اور یہہ بات بھی اپنی حال مین غور کرنے سے صاف معلوم ہوتی ہے تو اپنی حال مین غور کرنا ضرور ہے تاکہ طوارق اور بوادی کے دریافت کرنے سے اُسکا دل بڑھے اور مشاہدہ حاصل ہونیکی امید قوی ہو اور مجاہدہ مین دل لگے اور شوق زیادہ ہو اور یہہ تجلی مذکور کا ذراسا چمک جانا خوب سوچنے اور ہوش کرنے سے ایک ہی دوروز مین معلوم ہوگا انشاء اللہ تعالی اور انہین کلمات مین سے ہے تلوین اور تمکین لغت مین تلوین معنے رنگ برنگ کرنا اور تمکین معنے کسیکا پانون جگہہ پر قائم کرنا اور صوفیہ کی اصطلاح مین جو معنے ہین اُنکا بیان مصنف فرماتا ہے کہ تلوین ارباب قلوب کیواسطے ہے یعنے جن لوگون کا معاملہ دل سے علاقہ رکھتا ہے اور وہ معاملہ بوادی سے لیکے تجلی صفات تک ہے کہ یہ قلب سے علاقہ رکھتا ہے اور ذات کی تجلی روح سے علاقہ رکھتی ہے اسیواسطے فرماتے ہین کہ تلوین یعنے حال کا بدلنا ارباب قلوب کے واسطے ہے اسواسطے کہ وے لوگ قلب کے پردون کے نیچے ہین اور قلب کا یہہ حال ہے کہ پردون سے خلاص پاکے اور چھوٹ کے صفات کی طرف جاتا ہے اور اُسپر صفات کھلنے لگتی ہین اور صفات کے واسطے تعدد ہے یعنے صفات بہت سی ہین اسیواسطے تلوین کے درجے بھی متعدد ہوتے ہین یعنے ایک صفات بندہ پر کھلنے سے ایک

حال ہوتا ہے دوسری صفات کھلنے سے کچھ اور حال ہوتا ہے اسیطرح تیسری چوتھی وعلی ہذالقیاس
کے کھلنے سے حال بدلتا جاتا ہے پھر ارباب قلوب کیواسطے صفات کے شمار کے موافق تلوینات ظاہر
ہوتی ہین اور وہ تلوینات جو ظاہر ہوا کرتی ہین سو قلوب اور ارباب قلوب کو عالم صفات سے ٹلنے
نہین دیتین یعنے ارباب قلوب اور صاحب دل لوگ عالم صفات کی سیر کیا کرتے ہین اور اُن کا
حال بدلا کرتا ہے کبھی بیقراری اور بیچینی ہوتی ہے آنسو گرتا ہے خوف غالب ہوتا ہی اور کبھی
آنکھہ کو ٹھنڈک اور دل مین روشنی اور خوشی حاصل ہوتی ہے اور لیکن ارباب تمکین یعنے تمکین
والے لوگ جو ایک مقام پر قائم رہتے ہین وے لوگ احوال کے مشایم یعنے جھلی اور کھیڑھی سے
باہر نکلے ہین اور دل کے پردون کو پھاڑ دیتے ہین اور انکی ارواح ذات پاک کے نور کی چمک
کو پایا ہے سو تلوین دور ہو گئی ذات مین تغیر ہونیکے سبب سے اسواسطے کہ اس سبحانہ کی ذات
حوادث اور تغیرات کے آنے سے بہت بزرگ ہے یعنے اُسکی ذات مین نیا حادثہ اور بدلتا نہین
لگتا سو جب تمکین والے لوگ دل کے پردون سے چھوٹ کے قرب کے مقام مین جو تجلی ذات کے
نشانین ہین پہنچے تب تلوین اُن سے دور ہو گئی سو اب اسوقت مین تلوین اُنکے نفوس اور جیون مین ہوتی ہے اسواسطے کہ جی قلب کے
مکان مین ہے اُسکی طہارت اور پاکیزگی کے سبب سے اور تلوین جو جی مین رہتی ہے اسکے سبب سے
تلوین والا تمکین کے حال سے باہر نہین ہوتا اسواسطے کہ نفوس مین تلوین کا جاری ہونا جو ہے
سو انسانیت کی رسم اور طور کے باقی رہنے سے ہے اور تمکین مین قدم کا ثابت رہنا یہی ہے کہ حق تحقیقہ
یعنے ذات کھلجاوے یعنے تمکین والا ذات کے کھلنے کے مقام مین ثابت اور ٹھہرا رہتا ہے
اور تمکین کے یہہ معنی نہین ہین کہ بندے کا حال نہ بدلے کیونکہ وہ بشر ہے یعنے بشر کا حال بدلتا
ہے ذات کی تجلی نہین بدلتی اور اس تمکین سے ہماری یہہ مراد ہے کہ بندے پر جو حقیقت یعنی
ذات کھل گئی ہے سو بندے سے کبھی نہ پوشیدہ ہوتی ہے اور نہ کم ہوتی بلکہ زیادہ ہوتی
ہے اور تلوین والے کا یہ حال ہے کہ کبھی اُسکے نفس کی صفات کے ظاہر ہونیکے وقت
اُسکے حق مین کوئی چیز کم ہو جاتی ہے اور بعضے احوال مین اُس حقیقت غائب ہو جاتی ہے

اور جیسا کہ تمکین والا ذات کے کھلنے کے مقام پر ثابت رہتا ہے ویسا تلوین والا ایمان کے مقام پر ثابت رہتا ہے اور احوال کے قاصد کے آنے سے اسکا حال بدلتا ہے اور انہین کلمات مین سے ہے نفس اور کہا جاتا ہے کہ نفس منتہی کیواسطے ہے اور وقت مبتدی کے واسطے اور حال متوسط یعنے میانے آدمی کے واسطے اور گویا کہ اسبات مین صوفی لوگون کا اشارہ ہے اسبات کیطرف کہ مبتدی کے پاس اللہ تعالی کیطرف سے ایک آنیوالا آتا ہے جو ٹھہرتا نہین جیسا کہ قریب ہے طوارق وغیرہ کے بیان مین گذرا اور متوسط صاحب حال ہے کہ اُسکا حال اُسکے اُوپر غالب ہے اور یہہ حال ارباب قلوب اور تلوین والے کا ہے تو متوسط ارباب قلوب ٹھہرے جیسا کہ قریب ہی معلوم ہوا اور منتہی صاحب نفس ہے اُسکا حال قرار پکڑنے والا ہے اسکا حال وقت وقت اور بار بار غیبت اور حضور کے ساتھ بدلتا نہین بلکہ اُسکے وجدین اُسکے جی کے ساتھ ملے ہوئے اور مقیم ہوتے ہین بار بار بدلتے نہین تو منتہی صاحب نفس اور ارباب تمکین ٹھہرے اور صوفیون کے اشارے کے یہ سب کلمات جو مذکور ہوئے سو یہہ سب احوالون کے احوال ہین یعنے جس احوال کے جو لوگ ہین اُن مین وہ احوال پایا جاتا ہے اور اُن احوال والون کو ان احوالون سے ذوق اور شرب حاصل ہے یعنے اِس احوال کا شربت چکھتے اور پیتے ہین عوارف کا مضمون تمام ہوا۔ **فائدہ** - اب سالک کو لازم ہے کہ اپنے حال مین غور کرتا رہے کہ اِن مذکور حالون مین سے اسوقت مجھکو کون حال حاصل ہے اور ان سب کلمات کا مضمون خوب سمجھ کے یاد رکھے تا کہ اپنی تئین اور دوسرون کی تئین بھی پہچان سکے اور یہہ سب مضمون سالک کے بڑے کام کے ہین اِنکو یہہ کام اور بیفائدہ نجانے اور تصوف کی ساری معتبر کتابون مین اِن کلمات کو لکھا ہے اور اِنکی بڑی خوبی اور بزرگی بیان کیا ہے چنانچہ تعرف مین اِن کلمات کی عظمت کے بیان مین فرماتے ہین کہ اوپر جو ہمنے عقائد وغیرہ بیان کیا ہے سو اُسمین صوفیہ کے گروہ کے سوا اور لوگ بھی یعنے مثل فقہا اور متکلمین وغیرہ کے شریک ہین اور اب ہم صوفیہ کے گروہ کی کئی عبارات بیان کرتے ہین کہ اُن مین

صوفیہ لوگ اکیلے ہین یعنے اُن عبارات کا بھید اُنکے سوا کسیکو معلوم نہین اور وہ عبارات
اُن لوگون مین آپس مین بولنے کی اصطلاحات ہین ایسا نہین لگتا کہ اُن کے سوا اور لوگ
اُن عبارات کو سمجہین اور بولین سو اُن عبارات مین سے جو ہمکو یاد ہین اُن کی خبر دیتے ہین
اور اُن کے معنے کو مختصریات کے ساتھ ہم کھولتے اور بیان کرتے ہین اور اس بیان مین ہمارا
یہی مقصد ہے کہ اُن عبارات کے معنے بیان کرین اور یہ مقصد نہین ہے کہ وہ سب معنی جنکو
اُن عبارات نے اپنے اندر جمع کر رکھا ہے بیان کرین کیونکہ وہ سب معنے اشارے مین نہین
آسکتے اور اُن کا کھول کے بیان کرنا تو بہت دور ہے لیکن اُن عبارات کے احوال کا جو بھید ہے
سو اُسکے بیان کرنے سے عبارت عاجز ہے اور وہ احوال اُن احوال والون ہین پر کھلی ہین انتہی اب
پہلے حضرات صوفیہ سے توجہ اور مراقبہ اور ذکر اور مذہب پر مضبوط رہنے کی باتون کا فیض جو جاری
ہوا ہے ہم کئی فصلون مین لکھہ کے تب اُن کے طریق اور احوال اور علم کا بیان لکھین گے انشاءاللہ تعالے
اِسمین یہہ غرض ہے کہ ان باتون کے دریافت کرنے سے اُن حضرات سے اعتقاد بہم پہنچیگا
تب اُنکے احوال اور طریق اور اُنکی ماہیت کو دریافت کریگا پہر جب اُنکو خوب پہچانیگا تب اُنکے
طریق مین داخل ہوگا اور سارے حال اور مقام اُسکو ملین گے +

ساتوین فصل توجہ کے اقسام اور توجہ کی تاثیر اور توجہ دینے کے طریقے کے بیان مین

تفسیر فتح العزیز مین سورۂ اقرا کی تفسیر مین فرمایا ہے کہ کامل لوگ جو اپنی تاثیر دوسرون مین
دیتے ہین اور اہل طریقت کے اسکو توجہ بولتے ہین سو وہ تاثیر چار قسم ہوتی ہے پہلی قسم تاثیر
انعکاسی ہے وہ اسطور پر ہے کہ مثلاً ایک شخص اچھا خوب اور بہتر عطر لگاکے مجلس مین آوے
اور اُس عطر کی بو ہمنشینون کے دماغ مین تاثیر کرے اور اُسے لذت پاوین اور اس قسم کا توجہ
سارے قسمون کے توجہ سے بڑا کمزور ہے اسواسطے کہ اس قسم کے توجہ کا اثر صحبت کی مدت پہر باقی

رہتا ہے اور بعد صحبت کے کچھ نہین رہتا دوسری قسم تاثیر القاعی تاساوہ اسطور پر ہی کہ ایک
شخص بتی اور تیل چراغ مین کرکے لاوی اور دوسرا شخص جسکے پاس آگ ہی اُس بتی کو روشن کردے
تب چراغ روشن ہوجاوی اور اِس قسم کو توجہ کسیقدر قوی ہے کہ فائدہ لینے اور فائدہ دینے کی
صحبت کے بعد بہی اسکا اثر باقی رہتا ہے لیکن اگر کوئی مانع قوی مثل آندھی اور باران وغیرہ کے
آپڑتا ہے تو اُسکا اثر جاتا رہتا ہے اور یہہ بہی ہے کہ نفس اور اُسکے لطیفون کی آراستگی مین
اِس قسم کا توجہ تاثیر نہین کرتا جیسا کہ تیل اور بتی اور چراغ کی ناکارگی کو فقط شعلہ آراستہ
اور درست نہین کرتا ہے تیسری قسم تاثیر اصلاحی ہے وہ اسطور پر ہے کہ دریا یا کنوئین سے
پانی لاکے فوارہ کے خزانہ مین جمع کرین اور خزانہ کی راہ کو حوض کے فوارہ تک کوڑے
کرکٹ گھانس پات سے صاف کردین اور اُس پانی کو بڑے زور سے اُس راہ مین جاری
کردین تاکہ فوارہ جوش مارے اور فوارہ چہوٹنے لگے اور اِس قسم کے توجہ کا اثر اگلے قسم کے
توجہ کے اثر اور تاثیر سے بہت قوی ہے کہ اِس توجہ نے نفس کو بھی آراستہ کردیا اور لطیفون
کو بھی درست کردیا لیکن اِس قسم مین بقدر استعداد اور لیاقت خزانہ کے اور بقدر فاصلے راہ
کے پانی پہنچتا ہے بقدر دریا اور کوئین کے پانی نہین پہنچتا اور باوجود اسکے اگر خزانہ مین کوئی
آفت پہنچیگی تو اُس پانی کے جاری ہونے مین نقصان آجاویگا چوتھی قسم تاثیر اتحادی ہی
اُسکی حقیقت یہہ ہے کہ شیخ اپنی روح کو کہ حامل کسی کمال کی ہے یعنے اُسکو کوئی کمال حاصل ہی
طالب کی روح کے ساتھہ اپنی تمام قوت سے ایک کردے یعنی ایسا توجہ دے کہ شیخ کی روح
اور طالب کی روح ایک ہوجاوے تاکہ شیخ کی روح کا کمال طالب کی روح پر جلکے پڑی
اور یہہ مرتبہ توجہ کے قسمون مین سے بڑا قوی ہے کیونکہ یہہ بات خوب ظاہر ہے کہ دونون
روحون کے ایک ہوجانے کے سبب سے جو کچھہ کہ شیخ کی روح مین ہے تلمیذ اور مرید کی روح
مین پہنچتا ہے اور بار بار استفادہ اور سیکھنے کی حاجت نہین رہتی اور اولیاء اللہ مین
اِس قسم کا توجہ دینا شاذ و نادر ہوتا ہے حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کا حال منقول ہے

کہ ایک روز اُن کے گھر مین کئی شخص مہمان ہوے اور کچھہ کھانے کی چیز موجود نہ تھی حضرت
خواجہ مہمانون کی ضیافت کی فکر مین نہایت پریشان خاطر ہوکے کھانے کی تلاش کرنے
لگے اتفاقاً ایک نانوائی حضرت کے گھر کے قریب دوکان کرتا تھا حضرت کی اِس تشویش کی اُسکو
خبر ہوئی تب ایک خوان بھر بہت اچھی روٹی پکا کے بہت مکلف مرغن سالن کے ساتھہ حضرت
کی خدمت مین لایا اِس سلوک سے آپ بہت خوش ہوے اور فرمایا کہ مانگ کیا مانگتا ہے
اُسنے عرض کیا کہ مجکو اپنا سا کردیجئے فرمایا اس حالت کی برداشت تو نہ کر سکیگا دوسری چیز
مانگ نانوائی اِسی سوال پر اڑا رہا اور خواجہ اُسکو ٹلے جاتے تھے آخر کو جب نانوائی نے
بڑی منت و لجاجت کیا تب خواجہ لاچار ہوکے اُسکو ایک حجرہ مین لیگئے اور تاثیر اتحادی اسپر
کیا جب حجرہ سے نکلے تو خواجہ اور نانوائی کے درمیان مین صورت اور شکل کا کچھہ فرق نتھا
لوگون کو پہچاننا مشکل ہوا اسقدر فرق تھا کہ حضرت خواجہ ہوش مین تھے اور وہ نانوائی
بیہوش اور بیخود آخر کو تین روز کے بعد اُس نانوائی نے اُسی سکر اور بیہوشی کی حالت
مین وفات پایا رحمۃ اللہ علیہما پھر اِس چارون قسم کی تاثیر کے بیان کے بعد فرمایا ہے کہ حاصل
کلام کا یہہ ہے کہ تاثیر حضرت جبرئیل علیہ السلام کی اس دبانے مین جو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو گود مین لیکے دبایا تھا تاثیر اتحادی تھی کہ اپنی روح لطیف کو بدن کے مسام
کی راہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن کے اندر داخل فرماکے روح مبارک کے
ساتھہ ایک کردیا اور شیر و شکر کی طرحسے ایک مین ملا دیا اور بشریت اور ملکیت کے درمیان
ایک ایسی حالت عجیب پیدا ہوئی کہ اُسکا بیان نہین ہوسکتا انتہی اس بیان سے چارون
قسم توجہ کے بہی معلوم ہوگئے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جو اپنی روح کی تاثیر حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مین دیا یہہ بہی معلوم ہوگیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے جو حضرت عمر رض کو توجہ دیا اور اپنی روح کی تاثیر اُن کی روح مین بخشا یہہ بھی حدیث سے
ثابت ہے اُس حدیث کا مضمون یہہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ

سے پوچھا کہ کیا حال ہے فقط مجھی کو دوست رکھتا ہے یا میرے سوا دوسرے کو بھی محبت مین
شریک کرتا ہے کہا کہ محبت مشترک ہے آپ کو دوست رکھتا ہون اور اپنے نفس اور فرزندان و
اور مال متال کو بھی دوست رکھتا ہون تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہاتھ عمر
کے سینہ پر مارا اور ایک تعرف کیا اور فرمایا کہ اب کیا حال ہے اور تجکو کیا معلوم ہوتا ہے
کہا اہل اور مال کی محبت دور ہو گئی لیکن نفس کی محبت ابھی تک باقی ہے تب دوسری بار عمر کے
سینہ پر ہاتھ مارا اور پوچھا کہ اب تو کیا ہے کہا کہ سبکی محبت جاتی رہی اور آپکی محبت کے سوا
کسیکی محبت نہ باقی رہی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِن دونون مضمون سے توجہ دینے
کی تاثیر بخوبی فہم مین آگئی اور اس توجہ دینے اور اپنی روح کی تاثیر دوسرے کی روح مین
بخشنے کو کسی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مخصوصات مین نہ لکھا تو یہ توجہ دینا امت
کے واسطے بھی درست اور ثابت ہوا اور توجہ دینے کے مسئلہ کی یہہ حدیث ماخذ ہوئی
اور اس حدیث سے یہہ بھی معلوم ہوا کہ باوجودیکہ حضرت عمرؓ قرآن اور حدیث سے
واقف تھے مگر دل کی صفائی کے واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے توجہ دینے
اور باطنی تاثیر بخشنے کے محتاج تھے تو جو لوگ کہ تفسیر حدیث فقہ عقائد تصوف کی
کتابون سے واقف ہین اُن لوگون کو بھی مرشد کے توجہ کی حاجت ہے اور حضرت
کے توجہ اپنے سے حضرت عمر کو اُسی بات کی پوری تصدیق حاصل ہوئی جسکا حکم قرآن
اور حدیث مین موجود ہے یہہ نہین کہ حضرت عمرؓ کے دل مین کوئی نیا مضمون جو کتاب
کے باہر ہے حضرت نے ڈالدیا تو مرشد کے توجہ سے انہین باتون کی تصدیق کامل حاصل
ہوتی ہے جو کتاب مین موجود ہے یہہ نہین کہ سینہ بسینہ کوئی نیا مضمون کتاب کے باہر چیلا
آتا ہے اب توجہ دینے کا طریقہ سنو وہ یہہ ہے صراط المستقیم مین نقشبندیہ طریقہ کے
موافق چھوٹے لطیفون کی ذکر کے توجہ دینے کے بیان مین جو مضمون لکھا ہے اُسکو ہم شرح
کے ساتھہ لکھتے ہین وہ یہہ ہے کہ فرماتے ہین کہ تلقین کرنیوالا کہ وہ اپنے لطیفون مین ذکر

کو جاری کر چکا ہے یعنے اُسکو یہہ کمال تو آگے سے حاصل ہے اب اسوقت مین اپنے لطیفون مین
ذکر جاری کر کے اپنی پوری ہمت اور دل کے تمام قصد کے ساتہہ طالب کے لطیفون مین اُس
ذکر کے ڈالنے کا قصد کرے اسطرحسے کہ پہلے اپنے لطیفہ قلب مین ذکر جاری کر کے طالب کے
لطیفہ قلب کیطرف متوجہ ہوکے اسمین اُس ذکر کو ڈالنے کا قصد کرے اسیطرحسے
سب لطیفون مین اور طالب سے پوچھتا جاوے جب اُسکے ایک لطیفہ مین ذکر جاری ہووے
تب دوسرے لطیفہ کی تعلیم کرے اور توجہ دینے مین دعا اور التجا کے وسیلہ کے ساتہہ
محض فضل الٰہی سے مدد چاہے اور توجہ کا ادنیٰ اثر یہہ ہے کہ طالب کے لطیفون مین ایک
جنبش معلوم ہو نبض کی جنبش کے طور پر اسطرحپر نہین کہ ہاتہہ رکھنے سے معلوم ہو بلکہ اسطرح
پر کہ لطیفون پر خیال کرنے کے ساتہہ ہی جنبش معلوم ہو بلکہ اس حال ترقی کر کے دوسری
کاروبار مین عین مشغول ہونیکے وقت مین وہ لطیفہ آدمی کو اپنی طرف متوجہ کرلے
اور نہ چھوڑے کہ بالکل اُن لطیفون کیطرف سے غافل ہوجاوے قول الجمیل مین لکھا ہے
کہ نقشبندیہ بزرگون کے عجیب عجیب تصرفات ہین وہ تصرفات یہہ ہین کہ ہمت
باندھنا اور دل کے پورے قصد سے کسی مقصد اور مراد پر مستعد ہوجانا اور انکی ہمت
کے موافق اُس مراد اور مقصد کا ہونا اور طالب مین تاثیر کرنا اور مریض سے مرض کا
دفع کرنا اور عاصی پر ایسا توجہ کرنا کہ وہ توبہ کرے اور لوگون کے دلون مین ایسا تصرف
کرنا تاکہ وے لوگ اِس طرح تصرف کرنے والے کو دوست رکھنے لگین اور تعظیم کرنے لگین
اور لوگون کے مدرکے مین تصرف کرنا تاکہ اُنکے مدرکے مین بڑے بڑے واقعات عظیمہ کی شکل نمود
ہوجاوے اور آگاہ ہوجانا اہل اللہ کی نسبت پر کہ اُسکو کون سی نسبت اور کسطرحکی نسبت حاصل
ہے پہر وہ اہل اللہ زندہ ہون یا اہل قبور اور لوگون کے دل مین جو خیالات ہین اور
اونکے سینون مین جو بات کھٹکتی ہے اُسپر آگاہ ہوجانا اور واقعات آیندہ کا کھلجانا یعنے
اللہ تعالےٰ کے خبردار کرنے کے کسی طریق سے غیب دانی کے طور پر نہین اور جو بلا دنیا

مین نازل ہوئی ہو اُسکا دفع کرنا اور سوا اسکے اور جو تصرفات ہین اور ہم تجکو اُن مین سے بعضے تصرفات کے طریق پر مطلع ہونے
کے آگاہ کرتے ہین اور یہ سب تصرفات جو نقشبندیون مین سے فنا فی اللہ اور بقا باللہ والے بڑے بڑے بزرگون کے نزدیک ہین سو اِن
تصرفات کی بڑی شان ہے لیکن سارے نقشبندیہ بزرگون کے پاس جو تصرف ہے علی العموم یعنے جو سارے
نقشبندیہ بزرگوں مین تصرف ہے سو طالب مین توجہ کی تاثیر کا حاصل ہوتا ہے اور طالب مین تاثیر دینے
کا طریقہ یہہ ہے کہ مرشد طالب کے نفس ناطقہ یعنے روح کے طرف متوجہ ہو اور اپنی پوری قوی ہمت
سے اپنی روح سے اُسکی روح کو ٹکراوے اور اپنی روح کو طالب کی روح سے ملا دے پھر ڈوب جاوے
اپنی نسبت مین یعنے جو نسبت اُسکو حاصل ہے اُسمین غرق ہوجاوے خاطر جمعی سے خوب دل کو
جمع کرکے اور یہہ تصرف کب ہوگا جب مرشد کا نفس حضرات صوفیہ کے یہان جو نسبتین مقرر ہین
اُن مین سے کسی نسبت کا حاصل ہوگا اور اُس نسبت کا ملکہ قوی اُسکے نفس ناطقہ کو حاصل ہوگا تب
اُسکے بعد طالب کو توجہ دینے کے قابل ہوگا اور نسبت کا بیان قریب ہی ہوگا انشاء اللہ تعالی پھر
جب مرشد اسطرحسے توجہ دیگا تب مرشد کی نسبت طالب کی طرف منتقل ہوگی یعنے اُس طالب کے نفس
ناطقہ مین وہ نسبت اثر کریگی طالب کی استعداد اور لیاقت کے موافق اور نقشبندی بزرگون مین سے
بعضے اس توجہ کے ساتھ ذکر کو اور طالب کے قلب پر اُس ذکر کے ضرب لگانے کو بھی شامل کرتے ہین اور جب
طالب غائب ہوتا ہی تو نقشبندی بزرگین طالب کی صورت کو خیال کرتے ہین اور اُسکی طرف متوجہ ہوتے
ہین اور اسکو توجہ دیتے ہین اور ہمت کا ذکر جو اوپر ہوا سو ہمت مراد ہے اجتماع خاطر اور دل کے
قصد کے مضبوط ہوجانے سے بصورت آرزو اور طلب کے اسطرح پر کہ دل مین کوئی خطرہ اور خیال
نہ گذرے اُس مراد کے سوا جیسے پیاسے کو پانی کی طلب ہوتی ہے اور مجکو اُس شخص نے خبر دی
جسپر مجکو اعتماد ہے کہ بعضے مرشد لوگ نفی اور اثبات یعنے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کی ذکر مین مشغول
ہوتے ہین اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ سے یہہ ارادہ کرتے ہین اور دل مین یہہ سمجھتے ہین کہ کوئی اس آفت
کا ٹلنے والا نہین اور کوئی روزی دینے والا نہین سوا اللہ کے اور اسیطرح جو مضمون اُنکے
وقت اور حال کے مناسب ہوتا ہے اُسکا ذکر کرتے ہین کہ کوئی شخص فلانا کام کرنیوالا نہین سوا

اللہ کے انتہی پس توجہ دینے کا طریقہ سمجھہ مین آجانے کیواسطے اسقدر کفایت ہے جب سچا مرشد
طالب کیطرف حاضر ہونے یا غائب ہونیکی صورت مین اِس مذکور طور سے متوجہ ہوگا تب اُسکے
توجہ کی تاثیر طالب مین پڑنے کا کون تعجب ہی یہہ سب اللہ سبحانہ کی قدرت کے کارخانے مین
اپنے فرشتے اپنے رسول اپنے اولیائکے وسیلہ سے جسکو جو نعمت چاہتا ہے سو دیتا ہے بلکہ جتنے ہنر اور
صنعت اور علم ہین بغیر اسکے اُستاد کے وسیلہ اور تعلیم کے نہین آتے اور یہ بات ایسی ظاہر ہی کہ محتاج
دلیل کی نہین باقی ایک بات بڑے کام کی یاد رہے وہ یہہ ہے کہ قول الجمیل سے ثابت ہوا کہ غائب
مرید کو مرشد کے توجہ دینے کا طریقہ بعضے صوفیہ مین جاری ہے اور مرشد جو غائب ہو تو اُسے
کچھہ پوچھنے اور اُسکی طرف رجوع کرنے اور اُسے کچھہ مدد چاہنے کا طریقہ تصوف کی کسی کتاب سے
ثابت نہین مگر اِسبات کا انکار اور منع البتہ تفسیر فتح العزیز مین سورۂ مزمل کی اِس آیت
وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا کی تفسیر مین موجود ہے جو چاہے اُس کتاب مین دیکھے اُسکا خلاصہ یہہ ہے
کہ اگر کوئی شخص چاہے کہ جسطرح سے اللہ تعالی کی ذکر اور یاد کرکے اللہ تعالی سے تقرب پیدا
کرتا ہے ویسا تقرب دوسرے مخلوقات سے پیدا کرے تو یہہ ممکن نہین اِسکا یہہ سبب ہے کہ اسطرحکے
تقرب پیدا کرنیکے واسطے جس سے تقرب پیدا کیا چاہتے ہین اُسکے واسطے دو چیز چاہتی ہے
پہلے احاطہ علمی ذکر کرنیوالون کی دل اور زبان کی ذکر پر اِسکو حاصل ہو تاکہ باوجود مختلف ہونے
مکانون اور وقتون اور مدرکون اور باتون کے ہر ذکر اور یاد کرنیوالے کی دل اور زبانکی
ذکر اور یاد کو معلوم کرلے دوسرے قوت نزدیک ہونے کی اور ذکر کرنے والے کے مدرکہ
مین داخل ہونے اور اُس مدرکے کو پر کرنے کی اُسکو حاصل ہو کہ ذاکر کے مدرکہ مین اُسکے
سوائے کسیکا خیال باقی نہ رہے اور ذاکر کی صفت جو ہے جسطرح سننا دیکھنا پکڑنا چلنا وغیرہ ہی
اُس صفت کا حکم پیدا کرنیکی قوت اُسکو حاصل ہو کہ عرف شرع مین اِسکو دنو اور تدلی اور
نزول اور قرب یعنے خوب نزدیک ہونا اور اُترنا بولتے ہین اور یہہ دونون صفت اُس تعالی
کی ذات پاک کا خاصہ ہے یہہ کسی مخلوق کو حاصل نہین - ہان کافر لوگ اپنے یعنے بعضے معبودون

کے حق مین اور مسلمانون کے زمرہ مین سے بعضے پیر پرست لوگ اپنے پیرون کے حق مین پہلی چیز
کو یعنے احاطۂ علمی کو ثابت کرتے ہین یعنے جانتے ہین کہ وے لوگ دور اور نزدیک کی بات سنتے
اور جانتے ہین کہ جب کوئی اُنکو یاد کرتا اور پکارتا ہے تب جان جاتے اور سن لیتے ہین اور اسی اعتقاد
کے سبب سے اپنی احتیاج کیوقت اُنسے مدد چاہتے ہین لیکن کچھہ ہوتا نہین اور اُن بزرگون کا حال
ایک دتیرہ اور ایک طور پر نہین ہوتا ہے یعنے اگر کبھی اللہ سبحانہ کے دریافت کرانے سے کوئی
بات دریافت ہوگئی اور کبھی نہ دریافت ہوئی تو اسکا کیا اعتبار اور یہہ احاطہ علمی نہوا اور حقیقت
مین شبہہ مین پڑگئے ہین حضرت حق عز وعلا کی ذات کا خاصہ ہے کہ اپنے یاد کرنے والے کیطرف
نزول فرماتا اور نزدیک ہوتا ہے اور اُسکے مدرکے کو بڑا کرتا ہے کہ پہر دوسری چیز کی سمائی
اور جگہہ باقی نہین رہتی اور اُسکے باطنی لطیفون پر غالب ہوتا ہے یعنے اُسکے باطن مین اللہ ہی
کا خیال رہجاتا ہے اور اسکی روح کو اللہ ہی اللہ نظر آتا ہے اور انہین واقع حقیقی نزدیک ہونیکے
سبب سے اللہ تعالی آدمی کو نفخ کی روح کا حکم پکڑتا ہے اور جو علاقہ کہ روح کو بدن کے ساتھہ ہے
وہی علاقہ اِس نزدیک ہونے کو اُسکی روح کے ساتھہ ہوجاتا ہے اور دوسرے مخلوقات ہرچند کہ
روحانیت ہون اول تو اونکو علم محیط حاصل نہین کہ ہر ذکر کرنیوالون کی ذکر پر خبردار ہوجاوین
اور دوسرے اُن کو یہہ قدرت نہین کہ برابر ذکر کرنیوالون کی روح پر غالب ہوجاوین اور اُنکو
اپنے قابو مین کرلین کیونکہ دوسرے مخلوقات کو ایک کام مین مشغول ہونا دوسرے کام سے
باز رکھتا ہے اور اللہ تعالی کو کوئی کام دوسرے کام سے باز نہین رکھتا ہے انتہی اس مضمون کے
بہت سی آتین حدیثین بھری ہین سب کا لکھنا طول ہے اور وہ سب مشہور ہین اسیواسطے اِس
تفسیر کے مضمون پر کفایت کیا اور چونکہ شریعت مین یہہ بات مشہور تھی کہ اللہ کے سوا دوسرا
دور سے نہین سنتا اور دوسرے کو دور سے پکارنا درست نہین اسواسطے شبہہ کا مقام تھا
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دور سے پکار کے کہنا کہ السلام علیکم ایہا النبی والسلام علیکم
یارسول اللہ بہی شاید منع ہو سو حضرت نے اِسکو بیان کردیا کہ اللہ تعالے کے فرشتے زمین

پر اترتے اور سیر کرتے پہرتے ہین میری امت کا سلام پہنچا دیتے ہین اس مضمون کی کئی حدیث
مشکوۃ وغیرہ حدیث کی کتابون مین موجود ہین اور یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے
خاص ہے اور یہ خطاب کرکے پکارنا ویسا ٹھہرا جیسا کہ خط مین خطاب کرتے ہین اور اس خطاب
کا درست ہونا فقط صلوۃ اور سلام کے واسطے ثابت ہوا ہے دوسری بات کے واسطے ثابت
نہوا اور دوسرون کے واسطے غائب ہونے کے صورت مین مطلق خطاب درست نہین زندے
ہون یا مردے کیونکہ آیت حدیث فقہ عقائد تصوف کہین سے یہ بات ثابت نہین اور تصوف
کی کتابون مین یہہ قاعدہ کلیہ مقرر ہے کہ جو حال کہ اُسکے گواہی قرآن اور حدیث نہ دیوے
سو باطل ہے یہ مضمون عوارف کے چوتھے باب کے آخر مین موجود ہے اور نوین باب
مین فرمایا ہے اور حقیقت اور حال اور چال کہ اُسکو شریعت رد کرے سو زندقہ یعنے کفر ہے
تو جو شخص یہہ دعوی کرے کہ میرا غائب مرید جب مجھسے دور سے کچھ پوچھنے چاہتا ہے تب
مجکو معلوم ہوجاتا ہے تو وہ شخص صوفی نہین اور اس ملک مین سنا ہے کہ کسی شخص نے کسی شخص
سے پوچھا کہ طالب جب اپنے مرشد کے غائب ہونے مین مرشد کے طرف متوجہ ہوتا ہے تب
مرشد کو کسطرح دریافت ہوتا ہے تب اُسنے جواب دیا کہ ایک وقت میری چھاتی مین کچھ سرسراہٹ
معلوم ہوی عورتون کو چھاتی مین دودھ اُترنے سے شاید ویسا ہی معلوم ہوتا ہوگا تب مین
نے معلوم کیا کہ شاید کوی طالب میری طرف متوجہ ہوا ہے سو یہ بات لڑکا کا پھسلانے کی ہے
اور یہہ ویسی ہی بات ہے جیسا کہ عورتین فواق یعنے ہچکی آنے سے کہتی ہین کہ کسی نے
یاد کیا غرض حضرات صوفیہ کے نزدیک ایسی واہی اور بے دلیل بات کا اعتبار نہین اُنکا
طریقہ شیر وشکر کے طرح حدیث سے ملا ہوا ہے جیسا کہ آگے چل کے معلوم ہوگا انشاء اللہ تعالے
بس توجہ دینے کا طریق جو کارآمدنی تھا سو ہمنے قول الجمیل سے لکھا اور باقی تصرفات حضرات
نقشبندیہ کے جو مذکور ہوئے سو جسکو اِسکا طریقہ دریافت کرنا منظور ہو سو قول الجمیل
مین دیکھ لے ؎

آٹھوین فصل اُن گیارہ لفظون کے بیان مین جن پر نقشبندیہ طریقہ کی بنا ہے

نقشبندیہ بزرگون کی اصطلاح مین کئی لفظین ہین کہ اُن پر اُنکی طریقہ کی بنا اور نیون سو نہین سے اپنے مضمون سے اشارہ ہے اُنکے اشتغال کے طرف اور بعضے مضمون سے اشارہ ہے اُنکی اشتغال کی تاثیر کی شرط پر کہ اس مضمون سے اس شغال مین تاثیر ہوگی سو اُن لفظون کو چونکہ سب طرحکی ذکر اور مراقبہ مین کام آتی ہین اسواسطے ہم اُن لفظون کو قول الجمیل سے شرح کے ساتہہ لکھتے ہین وہ یہ ہین ہوش دردم نظر بر قدم سفر در وطن خلوت در انجمن یاد کرد بازگشت نگہداشت یادداشت سو یہ آٹھو لفظین حضرت خواجہ عبدالخالق غجدانی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہین اور بعد اُنکے تین لفظین منقول ہین حضرت خواجہ محمد نقشبند بخاری رضی اللہ عنہ سے وہ لفظین یہ ہین وقوف زمانی وقوف قلبی وقوف عددی نقشبند کمخاب باف کہتے ہین خواجہ محمد نقشبند اور اُنکے باپ یہی پیشہ کرتے تھے اب سب لفظون کے معنی سنو ہوش دردم کے معنے یہ ہین کہ ہر سانس مین جاگتے رہنا سو ہمیشہ جاگنے والا رہے اور ہر سانس مین اپنی جان کی تلاش مین رہے کہ کیا وہ غافل ہے یا ذاکر یعنے اللہ تعالیٰ کو اسدم بھولا ہے یا کہ یاد رکھتا ہے یہ سانس غفلت مین گذری یا حضوری مین گناہ مین گذری یا طاعت مین اور ہوش دردم کو محاسبہ کہتے ہین اور یہ راہ ہے آہستہ آہستہ پہنچنے کی ہمیشہ کی حضوری کے مقام تک یعنے اس شغل سے برابر اسکو یاد رہیگا کہ اللہ میرے پاس ہے اور یہ ہر سانس مین اپنی جان کی تلاش مین رہنا مبتدی یعنے نوسکھہ کے واسطے اور میانہ آدمی اپنی جان کی تلاش کرے کچھہ دیری کے بعد مثلاً ایک ایک گھنٹے کے بعد تلاش کرے کہ اُسپر غفلت آئی ہے یا نہین پھر اگر غفلت آئی ہو تو استغفار کرے اور آیندہ کو اُس غفلت کے چھوڑنے کا ارادہ کرے اور اسیطرح کرتا رہے یہان تک کہ اس مرتبہ کو پہنچ جاوے کہ ہر وقت برابر اُس سبحانہ کی حضوری اسکو یاد رہے اور یہ دیری کے بعد تلاش کرنا جو ہے اسیکو وقوف زمانی

کہتے ہیں حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند نے جب دیکھا کہ ہر سانس میں علم کے علم کیطرف متوجہ ہونا یعنے حضوری کے جاننے اور خیال کو ہر سانس میں جاننا کہ مجھکو اُسکی حضوری کا علم اور خیال ہے یا نہیں میانے آدمی کے حال کو پریشان کرتا ہے کیونکہ اُسکے مناسب تو استغراق توجہ الی اللہ میں ہے اسطرحپر کہ اُسکو بس توجہ الی اللہ کا علم بہی آڑ نہ پڑے اور گھنٹے گھنٹے کے بعد اگر اس متوجہ ہونیکو جانے گا تو اسمین اُسکو کچہہ پریشانی نہوگی اور ہوش دردم کا شغل کامل ہونے سے بصیرت حاصل ہوتی ہے اور بصیرت کے معنے آگے بیان کرینگے انشاء اللہ تعالی اور (نظر بر قدم) کہ یہہ معنے ہین کہ سالک یعنے اللہ کی محبت کی راہ چلنے والے پر یہہ واجب ہے کہ اپنے چلنے کیوقت نہ دیکھے مگر اپنا قدم اور اپنے بیٹھنے کیوقت نہ دیکھے مگر اپنے سامنے کیونکہ مختلف نقشون کی طرف عجیب رنگون کی طرف دیکھنا اُسکے حال کو خراب کرتا ہے اور جو اُسکی راہ ہے اُسسے باز رکھتا ہے اور یہہ دیکھنا لوگون کی آوازون اور باتون کے سننے کے حکم مین ہے اور یہہ بات مبتدی کے واسطے ہے لیکن منتہی جو ہے سو اُسپر یہہ واجب ہے کہ وہ اپنے حال مین تامل اور غور کرے کہ وہ کسی نبی کے قدم پر ہے کیونکہ بعضے اولیاء لوگ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پر ہوتے ہین اور اُن مین سارے کمال پورے پورے جمع ہوتے ہین اور بعضے اولیاء لوگ موسی علیہ السلام کے قدم پر ہوتے ہین خلاصہ یہہ کہ جو شخص جس نبی کے قدم پر ہوتا ہے اُسمین اس نبی کی خصلت اور چال کا پرتو ہوتا ہے مثلاً حضرت موسی علیہ السلام کے قدم پر جو ہوگا اُسکو اللہ تعالی پر اسقدر توکل ہوگا کہ ذرا ذرا سی بات کو اُس سبحانہ سے سوال کرے گا اور جو شخص حضرت ابراہیم خلیل الرحمن علیہ السلام کے قدم پر ہوگا اللہ تعالی پر اسقدر توکل ہوگا کہ بڑی سے بڑی حاجت کے وقت بہی سوال نکرے گا اور سمجھے گا حَسْبِي مِنْ سُؤَالِي عِلْمُهُ بِحَالِي یعنے میرا سوال بہی بس ہے کہ میرے حال کی میرے رب کو خبر ہے علی ہذا القیاس سو جسکے قدم پر یہہ ہے جب اُسکو پہچانا تب چاہیئے کہ اُسکا سارا احوال اور سارے عمل اور کام اُسکے حال کے موافق ہوں جسکے قدم پر یہہ ہے اور (سفر در وطن) کے یہہ معنے ہین کہ صفات بشریت خسیس اور

بری ہی اُسے انتقال اور کوچ کرے فرشتون کی صفات کیطرف جو بہت عمدہ اور بہتر ہے اور آدمی کی
نیک صفات اور چال کو فضیلہ کہتے ہین اور خسیس اور بری صفات اور چال کو رذیلہ کہتے ہین
اور وے دس ہین اور سب اس رباعی مین جمع ہین۔ **رباعی**

خواہی کہ شود دل تو چون آئینہ	ده چیز برون کن از درون سینہ
حرص طمع و بخل و حرام و غیبت	کذب و حسد و کبر و ریا و کینہ

سو واجب ہے سالک پر کہ اپنی جان کی تلاش مین رہکر کیا اُسمین محبت خلق کی کچھہ باقی ہے یا نہین عجب دریافت کری کہ اُسمین کسیقدر یہ محبت باقی ہے یعنے خلق کی محبت اسطور کہ ہو کہ اللہ تعالے کی محبت پر غالب ہو اور بال بچون کی اور صحابہ کی اور خلفاء راشدین اور مجتہدین شریعت اور پیران طریقت اور علماء اور صلحاء اور اپنے مرشد کی محبت جو ہے سو اللہ کے حکم سے ہوتی ہے اور اللہ تعالی کی محبت کے سبب سے ہے سو بھی اللہ تعالی کی محبت اس مذکور محبت پر غالب رہتی ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت جو اللہ تعالی کے جمال اور احسان کے آئینے ہین حقیقت مین اللہ تعالی کی دوستی اور محبت ہے سو جب کسی مخلوق کی محبت اللہ سبحانہ کی محبت پر غالب پاوے یا کسی فعل بد کی محبت دل مین پاوے تب سر نو توبہ کرے اور جانے کہ ابھی اُسکا عیب سے بعد اسکے کہے لا الٰہ الا اللہ یعنے اپنے دل سے فلانی چیز کو مین نے مٹا دیا اور اُسکے مقام مین اللہ کی محبت کو مین نے ثابت اور قائم کیا اور تلاش اسواسطے ہے کہ محبت کی رگین دل کے اندر بہت سی ہین چھپی ہوئی اُسکا نکالنا ممکن نہین مگر بڑی تلاش کے ساتھہ اور واجب ہے سالک پر کہ یہ تلاش کرے کہ اُسکے دل مین کسیکی حسد یا کینہ ہے یا کسی پر اعتراض ہے یا نہین سو اگر ان چیزون مین سے کچھہ پاوے تو اُسکو بھی لا الٰہ الا اللہ کو ہمیشہ کہتے کہتے توڑ ڈالے اور خلوت در انجمن کے یہ معنی ہین کہ اپنے دل سے حق مین مشغول رہے ساری احوال مین پڑھاتی اور بات کرتے اور خریدتے بیچتے اور کھاتے پیتے اور چلتے بیٹھتے وقت سو واجب ہے یہہ کہ سالک حاصل کرے حق کیطرف متوجہ ہونے کا ملکہ سب کامون مین عین مشغول ہونیکے وقت حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند نے کہا کہ اسی بات کیطرف اشارہ ہے اللہ تعالی کے اِس قول مین

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وے مرد کہ نہین غافل ہوتے سودا کرنے مین نہ بیچنے مین اللہ کی یاد سے یہ آیت سورۂ نور مین ہے بلکہ حق یہ ہے کہ فقیر کی وضع اور لباس کو اختیار کرکے ہمیشہ دل کو اللہ مین لگائے رہنا اسمین اکثر شبہہ ہوتا ہے ریا اور نمود کا سو بہتر یہہ ہی کہ وضع ہو وضع علم اور دیانت کی اور عبادتون مین محنت کرنے کی اور دل ہو ہمیشہ حق کے ساتھ حضرت خواجہ علی رامیتنی نے اِسی مضمون کو فارسی مین کہا ہے۔

بیت

از درون شو آشنا و از برون بیگانہ وش	این چنین زیبا روش کم می بود اندر جہان

اور یاد کرد کے یہ معنے ہین کہ اللہ تعالی کو یاد کرے نفی اثبات کے ساتھ یعنے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے ساتھ یا نرے اثبات کے ساتھ یعنے لفظ اللہ کے ساتھ یاد کرد سے یہہ مراد ہی کہ جو ذکر مرشد سے سیکھا ہے اسکو ہمیشہ تکرار کرتا رہے یہان تک کہ حق جل شانہ کی ساتھ کہ دل ہمیشہ حضرت حق کے ساتھ حاضر رہے بوصف محبت اور تعظیم کے اسواسطے کہ ذکر اور یاد دفع غفلت کا نام ہے اور (بازگشت) کے معنے یہ ہین کہ جب ذکر کرنے بیٹھے تو ذکر کی ہر نشست کے ایک ٹکڑے کے بعد تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ مناجات کے طرف رجوع کرے مثلاً ایک گھنٹے یا ایک پہر ذکر کرے گا تو اُس مین تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ ذکر کو موقوف کرکے مناجات کرے اِسطور سے کہ دعا کرے اللہ عزوجل سے اپنے دل کے سارے ارادے سے یَا رَبِّ اَنْتَ مَقْصُوْدِیْ تَرَکْتُ دُنْیَا وَالْاٰخِرَۃَ لَکَ اَتْمِمْ عَلَیَّ نِعْمَتَکَ وَارْزُقْنِیْ وُصُوْلَکَ التَّامَّ۔ اَی پروردگار تو ہی میرا مقصود ہے اور تیری رضا میرا مطلوب مین نے چھوڑا دنیا اور آخرت کو تیرے واسطے تمام اور پوری کر اپنی نعمت کو میرے اوپر اور میرے نصیب کر اپنا پورا ملنا حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ قول الجمیل مین فرماتے ہین کہ مین نے اپنے باپ قدس سرہ کو سنا کہ وے فرماتے تھے کہ ذکر مین یہ بڑی شرط ہے سالک کو مناسب نہین کہ اِسی غفلت کرے اسواسطے کہ ہمنے جو پایا ہے سو اِسی مناجات کی برکت سے پایا اِس خاکسار نے آزمایا ہے مبتدی کو آنکھ بند کرنے سے اِس مناجات مین غور کرنا آسان معلوم ہوتا ہے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ العزیز نے اِس مضمون پر حاشیہ

لکھا ہی وہ بہت مفید ہے وہ یہ ہے ذاکر جب کلمہ طیبہ کو دل سے کہے تو اُسکے بعد اسیطرح کہے یعنے جیسا
کہ اوپر دعا مذکور ہوئی ہے کہ الٰہی تو ہی میرا مقصود ہے اور تیری رضا میرا مطلوب ہے یعنے اس ذکر سے
تو ہی مقصود ہے اسواسطے کہ یہ کلمہ ہر نیک اور بد خیالات کو مٹاتا ہے تو دمبدم اخلاص تازہ کرکے
ذکر کو خالص کرنا چاہیئے تاکہ باطن ماسوای حق سے صاف ہوجاوے اور اگر ذاکر ایسا اخلاص
نپاوے تو دعائے مذکور کو بطریق تقلید مرشد کے کیا کرے تو مرشد کی برکت سے اُسکو انشاء اللہ تعالیٰ
اخلاص حاصل ہوجاویگا اور بازگشت سے اخلاص حاصل کرنا اسواسطے ذکر مین شرط عظیم ٹھہرا کہ
ذاکر کے دل مین وسوسہ آتا ہے سرور خاطر سے یعنے اُسکو ذکر کرنے سے جو سرور حاصل ہوتا ہے
تو اُسپر مغرور ہوجاتا ہے اور اُسیکو مقصود ذکر قرار دیتا ہے حالانکہ اُسکے حق مین یہ زہر سے
زیادہ مضر ہے انتہی اور (نگہداشت) کے یہ معنے ہین کہ دل کے خطرون اور جی کے وسوسون کو
کھدیڑے اور دور کرے اور نکال پھینکے تو بس مناسب ہے کہ سالک جاگتے رہے اور اپنے
دل مین کوئی خطرہ نہ چھوڑے سبکو نکال پھینکے حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند نے کہا کہ
مناسب ہی کہ سالک اُس خطرے کو پہلے ہی شروع مین جب وہ ظاہر ہونے لگے تب روکے اسواسطے
کہ جب وہ خطرہ اور خیال ظاہر ہوتا ہے تب جی اُسکی طرف جھکتا ہے اور وہ خطرہ جی مین اثر
کرتا ہے تب پھر اُسکا نکلنا مشکل ہوتا ہے سو یہ راہ ہی خطرون اور وسواسون سے ذہن کے خالی
کرنے کا بلکہ حاصل کرنے کی اور (یادداشت) کے یہ معنے ہین کہ صرف واجب الوجود کی حقیقت کیطرف
یعنے اُس ذات مقدس کے طرف جو اللہ کی لفظ سے ہر کوئی بوجہ جاتا ہے متوجہ ہو اور یہ متوجہ
ہونا لفظون اور سارے خیالات سے خالی ہو اور حق یہ ہے کہ یہ مضمون درست نہین ہوتا ہی
مگر پورے فناء اور پورے بقاء کے بعد یعنے فنا اور بقاء کا مقام حاصل ہونیکے بعد یہ مضمون
درست ہوتا ہے اور نفی کے شغل مین جو شغل یادداشت کا ملانا ہوتا ہے سو یہی یادداشت ہے
اور (وقوف زمانی) کے معنے ہوش دردم کے معنے مین لکھ چکے اور (وقوف عددی) کے یہ
معنے ہین کہ نفی اثبات کی ذکر مین طاق عدد کا لحاظ رکھے اور نفی اثبات کے ذکر کا طریقہ یہ

طریقہ کی ذکر مین لکھینگے اور طاق عددوں میں خاصیت عجیب ہے باطن کے گرم کرنے اور دل کا قصد
جمع کرنے اور عشق کے اُبھڑنے اور نفس کے وسواس اور خیالات کے دور کرنے مین اور رد قوت
قلبی کے یہہ معنے ہین کہ قلب کیطرف توجہ رکھے یعنے قلب کو جو اللہ تعالی انے بائین چھاتی کے
نیچے رکھا ہے اُسکی طرف متوجہ ہو اور اُسکی صفائی مین کوشش کرے اور حدیث شریف سے
ثابت ہے کہ دل کی صفائی اللہ تعالی کی ذکر سے ہوتی ہے اور دل کیطرف متوجہ ہونے مین
یہ حکمت ہے کہ آدمی کو اللہ تعالے نے اسطور پر پیدا کیا ہے کہ جہتون کیطرف اور آوازون
کے سننے کیطرف متوجہ رہتا ہے اور یہ کہ اُسکے جی مین باتین اور خطرے پھرتے رہتے ہین
سو اِس متوجہ رہنے کو اسواسطے مقرر کیا ہے کہ فقط ایک دل کی طرف خیال رہے اور بہت سے
خیالات باہر سے نہ آنے پاوین اور بہت سے خیالات کو چھوڑکے ایک طرف متوجہ ہونے کا
ڈھب آجاوے تاکہ اِس سیڑھی سے اللہ تعالے کیطرف متوجہ ہونیکے کوٹھے پر پہنچے یعنے
دل کیطرف متوجہ ہونیکو چھوڑکے صرف اللہ کیطرف متوجہ ہو جاوے

نوین فصل مراقبہ کے بیان مین

حضرات صوفیہ کی اصطلاح مین مراقبہ کہتے ہین غور اور تصور کو جیسا کہ مقدمہ مین مذکور ہوا
اور قول الجمیل کے حاشیہ مین مصنف رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے کہ حقیقت مراقبہ کی یہ ہے
کہ قوت ادراکیہ یعنے دریافت کرنے والی اپنے سارے منہہ سے متوجہ ہو جاوے حضرت حق
کی صفات کی طرف یا جسم سے روح کے جدا ہونے کی حالت کیطرف یا مثل اِسکے دوسری
چیز کیطرف اِس طور سے کہ عقل اور وہم اور خیال اور سارے حواس اُس متوجہ ہونے کے تابع
ہو جاوین اور جو چیز محسوس نہین ہے سو بجائے محسوس کے معلوم ہوا انتہی محسوس کہتے ہین
اُس چیز کو جو حواس خمسہ یعنے سامعہ باصرہ شامہ ذائقہ لامسہ سے دریافت ہو اور غیر محسوس وہ
جو اِن پانچون سے دریافت نہو مثلاً جسطرح سے موت محسوس چیز نہین ہے جب آنکھہ بند کرکے

کوئی تصور کرتا ہے کہ میری روح نکل گئی اور کھلی رہ گئی ہے اور منہ کہلا رہگیا ہے تب اُسکو موت ایک
طور سے بجائے محسوس کے معلوم ہوتی ہے جب یہ بات سمجھہ مین آگئی اور خوب ذہن نشین ہوگئی تو اب
ہر طرحکا مراقبہ کرنا انشاء اللہ تعالی آسان معلوم ہوگا خواہ اللہ تعالی کی حضوری اور قرب اور معیت
کا مراقبہ ہو یا نفی اور یاد داشت کا یا اللہ تعالی کی وحدانیت یا صمدیت وغیرہ کا سبکا طور یہی ہے
اور مراقبہ کی حقیقت کا یہ بیان سب طریقون کے موافق ہے جس طریقہ کا مرشد جو مراقبہ تعلیم کرے گا
اُسکی حقیقت یہی ہے اور جو بعضے نادان کہتے ہین کہ جیز کی صورت نہین دیکھا اُسکا کسطرح تصور اور
خیال کرین سو اُنکا جواب بھی ہوگیا اور لوگون کا تصور محسوس چیزون مین اور اس مراقبہ مین جو ہے
سو اُنکا فرق ظاہر ہوگیا اور مراقبہ کی حقیقت خوب سمجھہ مین آجانے کیواسطے امام قشیری کے
رسالہ کا مضمون یہی کافی ہے اُس رسالہ مین لکھا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کسی سفر مین تھے
سو ایک لڑکے کو دیکھا بکری چراتے تب اُسنے کہا اِن مین سے ایک بکری بیچیگا تب اُسنے کہا کہ
یہ بکری میری نہین ہے تب ابن عمر نے کہا کہ اسکے مالک سے کہنا کہ اُن مین سے ایک بکری کو بھیڑیا
لیگیا تب لڑکے نے کہا فَاَینَ اللّٰہ یعنے پھر اللہ کہان گیا سو ابن عمر اِس قصے کے بعد ایک مدت
تک کہا کرتے تھے کہ اُس لڑکے نے کہا پھر کہان گیا اللہ یعنے اُس لڑکے کو جو اللہ کے
پاس اور ساتھہ موجود ہونے کا مراقبہ کامل حاصل تھا اِس سبب سے حضرت ابن عمر کو اُسکی بات مین
بڑی تاثیر معلوم ہوئی اور اُسکے کہنے مین بڑی لذت پایا اُسی لذت کے سبب سے اُسبات کو بار
بار کہا کرتے تھے اور اُسی رسالہ مین ہے کہ مشایخون مین سے ایک شخص تھے کہ اُنکے تلمیذ اور مرید
بہت سے تھے اُن مین سے ایک کی طرف تخصیص کے ساتھہ متوجہ ہوتے تھے اور بہ نسبت اوروں کے
اُسپر زیادہ توجہ کیا کرتے تھے تب لوگون نے اِسکا سبب پوچھا تب شیخ نے کہا کہ اِسکا سبب
مین تم لوگون پر ظاہر کردیتا ہون تب اپنے ہر مریدون کو ایک ایک چڑیا دیا اور ہر ایک
کو کہدیا کہ اسکو وہان ذبح کر جہان کوئی نہ دیکھے اور اِس مرید کو بھی ایک چڑیا دیا پھر سب چلے
گئے اور سب کے سب چڑیا ذبح کئے ہوئے پھر شیخ کے پاس آئے اور یہ مرید جیتی ہوئی چڑیا

لایا تب شیخ نے کہا کہ اسکو کیون نہ ذبح کیا تب اُسنے کہا کہ آپ نے مجھکو حکم دیا تھا کہ مین اُسکو ایسے
مکان مین ذبح کرون کہ اُسکو کوئی نہ دیکھے سو مین نے ایسا مکان نہ پایا جہان کوئی نہ دیکھے تب
شیخ نے لوگون سے کہا کہ اسی سبب سے مین اُسپر تخصیص کے ساتھ توجہ کرتا ہون (**فائدہ**) اب ایک
مراقبہ قول الجمیل سے ہم لکھتے ہین اسی طور پر سب مراقبہ کو قیاس کرے سو اُسکا بیان یہہ ہے کہ
ناف کے تلے دم کو آسانی کے ساتھ بند کرے یعنے جیسا کہ غور کرنے مین ہوتا ہے اُسی طرح سے سانس
کو نرمی کے ساتھ بند کرے بعد اُسکے اپنے سارے ادراک سے یعنے اپنی ساری عقل سے متوجہ
ہو اُس معنی کیطرف جو نرا مجرد اور نرا بسیط ہے جسکو ہر شخص اللہ کے نام بولنے کے وقت
تصور کرتا ہے ولیکن ایسے لوگ کمتر ہین جو اس معنے مجرد بسیط کو لفظ سے خالی کر سکین یعنے
اِس لفظ کے حرف اور آواز کا خیال نہ باقی رہے بلکہ فقط اُس لفظ کے معنی کا خیال باقی رہے
یعنے اس نام والے کی ذات پاک کا خیال باقی رہ جاوے تو چاہیے کہ طالب اِسبات کی کوشش
کرے کہ اِس معنے بسیط کو الفاظ سے جدا کرے اور اِس معنی کیطرف متوجہ ہو بغیر مزحمت اور
آڑے پڑنے خطرات اور اللہ کے سوا دوسری طرف متوجہ ہونیکے جیسا کہ یادداشت کے معنے مین معلوم
ہوا الحمد للہ کہ اِس خاکسار پر یہ مراقبہ آسان ہو گیا ہی اب بعضے وقت لفظ اور حرف کا خیال مشکل معلوم
ہوتا ہی اور بعضے لوگون سے اس قسم کا اِدراک نہین ہو سکتا ہے تب بعضے مشایخ ایسے شخص کو دعا کرنیکا
حکم کرتے ہین اور اُس دعا کا یہ طریقہ ہے کہ ہمیشہ برابر دل اللہ تعالی کے جناب مین دعا کیا کرے اس
عبارت سے یَا رَبِّ اَنْتَ مَقْصُوْدِیْ قَدْ تَبَرَّاْتُ اِلَیْكَ عَنْ كُلِّ مَا سِوَاكَ - اَی پروردگار
تو ہی میرا مقصود ہے مین تیرے سوا سب سے بیزار ہو کے تیری پاس آیا اس مضمون سے اور مانند اسکی
جو مناجات ہو اُسے دعا کرے اور بعضے مشایخ ایسے شخص کو حکم کرتے ہین کہ نرے خلا یعنے خالی ہین
اور سنسان کا خیال کیا کرے جیسا کہ نفی مین ہوتا ہے یا نور بسیط یعنے نرے سادے نور کا خیال
کیا کرے تا کہ اس خیال کے کرتے کرتے طالب اُس توجہ مذکور تک پہنچ جاوے یعنے اُس معنے بسیط کو
الفاظ سے جدا کرکے اُس معنی کیطرف متوجہ ہو جاوے اور بعضے مشایخ سالک کو حکم کرتے ہین کہ

اپنے دل پر خیال کرے اِسطور پر کہ اُسپر سونے سے اللہ کا نام لکھا ہے اس مراقبہ سے بھی وہی غرض ہے
کہ سب طرف سے دل کا خیال جمع ہوکے اُس نام والے کی ذات پاک کا خیال باقی رہجاوے یہہ سب
طریق مراقبہ کا حضرات نقشبندیہ کے طریقہ کے موافق لکھا اور صراط المستقیم مین جو مراقبہ وحدانیت
کا لکھا ہے اُسسے بھی یہ بات بخوبی حاصل ہوتی ہے یعنے سب طرف سے دل کا خیال جمع ہوکے اس ذات
پاک کا خیال باقی رہ جاتا ہے وحدانیت کے مراقبہ کا طریق ذکر کی فصل مین معلوم ہوگا۔ **فائدہ**
مراقبہ قرآن کی تلاوت کا کچھہ ہدایات کے بیان مین معلوم ہوا اب کچھہ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ کی
شرح جزری اور تفسیر فتح العزیز کے موافق سنو جب قرآن کی تلاوت کرے تب دل کی حضوری
کے ساتھہ تجوید کے قاعدونکی رعایت کرکے آواز کی ترقیق اور تحزین اور تحسین کے ساتھہ عرب کے
لحن سے قرارت کرے جس مین غفلت کا دروازہ بند ہوجاوے اور دل کے خیالات دور ہوجاوین
اس حضوری کی یہہ راہ ہے کہ اپنے کان کو اپنی زبان کے پاس کرے اور اپنے دل کو اپنے کان
کے پاس اور اس مقام مین دو حال ہے پہلے یہ کہ خیال کرے کہ اللہ تعالی کے روبرو کھڑا ہوا اللہ تعالی
کے سامنے قرآن شریف پڑھتا ہے اور وہ سبحانہ وتعالی اُسے قرآن کو سنتا ہے تب اِسصورت
مین اِس شخص کا حال سوال کرنا اور بیقراری کرنا اور گریہ اور زاری اور اخلاص کے ساتھہ
دعا کرنا ہوتا ہے اور دوسرا حال یہ ہے کہ اپنے دل کی آنکھہ سے دیکھے کہ گویا کہ اُسکا رب اپنی
مہربانی کے ساتھہ اسکی طرف مخاطب ہے اور اس سے بات کرتا ہے اپنے احسان اور انعام کے
ساتھہ اور اِس شخص کا حال اِس مقام مین حیا اور تعظیم اور کان کے سنا ہوگا اور اِسکے اوپر
ایک درجہ ہے کہ اُسکا دریافت کرنا مشکل ہے ہان مگر بعضے قاریون کو آسان ہے اور وہ یہ ہے
کہ کلام مین کلام کرنیوالے کو دیکھے اور نہ اپنی طرف دیکھے اور نہ اپنی قرارت کی طرف اِس حال کا
نے جو دریافت کیا تو یہ حق الیقین کی حالت ہے جو فنا اور بقا کے بعد حاصل ہوتی ہے اور اسکی حقیقت
حال اور مقام کے بیان کی فصل مین انشاء اللہ تعالی بیان ہوگی اور عین العلم مین لکھا ہے کہ
ادنی مرتبہ قرآن کی قرارت کا یہ ہے کہ قاری اپنے دل مین سمجھے کہ ہم اللہ تعالی کے سامنے

پڑھتے ہین دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ قاری سمجھے اللہ تعالی اُسسے بات کرتا ہے یعنے وہ اللہ تعالی کا کلام اللہ تعالی اسے سنتا ہے تیسرا مرتبہ یہہ ہے کہ کلام مین کلام کرنے والے کو اور اُسکی صفات اور اُسکے افعال کو قاری دیکھے اور یہ تیسرا مرتبہ صدیقین کے واسطے ہے اور پہلا اور دوسرا مرتبہ اصحاب الیمین کیواسطے اور ان تینون کے سوا غافلون کے واسطے انتہی۔ **فائدہ**۔ صدیقین کا بیان یہ ہے تعرف مین لکھا ہے ابن عطانے کہا کہ ادنی منازل رسولون کا جو ہے سو نبیون کا اعلی مراتب ہے اور نبیون کا جو ادنی منازل ہے سو صدیقین کا اعلی مراتب ہے اور صدیقون کا جو ادنی منازل ہے سو شہدار کا اعلی مراتب ہے اور شہیدون کا جو ادنی منازل ہے سو صالحین کا اعلی مراتب ہے اور صالحین کا ادنی منازل جو ہے سو مومنین کا اعلی مراتب ہے منازل کے معنے اُترنا مرتبہ اور مراتب کے معنے چڑھنا اور ترقی کرنا مرتبہ سو خلاصہ یہ ہے کہ رسولون کا جو اُترنے سے اُترنا مرتبہ ہے سو نبیون کا چڑھنے سے چڑھنا مرتبہ ہے اسیطرح سے صدیقین اور شہدار اور صالحین اور مومنین کے مرتبہ کا حال جو مذکور ہوا سمجھو اور مراقبہ کی اصل اور دلیل حدیث جبرئیل ہے جو شروع مین مذکور ہوئی +

دسوین فصل نسبت کے معنی اور اُسکے حاصل ہونے کے بیان مین اور تینون قسم کی تجلیون اور مشاہدہ اور فنا اور بقا اور حق الیقین کی حقیقت کے بیان مین

سارے مشایخ کے طریقون کے اشغال کا انجام یہی ہے کہ اُسسے ہیئت نفسانیہ یعنے کیفیت نفسانیہ حاصل کرے جسکو حضرات صوفیہ نسبت کہتے ہین اور جب یہ نسبت حاصل ہوتی ہے تب اُسکے نور اور رقت ذوق کہتے ہین کشف مشاہدہ معاینہ سب حاصل ہوتا ہے اُسکا بیان سنو وہ یہہ ہے کہ اللہ معبود برحق کی ذات مقدس کے پتے اور نشان کیواسطے یہ لفظ مبارک اللہ کی مقرر ہے

تو بس اس لفظ کے معنے اور اِس لفظ کا مفہوم وہی ذات مقدس ہے سو یہی لفظ مبارک اللہ کا مفہوم
جو نرا مجرد اور بسیط ہے جب اُسکے طرف متوجہ رہنے کا ملکہ یعنے مشاقی نفس ناطقہ یعنے بولنے کو حاصل
ہوجاوے اور اللہ عزوجل سے ایک علاقہ لگ جاوے اور یہ علاقہ لگ جانا نفس ناطقہ کی صفت
ہوجاوے کہ اُس سے ایکدم جدا نہو سکے تب اِسی ملکہ کو نسبت کہتے ہین اسواسطے کہ نسبت کہتے ہین
ایک ملاپ اور علاقہ کو اور اِس ملکہ کا حاصل ہونا اللہ عزوجل سے ایک علاقہ پیدا ہونے کا نام ہے
اور یہ ملکہ نفس ناطقہ کو حاصل ہوتا اور اُسمین جم جاتا ہے جسطرح سے دیکھنا سننا وغیرہ صفتین آدمی
کے ساتھہ لگی رہتی ہین اُسیطرح سے یہ ملکہ نفس ناطقہ کی صفت ہوجاتا اور اُسمین ہر دم لگا رہتا ہے
اور روح الٰہی عالم امر ہے اللہ کے پاس سے اور اُسکے حکم سے اُسکی بھیجی آئی ہے اُسی روح سے
آدمی زندہ ہے اُسکی حقیقت اللہ ہی کو معلوم ہے اللہ کے طرف سے کشش اور اللہ کے طرف
کہیچ جانا اور اُس کشش کو قبول کرنا اور مشاہدہ اور حق الیقین کا حاصل کرنا اور اللہ کیطرف متوجہ
اور ٹک لگانا اُسیکو حاصل ہے اور جسکو کھانے پینے خوشی سے قوت ہوتی ہے اور بھوکھ پیاس
دکھہ غم سے کمزوری اُسکو روح طبی کہتے ہین اور طب مین اُسکی علاج اور دوا کا بیان ہے اُسیکو
روح نفسانی وغیرہ کہتے ہین اور جسطرح سے سارے حواس اور قوت روح الٰہی کی صفات اور
توابع ہین ویسا ہی روح طبی بھی اور روح اور نفس ناطقہ کا بیان اکیسوین فصل مین ہوگا انشاء اللہ
تعالیٰ اور جیسا کہ اِنسان کی آنکھہ کی بینائی کو بصارت کہتے ہین ویسا ہی اِس صفت اور ملکہ کو نفس ناطقہ
کی بصیرت بولتے ہین تو جب نفس ناطقہ کو یہ بصیرت حاصل ہوئی اور تجلیون کے دیکھنے کے قابل ہوئی
تب اُسکو ایک کیفیت اور ہیئت اور حالت اور مزہ حاصل ہوئی تو بس حضرات صوفیہ اُسیکو ہیئت نفسانیہ
اور نسبت اور سکینہ اور نور اور بصیرت کہتے ہین اور نسبت کی حقیقت یہ ہی کہ یہ نسبت ایک کیفیت اور
مزہ اور ایک حالت ہے جو نفس ناطقہ مین حلول کرتی اور گہس جاتی ہے فرشتون کی تشبیہ کے قسم سے
یعنے یہ شخص فرشتون کے مشابہ ہوجاتا ہے اور تسبیح اور اللہ کی ذکر مین فرشتون کے مانند لذت پاتا ہی
اور جیسا کہ فرشتون کو وجود کا اثر نہین ہے ویسا اِسکو اپنا بدن آڑ نہین پڑتا جیسا کہ حق الیقین کے

بیان مین معلوم ہوا اور یہ اعلی درجہ ہے یا وہ مزہ نفس ناطقہ مین گھس جاتی ہے تطلع الی الجبروت
کے قسم سے یعنے صفات آلہی کی طرف جہانکنے کے قسم سے جیساکہ وجد کے بیان مین معلوم ہوا اور اسکی
تفصیل یہ ہے کہ بندے کے اوپر بعضے وقت مین ایسی حالت طاری ہوتی ہے کہ اسوقت مین اللہ تعالی
کے جبروت یعنے افعال اور صفات قہر اور غلبہ کو جہانکنے کے طور پر دیکھتا ہی اور سناٹے مین ہوجاتا ہی
اور اسکا جی جھن سے ہوجاتا اور یہ بات ہر خاص اور عام کو کبھی کبھی ہوجاتا ہے اِس مضمون کی
شرح یہہ ہے جیساکہ اللہ تعالی نے اپنی کتاب قرآن مجید مین اپنی ذات کو اپنی ساری صفات کے
ساتھہ بیان فرمایا ہے مثلاً اپنی ذات کو فرمایا کہ اُسکے مانند اور مشابہ کوئی چیز نہین یا فرمایا کہ اسکو نہین
پاسکتی ہین آنکہین اور وہ پاسکتا ہے آنکہون کے یعنے آنکہہ مین یہ قوت نہین اُسکو دیکہے مگر جو وہ
آپ کو دکھاوے اسواسطے کہ لطیف ہے یا اپنی صفات کے اسماء مثل رزاق اور تواب اور رحمٰن
اور رحیم اور سمیع اور بصیر اور خبیر اور علیم اور قدیر اور محیی اور ممیت وغیرہ کو بیان فرمایا سو ایسا ہی
ہم ساری عام اور خاص مومن لوگ اپنے علم کی دلائل اور تحقیقات سے اُسکی ذات اور صفات
کو جیساکہ حق پہچاننے کا ہے پہچانتے ہین اور اس معرفت یعنے پہچاننے مین ہرگز شک اور
شبہ کو دخل نہین فقہ اکبر مین یہی لکہا ہے اور یہی مذہب اہل سنت وجماعت کا ہے اور اس معرفت
اور ایمان کو علم الیقین کہتے ہین اور یہ بات خوب معلوم ہے کہ علم اور دیکہنے اور کھلجانے مین
بڑا فرق ہے مثلاً اپنی جان یا موت یا دریا بھوکھہ پیاس کا علم ہر شخص کو حاصل ہے مگر اُسکی حقیقت
کسی پر کھلتی نہین ہان قہر اور غلبہ کی صفت کسی کسی وقت مین ہر مسلمان پر کھلجاتی ہے اور جب سالک
کے نفس ناطقہ کو بصیرت حاصل ہوتی ہے تب اُسکو ایسا ملکہ حاصل ہوجاتا ہے کہ اسپر دیکھنے کے
طور پر کہ گویا دیکہتا ہے اُس سبحانہ کے افعال کھلجاتے ہین اور اسکی جمالی یعنے لطف کی اور
جلالی ہے یعنے قہر کی دونون قسم کی صفات کھلجاتی ہین بعد اسکے اُسکی ذات کھلجاتی ہے اور اِس
کھلجانے کو تجلی بولتے ہین اور اِس تجلی سے جو ایمان حاصل ہوتا ہے اُسکو عین الیقین اور
حق الیقین کہتے ہین اور یہی اصل مقصود ہے اور چونکہ صفات جبروتی کا کسی کسی وقت مین

کھل جانا سکی سمجھ مین آجاتا ہے اسواسطے جو کچھ بصیرت سے سالک دیکھتا ہے اسکو قول الجمیل مین از قسم تطلع الی الجبروت فرمایا تاکہ تجلی افعال اور صفات اور ذات کو صفات جبروتی کے کھلنے پر قیاس کرین مگر یہ ملکہ راسخہ خواص کے سوا دوسرے کو نصیب نہین ہوتا اور یہ دیکھنا بصیرت سے اسطرح پر ہوتا ہے کہ جیسے شفاف اور باریک پردے کے آڑسے کوئی شخص کسی چیز کو دیکھتا ہے اسواسطے اسکو دیکھنے کے مشابہ فرمایا جیساکہ حدیث جبرئیل مین احسان کے بیان مین فرمایا اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ بندگی کرے تو اللہ کی اسطرح پر کہ گویا تو اسکو دیکھتا ہے غرض اس قسم کھل جانے کا حد و پایان نہین اور یہ کھلجانا بوادی اور طوارق سے شروع ہوتا ہے جیساکہ اسکے بیان مین معلوم ہوا اور اسکی ذات اور صفات کی حقیقت کی معرفت اور اسکا کھلجانا جیساکہ حق کھلجانا ہے کسی کو حاصل نہین بلکہ جسقدر صفائی ہوتی جاتی ہے یقین کا درجہ بڑھتا جاتا ہے کہ فقہ اکبر مین ہے کہ سارے مومن لوگ معرفت اور یقین اور توکل اور اللہ اور رسول کی محبت اور رضا اور خوف اور رجا اور ایمان مین برابر ہین اور ایمان کے سوا ان سب مذکور باتون مین درجے کا تفاوت رکھتے ہین اور درجے مین کم و بیش ہوتے ہین سواسی پورے یقین حاصل ہونے کیواسطے نسبت حاصل ہونیکی راہ تلاش کرتے ہین تو بس سارے درجات نسبت حاصل ہونے پر موقوف ہین اور نسبت کا حاصل ہونا طاعات اور طہارات اور اذکار پر موقوف ہے اور اذکار مین داخل ہے قرآن شریف کی تلاوت اور مراقبہ کیونکہ وہ بھی ذکر قلبی ہے جیساکہ قول الجمیل مین فرماتے ہین اور اس بصیرت کے حاصل کرنیکی یہ راہ ہے کہ بندہ حسب طاعات اور طہارات اور اذکار مین ہمیشہ برابر لگا رہتا ہے تب اسکو ایک صفت حاصل ہوتی جو نفس ناطقہ مین قائم رہتی ہے یعنے فرشتون کی صفت کے مشابہ ایک صفت اسکے نفس ناطقہ کو حاصل ہوتی ہے اور ایک ملکہ مضبوط صفات آلہی کیطرف جھانکنے اور متوجہ ہونے کا اسکو حاصل ہوتا ہے تب اسکے نفس ناطقہ مین اس دونون قسم کی صفت اور نسبت جم جاتی ہے اور اس ملاحظہ و توجہ کا ملکہ مضبوط اسکو حاصل ہوتا ہے تو بس اس نسبت کی دو جنسین ٹھہرین ایک تو فرشتون کی

تسبیہ کے قسم اور دوسری تطلع الی الجبروت کے قسم اور ان دونون جنس کے اندر بہت قسم کی نسبتین ہوتی
ہین اُن مین سے ایک نسبت محبت اور عشق کی ہے کہ اللہ تعالی کی حضوری کی یادداشت کے ساتھہ عارف
کے دل مین اسد تعالی کی محبت اور عشق جم جاتا ہے تو چونکہ بصیرت پر محبت کھلگئی اسواسطے یہ نسبت
محبت اور عشق کی کہلاتی اور عشق کے معنے حد سے زیادہ دوست رکھنا اور اُن مین سے ایک نسبت نفس شکنی
اور نفس کے مزون سے بیزار ہونیکی ہے کہ اللہ تعالی کی حضوری کی یادداشت کے ساتہہ عارف کا نفس بالکل
شکستہ ہوجاتا ہو اور نفس کے مزون کا خیال بالکل مٹ جاتا ہے اور اسکو نسبت اہل بیت کہتے ہین یعنے
اہل بیت کا یہی حال تہا اور اسیکو فنائے ارادہ کہتے ہین جو تجلی ذات سے حاصل ہوتا ہے جیساکہ قریب معلوم
ہوگا اور انہین سے ایک نسبت مشاہدہ کی ہے اور وہ مراد ہے حاصل ہونے ملکہ توجہ سے مجرد بسیط کیطرف
یعنے اللہ تعالی کی ذات مقدس کیطرف ہر وقت متوجہ رہنا اسی کا نام نسبت مشاہدہ ہے حاصل کلام کا یہ ہے
کہ اللہ تعالی کی حضوری کے بہت رنگ ہین باعتبار پائے جانے معنی محبت یا نفس شکنی وغیرہ کے یادداشت
کے ساتہہ سو نفس انسانی مین جس رنگ مخصوص کا ملکہ قوی قائم ہوجاتا ہے اس ملکہ کو اُسی رنگ
کی نسبت کہتے ہین اور نسبتین نہایت بکثرت ہین لیکن اور صاحب اسرار یعنے عارف سب نسبتون کو الگ
الگ پہچانتا ہے یہان تک قول الجمیل کے مضمون کی شرح ہے خلاصہ یہ کہ بصیرت پر جو بات کھل جاتی
ہے اور اسکا ملکہ ہوجاتا ہے تب وہ بصیرت اسی بات کی نسبت کہلاتی ہے مثلاً نسبت زہد اور توکل
اور تقوی کی اور رضا کی یا نسبت تجلی افعال یا صفات یا ذات کی وعلی ہذا القیاس جب یہ مضمون سمجہہ مین
آگیا کہ بصیرت سے مشاہدہ وغیرہ حاصل ہوتا ہی تو بس فرض سے لیکے مستحب تک بندگی اور طاعت مین
ہر قسم کی طہارات اور اذکار مین ہمیشہ برابر لگا رہے تاکہ بصیرت حاصل ہو اور اسی تینون باتے
نفس ناطقہ کا تزکیہ اور تجلیہ یعنے پاک صاف کرنا اور جلا دینا ہوتا ہے اور ہر قسم کی طہارات جو کہا تو
اُسکے یہ معنے ہین کہ طہارت یعنے پاک ہونے کے کئی قسم ہین پہلے پاکی نفس کی کفر اور شرک اور باطل
عقیدے اور بری نیتون اور بری خصلتون سے مثل کینہ رکھنے اور بد باطنی اور دغابازی اور
حسد اور تکبر وغیرہ کے دوسری پاکی بدن کی اور کپڑے کی نجاستون سے مثل خون پیپ غایط بول

شراب منی مذی وغیرہ کے تیسرے پاکی بدن کی حدث اور جنابت سے وضو غسل تیمم کرکے چوتھے پاکی بدن کی فضلات رستنی سے جو بدن مین زاید چیزین جمتی ہین مثل موے زہار اور بغل کے بال اور ناخن اور بدن کی میل وغیرہ کے اور جیکے داڑھی یا سر کا بال ورا ز اُسکو ہر ہفتہ مین جمعہ کے روز اُن بالون کا دھونا اور اُنہین کنگھی کرنا اور عطر ملنا سنت موکدہ ہی پانچوین پاکی مال کی زکوٰۃ اور صدقے دیکر اور اپنے مال کو حرام اور مکروہ مال ملنے سے بچاکر اور اُسکا بیان فقہ مین صاف صاف ہی اور اپنے حال مین بھی غور کرتا رہے کہ کسقدر آنکھ کھلی اور کیسی بصیرت ملی اور اُسکے کمال کی فکر مین لگا رہے یعنے جسطرح صیقل گر صیقل کرتے کرتے دیکھہ لیا کرتا ہے یہان تک کہ اُسکے خاطر خواہ صیقل اور جلا ہو جاتی ہے اِسیطرح سے طاعات اور طہارت اور اذکار مین برابر لگا رہے اور اپنے حال مین غور کرتا رہے یہ مضمون اپنے حال مین غور کرنے کا اِس ناچیز نے اپنے تجربہ سے لکھا ہے یہ بڑے کام کی بات ہی اور اپنے مرشد سے بھی حال بیان کرتا رہے اور ہمت کو بلند کرے ہمت مردان مدد خدا مشہور ہے اور جب دریافت ہو کہ ابھی تک آنکھ نہین کھلی تب غور کرے کہ طاعات طہارات اذکار کس بات مین قصور ہے جسمین قصور پاوے اُسکو بخوبی بجالاوے اِس ملک مین اِس زمانے مین لوگ پہلی طہارت یعنے نفس کی طہارت حاصل نکرنے سے اور دوسری طہارت یعنے زکوٰۃ نہ دینے اور مال کی طہارت نہ کرنے سے اس نعمت سے محروم رہتے ہین یعنے جب تک یہ سب طہارت حاصل نہوگی تب تک محروم رہینگے اور طاعت اور ذکر فائدہ نہ کریگی جیسا کہ جب تک بلی کوئے سے نہ نکال پھینکین گے تب تک ساتھ ڈول پانی کھینچنا فائدہ نکرے گا سو پہلی قسم طہارت کا حاصل ہونا نہ ہونا تو امانت ہے سالک آپ غور و انصاف کرتا رہے خصوصًا حسد اور کبر جہل مرکب کی آفت سے بچتا رہے جہل مرکب کیا ہے کہ مثلاً تصوف کے علوم سے اور اُنکی اصطلاحی باتون سے یا ذکر کے طریقہ معنے سے واقف نہین ہے اور اُسکے سیکھنے اور دریافت کرنے کا محتاج ہے مگر کسی مرشد کی خلافت رکھتا ہے اور سیکڑون آدمی اُسکے بھی مرید ہین اب اُسکو دوسرے کے پاس جانے سے عار معلوم ہوتا ہے اور مارے حسد اور تکبر کے یہ جانتا ہے کہ مجکو یہ سب معلوم ہے

اگرچہ کتاب مین لکھی باتین مجھکو معلوم ہوئین تو کیفیت اصل باتین مرشد کے توجہ سے مجھکو معلوم ہوئین
اور میرے توجہ سے لوگون کو معلوم ہو جاتی ہین اور یہ بڑی آفت ہے کہ نہین جانتا ہے اور جانتا ہی کہ مین
جانتا ہون اور جو بات کتاب مین نہین ہے اُسکو اصل بات جانتا ہے اور پانچوین قسم کی طہارت حاصل ہونا
نہونا ظاہر ہوتا ہے سو مرشد اس مقام مین ہرگز مروت اور غفلت نکرے اور جس طرح سے بن پڑے
مرید کے کونسے کی بلی نکال پھینکے اسکی یہ راہ ہے کہ مال کا فرض واجب صدقہ تو بزور مرید سے
ادا کراتا ہی ہے کچھہ نفل خرچ مین آزمادے مثل مسافر محتاج کو تھوڑا بہت دلا کے یا کسیکو قرض دلا کے
یا مسجد کی خدمت گذاری مین خرچ کرا کے آزمادے جب امتحان مین پورا اُترے تب تعلیم مین بدل متوجہ
ہو انشاء اللہ تعالی اشکل آسان بیڑا پار ہے اور آثار بہتر معلوم ہوتا ہے ہو نہار و کے چکنی بات
اور حدیث سے ثابت ہے کہ اس امت کی آزمایش مال ہے جامع ترمذی مین کعب بن عیاض سے
روایت ہے کہ اُنہنے کہا کہ سنا مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے تھے اِنَّ لِکُلِّ اُمَّةٍ فِتْنَةً
وَفِتْنَةُ اُمَّتِی الْمَالُ بیشک ہر امت کیواسطے ایک آزمایش تھی اور آزمایش میری اُمت کی مال ہے
غرض تینون بات مذکورے نسبت بلاشبہ حاصل ہوگی الحمد للہ ہمنے یہ نعمت پایا ہے تم لوگ بھی
ہمت کو بلند کرو ہوش کرو محروم نہ رہوگے پس جسکی صحبت اور تعلیم سے یہ نعمت ملی اور بصیرت
ملی اور آنکھہ کھلے وہ بڑا صاحب تاثیر ہے قول الجمیل اور عوارف سبکا مضمون ایک ہے مگر ہر ایک
کا بیان اپنے اپنے طور پر ہے اب اس مقام مین تفسیر فتح العزیز کا مضمون لکھہ کے تب کچھہ عوارف
کا مضمون لکھین تو اصل مطلب خوب سمجھہ مین آجاویگا وہ یہ ہے ایمان کا دو قسم ہے پہلا ایمان
تقلیدی یعنے اپنے مومن باپ مان وغیرہ کو دیکھہ کے بغیر تحقیق اور دلیل کے ایمان لایا دوسرا
ایمان تحقیقی یعنے تحقیق کی روسے جو ایمان حاصل ہوا پھر ایمان تحقیقی بھی دو قسم ہے پہلا استدلالی
یعنے دلیل کی روسے جو ایمان حاصل ہوا اور دوسرا کشفی یعنے اسپر اللہ تعالی نے ایمان کو کھولدیا
اور اُسکے دل مین ایمان کا نور ڈالدیا پھر ایمان استدلالی اور کشفی دونون قسم مین سے یا تو
ایک انجام رکھتا ہے یعنے اسکا ایک حد مقرر ہے کہ اُس حد سے تجاوز نہین کرتا اور یا تو انجام

نہین رکھتا اور بے حد و پایان پہر اُسمین سے جو انجام رکہتا ہے اسکو علم الیقین کہتے ہین یعنے اسکا علم
جہان تک پہنچتا ہے اور علم کی تحقیق سے جسقدر ثابت ہے وہی اُسکا حد ہے اور جو انجام نہین رکھتا
بلکہ بے حد و پایان ہے یعنے جسکو جسقدر صفائی حاصل ہوتی جاتی ہے اُسکو بقدر اُسکی صفائی کے نور
ایمان کا حاصل ہوتا جاتا ہے اور ترقی ہوتی جاتی ہے جیسا کہ حال و مقام کے بیان مین معلوم ہوگا سو
اِس قسم ایمان کا بھی دو قسم ہے یا تو مشاہدہ ہے جسکو عین الیقین کہتے ہین یعنے اس قسم کی یہ حقیقت
ہے کہ اللہ جل جلالہ کی صفات جلال اور رحمت کی بندے پر کہل جاتی ہے اسطور پر کہ گویا دیکھتا
ہے اور یا تو شہود ذاتی ہے جسکو حق الیقین کہتے ہین یعنے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کو ایمان کی آنکھ
سے دیکھنے لگتا ہے اور اسیکو معاینہ کہتے ہین اب عوارف کے مضمون کا خلاصہ سنو عوارف کے
بیسوین باب مین ہے کہ بصیرت پر اللہ تعالیٰ کے افعال کی تجلی کا ہونا یعنے افعال کا کھلجانا اور
ظاہر ہوجانا یہ اللہ تعالیٰ کی نزدیکی کا پہلا رتبہ ہے یعنے اس حال والے پر اللہ تعالیٰ کی توحید
کھلجاتی ہے کہ باوجود بہت ہونے فعلون اور فاعلون کے اس حال والے کو ایک ہی فاعل
اور ایک ہی موثر یعنے اثر ظاہر کرنیوالا کہ وہ فاعل اور موثر حقیقی کی ذات پاک ہے ہر فعل اور
جنبش اور ہر سکون مین ظاہر ہوتی ہے اُسکے بعد رتبہ مین ترقی ہوکے صفات کی تجلی ہوتی
ہے اسکے بعد رتبہ مین ترقی ہوکے ذات کی تجلی ہوتی ہے اور اِن تجلیون مین اشارہ ہے یقین کے
رتبے اور توحید کے مقامون کا کہ ایک سے ایک بڑھکے ہے اور ایک سے ایک زیادہ صاف ہے
اور تجلی کے معنے کھلجانے اور صاف صاف ظاہر ہوجانے کے ہین تجلی معنے روشنی اور چمک
کے نہین پہر تجلی افعال کی جو ہوتی ہے اس سے بہت صفائی اور کامل رضا اور تسلیم حاصل ہوتی
ہے یعنے جب ہر فعل کا موثر اُسکو سمجھا تب ہر حال مین خوش رہتا ہے اور اُسکے دل مین شکایت کا
وہم بھی نہین گذرتا اور تجلی صفات سے ہیبت اور اُنس حاصل ہوتی ہے یعنے لطف کی صفات سے جسکو صفات
جمالی کہتے ہین اُنس حاصل ہوتی ہے اور دل مین روشنی اور خوشی اور نرمی اور گناہ سے بچنے کی توفیق
اور آنکھ مین ٹھنڈک حاصل ہوتی ہے اور یہی مشاہدہ ہے جسکو عین الیقین کہتے ہین عین الیقین معنے

دیکھنا یقین کا کہ احتمال اشتباہ کا اور خیال کے غلبہ کا اور حواس کے غلطی کرنے کا نہو اور یہ کام آنکھہ کا نہین ہے بصیرت کا کام ہے اور قہر کی صفات سے جسکو صفات جلالی کہتے ہین ہیبت اور خوف اور بےچینی دل مین ایسی پیدا ہوتی ہے کہ اُسکا اثر ظاہر بدن پر معلوم ہوتی ہے مثلاً نماز مین رونا آتا ہے اور اسکو کشف کہتے ہین اور یہ بھی عین الیقین ہے اور ان دونون قسم کو بعضے مشاہدہ ہی کہتے ہین اور کشف اور مشاہدہ کا بیان قریب بارہوین فصل مین بخوبی ہوگا انشاء اللہ تعالی اور تجلی ذات سے فنا اور بقا حاصل ہوتا ہے اور کبھی اُسکو ترک الاختیار کہتے ہین اور اللہ تعالے کے فعل کے اوپر قائم رہنا فنا ہے اس فنا سے مراد لیتے ہین فنا ہوجانا بندے کے ارادے اور ہوا یعنے خواہش نفسانی کا اور بندے کا ارادہ خواہش نفسانی کے قسمون مین سے بڑا لطیف قسم ہے یعنے بندے کا ارادہ اور خواہش فنا ہوجاتا ہے اللہ کا ارادہ باقی رہتا ہے اور یہ فنا فنا ظاہری ہے لیکن فنا باطنی جو ہے سو اُسکی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالی کے شہود کے نور کی چمک کیوقت تجلی ذات مین وجود کا آثار یعنے علم اور فعل اور حس اور فہم سب محو ہوجاتا ہے اور وجود کا خیال مطلق نہین باقی رہتا جس طرح سے آفتاب طلوع ہونے سے تارے نہین نظر پڑتے اسیطرح سے اس حالت مین فقط اللہ ہی کا وجود اسکی نظر مین رہتا ہے اسیکو فنا فی اللہ اور بقا باللہ کہتے ہین اور فنا اور بقا کی حقیقت چھبیسوین فصل مین معلوم ہوگی انشاء اللہ تعالی اس مقام والے مقربین اور سابقین کہلاتے ہین اور حضرات صوفیہ کی اصطلاح مین صوفی اور یہ مقام یقین کے بڑے کامل قسمون مین سے ہے دنیا مین اور یہی شہود ذاتی ہے جسکو حق الیقین کہتے ہین اور اسیکو معاینہ کہتے ہین اور اکثر حضرات صوفیہ کے کشف بولتے ہین صفات کے کھلجانے اور مشاہدہ بولتے ہین ذات کے ظاہر ہونے کو لیکن تجلی اصل ذات کی اسطور پر کہ خود وہ ذات پاک ظاہر ہوجاوے سوای آخرت کے نہین ہوتی ہے اور یہ وہی مقام ہے کہ معراج کی رات مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نصیب ہوا یعنے آنحضرت نے اُس رات مین اللہ تعالی کی ذات کو آنکھہ کی بینائی سے بلا کیف دیکھا جیسا کہ مومن لوگ اپنی آنکھون کی بینائی سے جنت مین دیکھین گے اسواسطے کہ اس رات

کو آنحضرت عالم ملک اور ملکوت سے باہر نکل گئے تھے اور یہ دیکھنا آخرت کے حکم مین تھا اور
موسیٰ علیہ السلام کو اُس مقام سے منع کیا فرمایا کہ لَنْ تَرَانِیْ تو مجکو ہرگز نہ دیکھ سکیگا صاحب عوارف
فرماتے ہین کہ ہم جو تجلی کا بیان کر رہے ہین سو اسمین اشارہ ہے یقین حاصل ہونیکی رتبون کا اور
بصیرت سے دیکھنے کا تمام ہوا خلاصہ عوارف کے مضمون کا **فائدہ** اس بیان سے معلوم
ہوا کہ اِن مذکور تجلیون کا حاصل ہونا جو ہے سو مومن کا اصل مقصد یہی ہے اور گمان کرنا کہ اللہ سبحانہ
کی خود ذات نظر پڑتی ہے جہالت ہے وہ سبحانہ اُس سے پاک ہے کہ کوئی اسکو دیکھے گو کہ دل ہی کی آنکھ سے
ہو اور ان تینون قسم کی تجلیون سے یقین اور ایمان کامل ہوتا ہے اور اللہ سبحانہ کی طاعت مین لذت
پاتا ہے اور اُسکی ساری عبادت مثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کی عبادت کے بالذت
ادا ہوتی ہے بھلا اس سے بڑھ کے اور کیا نعمت ہوگی اور اس مقام مین سالک اپنی حال مین
غور کرتا رہے ہملوگون سے تجلی دریافت ہوتی ہے افعال کی یا صفات کی ذات کی اور اُسکی کمال
کی فکر مین لگا رہے اور فنا اور بقا کے مقام مین پہنچنے کا ارادہ رکھے مگر اِن تجلیون کے مضمون
کو مرشد سے خوب سمجھ لے اور جس مرشد کی بصیرت پر یہ تجلی ظاہر ہوئی ہوگی اسکا تعلیم کرنا
بہت مفید ہوگا تب ایسے مرشد کو کہینگے کہ اسکی نسبت بڑی قوی ہے اب ایک مضمون کا ترجمہ قول
قول الجمیل کے مضمون کا خلاصہ یاد رکھنا چاہیئے وہ یہ ہے کہ جو شخص نسبت پر ہمیشہ برابر لگا رہتا
ہے اُسکے واسطے احوال بلند ایک ایک وقت مین بار بار ہوا کرتے ہین تو چاہیئے کہ سالک اُن
حالات بلند کو غنیمت جانے اور معلوم کرے یہ حالات مذکورہ طاعات کے قبول ہونے اور طاعات
کی تاثیر نفس کے اندر اور دل کے اندر اثر کرنے کی نشانی ہین اور اُن بلند حالتون مین سے ایک
یہ ہے کہ اللہ سبحانہ کی طاعت کو اللہ کے سوا جتنے ہین سب پر اختیار اور پسند اور مقدم کرنا اور
اسپر غیرت کرنا یعنے سارے نیک اعمال اور اس سبحانہ کی فرمانبرداری اور محبت مین اسکو
غیرت اور رشک ہو یعنے اگر آپ اِن باتون کو دوسرون سے کم کرتا ہو تو اسکو غیرت معلوم ہو
اور اُن مین سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا خوف سالک پر ایسا غالب ہو کہ اُس خوف کا اثر

اسکے ظاہر بدن اور اور جوارح یعنے ساری عضوون پر ظاہر ہو مثلاً اللہ تعالی کو کہیں مکان مین یاد کرنے سے انکھون سے آنسو جاری ہو یا قبر کو دیکھہ کے آنسو جاری ہو یا نماز مین رونا آوے جیسا کہ نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک سے رونے کے سبب سے دیگ کی سی آواز سنی جاتی تھی اور ان مین سے ایک یہہ ہے نیک خواب کا دیکھنا اور نیک خواب سے یہہ مراد ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھے یا خواب مین بہشت اور دوزخ کو دیکھے یا نیک لوگون کو اور تینون کو دیکھے بعد اسکے متبرک مکانون کا خواب مین دیکھنا جیسا کہ بیت اللہ شریف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد اور بیت المقدس کا خواب مین دیکھنا بعد اسکے آیندہ کو آنیوالی چیزون کا دیکھنا اور پھیر وہ چیزین اسکے خواب کے موافق واقع ہون یا گذری زمانے مین جو باتین ہوئی ہین وہ ٹھیک ٹھیک اسکو نظر پڑین یا انوار کا دیکھنا یا مزیدار پاک ستھری چیزون کا دیکھنا جیسے خواب مین دودھ یا شہد یا گھی پینا دیکھے اور فرشتون کا دیکہنا اور اُن مین سے سچی فراست اور دل کا خیال ہے جو مطابق واقع کے ہے حدیث مین آیا ہے کہ مومن کی فراست سے ڈرتے رہو اسواسطے کہ وہ اللہ کے نور کے وسیلہ سے دیکھتا ہی فراست کے معنے یہ کہ کسی شخص مین کوئی نشان دیکھہ کے یا اسکی نظر دیکھہ کے اسکے دل کی بات اور مضمون پہچان جاوے اور اُن مین سے دعا کا قبول ہونا ہے اور اس چیز کا ظاہر ہونا جسکو اپنے دل کی کوشش سے اللہ تعالی سے طلب کرتا ہے خلاصہ کلام کا یہ ہی کہ ایسی حالات مذکورہ اور مثل اسکے جو حالات ہین سو دلالت کرتے ہین اس شخص کے ایمان صحیح ہونے پر اور اُسکی طاعات کے قبول ہونے پر اور اُسکے دل کے اندر طاعت کے نور اثر کرنے پر تو چاہیئے کہ سالک اس بات کو غنیمت جانے پہر نسبت حاصل ہونے کے بعد دوسرا عروج ہے وہ کیا ہی کہ مشاہدہ اور فنا فی اللہ اور بقاء باللہ حاصل ہوتا ہے ✤

گیارہوین فصل حضرت مرشد برحق امیر المومنین سید احمد قدس سرہ العزیز کی مجدد ہونیکی نشانی اور انکی طریقہ کا نام جو محمدیہ رکھا ہے اُسکے یہ نام رکھنے کی وجہ اور بدایات اور نہایات اور ایک فائدہ عظیمہ کے بیان مین

اب اِن باتون کو ہم چار فائدے مین بیان کرتے ہین انشاء اللہ تعالی **پہلا فائدہ** حضرت مرشد برحق کے مجدد
ہونیکی نشانی کے بیان مین مشکوۃ مصابیح مین کتاب العلم کی دوسری فصل مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے اُسنے کہا کہ بیچ اُس چیز کے کہ جانتا ہون مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ہے کہ فرمایا
آنحضرت نے اِنَّ اللہَ عَزَّ وَجَلَّ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا
رَوَاہُ اَبُوْ دَاؤُدَ۔ تحقیق اللہ عزوجل بھیجتا ہے اس امت کیواسطے سرے پر ہر سو برس کے ایسے شخص
کو کہ نیا اور تازہ کرتا ہے اُسکے واسطے دین اُسکا روایت کیا اسکو ابو داؤد نے سو مخبر صادق کی سچی
خبر بموجب ہر سو برس کے سرے پر مجدد ہوتے گئے اور دین کو تازہ کرتے گئے رحمۃ اللہ علیہم اب
اس تیرہوین سو ہجری کے سرے پر حضرت امیر المومنین سید احمد رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے اور
دین کو تازہ اور نیا کردیا اور اِس مضمون کو سارے علماے آخرت اور عارف لوگ خوب پہچانتے
ہین اور لوگون سے بیان بھی کرتے ہین مگر چند نشانیون کا ذکر کرنا اِس مقام مین ضرور ہے
تاکہ خواص اور عوام سبکے سب آگاہ ہوجاوین سو عوام کے آگاہ کرنے کا یہ مضمون ہے کہ حضرت
مرشد برحق نے اس ملک کو شرک اور کفر کی رسم اور کفار کے تہوار مین شریک ہونے اور بدعت
اور فسق و فجور سے پاک کیا اور ہر شخص کھلا کھلی دیکھتا ہے کہ حضرت سید صاحب کے ظاہر ہونے
کے وقت سے اذان اور نماز اور روزہ اور حج اور زکوۃ وغیرہ احکام شرعی خوب جاری ہوا ہے
اور جمعہ اور جماعت اور نمازیون کی کثرت ہوئی ہے اور گانون گانون شہر بشہر پرانے مسجدین
آباد ہوگئین اور نئے بن گئین ہین اور لڑکا پیدا ہونے مین اب لوگ عقیقہ کرتے اور نکاح مین
ولیمہ کرتے ہین اور ناچ باجے آتشبازی سہرہ کنگنا باندھنے وغیرہ واہیات رسمون اور
تشبیہ کفر سے کمال پرہیز کرتے ہین اور اُن کے ظاہر ہونیکے قبل یہ حال تھا کہ جب اس خاکسار
نے پانچ وقت کی اذان شروع کیا تو بعضے بعضے نادان مسلمان کہتے کہ شام صبح کی اذان سنا تھا
دن کی اذان کبھی نہ سنا تھا یہ نئی نئی بات نکلی ہے اور مسجدون کا یہ حال تھا کہ لوگ ناچ کرواتے
اور ہندوؤن کی بارات اُترتی اور شراب پیتے تھے اور اس ملک مین ایسا اندہیر ہوگیا تھا کہ

جنکو اللہ سبحانہ نے مقبول اور محفوظ بنایا تھا اُن کو چھوڑ کے ساری مرد اور عورت عوام اور خواص اہل سنت اور شیعہ اور جو قوم اشراف کہاتے تھے کھلی کھلا شرک اور کفر کی رسم مین گرفتار تھے اور ہندؤن کے تہوار دسمی ہولی دیوالی بسنت مین لوگ شریک تھے ہولی مین ناچ کر وانے ناچ دیکھنے عبیر بقہ اُڑانی رنگ ڈالنے مین مسلمان لوگ بھی شریک تھے دسمی کے روز جو کا درخت جسکو جئی کہتے ہین برہمن سے پیسا دے کے لینے اور اُسکو پگڑی مین رکھتے تھے اور اسروز کپڑا بدل کے اُن کے میلے مین جاتے تھے دیوالی مین ہندؤن کیطرح سے مکان پر سفیدی کرواتے اور چیوڑا ریوڑی مٹھائی تقسیم کرتے اور لڑکے کی سسرال مین دیوالی کی تہواری مین چیوڑا ریوڑی مٹھائی مٹی کا کھلونا بھیجتے تھے بسنت مین آم کا مول یعنے بور اور پھول کا گلدستہ مالی میراثی لاتا تھا اُسکو نیک شگون جان کے لیتے اور پیسہ دیتے تھے یہان تک کہ بعضے مقام کے مرشد گدی نشین سیکڑون آدمی کے پیر بسنت کے روز مجلس سماع کی کرتے اور پھول کا گلدستہ یا کوزہ یا خدا جانے کیا خرافات صورت بنا کے گاتے بجاتے اُس مجلس مین لاتے تھے اور وہ مرشد بسنتی کپڑا پہنتے اور بسنتی فرش بچھاتے تھے یہان تک سننے مین آیا ہے کہ حضرت مولانا محمد اسمعیل محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے انلوگون کو اس رسم سے منع کیا تھا اسپر ان لوگون نے بسنت کی درستی مین رسالہ لکھا ہے یہانتک غفلت حد کو پہونچی تھی کہ کچھ پڑھے ہوئے مسلمان ہندؤن کے تہوار بسنت کے درست ہونے مین زور مارے ہین اور باقی فسق و فجور شراب تاڑی وغیرہ نشا کی چیزون کا پینا اور حرام کامون مین گرفتار رہنا جیسا کہ جاری تھا اُسکا ذکر کرنا مکروہ معلوم ہوتا ہے اور لڑکا پیدا ہونے مین ہندؤنکی طرح سے چھٹی کرے اور نکاح مین بھی جو خرافات کرتے تھے سو کرتے تھے ناچ باجے آتشبازی وغیرہ واہیات اور سہرہ باندھنے کو ضروریات شرعی سے بڑھ کے جانتے تھے اور اُسکے خرچ کے لیئے زمین اور گانون اور حویلی کو گرو رکھتے تھے اور بعضون کی بک بھی جاتی تھی اور سہرہ کنگنا باندھنے پر ایسا اڑتے تھے کہ سہرہ کنگنا نہ باندھنے کے سبب سے حضرت سید صاحب کے ابتدا ظہور مین کتنی نسبت چھوٹ گئین تھین اور تشبیہ کفر جو لباس پہنے ڈاڑھی گھٹانے گل مونچھ بڑھانے وغیرہ مین کرتے تھے

اور شرک مین جو لوگ گرفتار تھے سو تھے یہ بڑا ظلم اور کفر رایج تھا کہ عورتین چیچک کے آزار مین
جو جو شرک کرتی تھین اور جو جو کفر کی باتین بکتی تھین اور جو جو کفر کی گیت گاتی تھین سو ذکر کے
قابل نہین اُسکا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالی اور رسول مقبول اور دین کے امام اور ولی اور شہید سب
اُس بت اور شیطان کو چیچک کیواسطے اپنے خیال مین ٹھہرالیا ہی بڑا جانتی تھین نعوذ باللہ منہا
یہان تک کہ اس مرض کے نام سے کافرون نے جو بتخانہ بنایا ہے عورتین دانت مین جوتی پکڑکے
اُس بتخانہ کیطرف جاتی تھین اور عورتین پریون کا اچھوتا ہر سال نیا دھان ہونے سے چیوڑا
گڑ کرتی تھین ہندون کے پوجے کے طور پر اسیواسطے اُسکا نام اچھوتا رکھ لیا تھا اور جو ایک
سال نہ کرتین اور لڑکے بالے بیمار ہوتے یا آنکھ اُٹھتی تو جانتین کہ یہ اچھوتا ترک ہونے کے
باعث سے ہی تب بڑی منت وزاری سے لونگ نارا اتارتین اور اچھوتے کا وعدہ کرتین
اور حقیقت مین یہ جنات پرستی تھی کیونکہ فارسی مین پری جن کو کہتے ہین سو اب آنکھ اٹھا کے
انصاف کی نگاہ سے دیکھو کہ اللہ سبحانہ نے کیسا فضل کیا ہے کہ یہ سب شرک اور کفر اور جنات
پرستی لوگون نے چھوڑ دیا اور کسیکا روان بھی میلا نہین ہوتا اور اب گانون کے لوگ
کو اسقدر ایمان حاصل ہوا ہے کہ وے سب ہنستے ہین کہ پریون کو ہمارے مرشد باندھ لے گئے اسبات
کو شیعہ سنی دونون اپنے دل مین غور کرین اور اللہ تعالی کا شکر کرین اور حضرت سید صاحب
کو اس تیرہ صدی کا مجدد جانین اور اُن کے حق مین دعا کرین اور حقیقت مین شرک اور کفر
چھڑانے مین اس ملک کے سارے لوگون کے وے مرشد ہین کوئی جانے یا نجانے مانے یا نہ مانے
اور خواص کے آگاہ کرنے کا یہ مضمون ہے کہ مرشد برحق کے ظاہر ہونے کے پہلے جنکو اللہ سبحانہ
نے محفوظ رکھا تھا اور ایسے لوگ شاذ نادر تھے اُن کے سوا عالمون کا یہہ حال تھا کہ فقہ عقائد
تفسیر سب کچھہ پڑھتے پڑھاتے تھے مگر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ایکبارگی ترک کئے
تھے اور اُنسے کوئی دینی مسائل کی نہ تحقیق کو آتا اور نہ دینی استفتا اُن کے پاس لاتا اس سبب سے
اسقدر جہالت پھیل گئی تھی کہ اُن عالمون کے وقت کے لوگون کے عمل اور عقیدے کا یہہ حال تھا

براحال تہا مختصر یہ کہ زندگی اور موت دونون خراب تھی کفن دفن کے مسئلہ سے بھی واقف نہ تھے
کفن دفن غسل مین بڑی بڑی خرابی کرتے تھے اور اسقدر جہالت چھا گئی تھی کہ جو سنی ہوتا
وہ سنی سے جو شیعہ ہوتا وہ شیعہ سے ایک بدھنے مین پانی لا کے مردے کے غسل دینے
کے واسطے پھونکوا لیتا اور بعینہ ویسا ہی حال ہو گیا تہا جیسا کہ لوگ بعضے ملک کا قصہ بیان
کرتے ہین کہ وہان کے لوگ اپنے پیر سے ذبح کی نیت اور فاتحہ چھری پر اور بالن کے چونگے
مین پھونکوا کے رکھتے ہین اور لوگ اپنے عقیدے اور مذہب سے مطلق واقف نہ تھے
اسوقت کے پکے سنی کہتے تھے کہ ہم بندے اللہ کے ہین امت محمدؐ کی دوست اہل بیت کے
ہین جب کوئی پوچھتا کہ چار یار کو کیا کہتے ہو تب وہ کہتے کہ اُن کو نہ ہم نیک کہتے نہ بد اور پکے
شیعہ لوگ کہتے کہ۔

بیت

علی اللہ از ازل گفتم	حیدریم قلندرم مستم

اور واہی تباہی قصے جسمین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اللہ ہونے یا معاذ اللہ اللہ کے بیٹے
ہونے کا مذکور ہوتا بیان کیا کرتے اور نماز روزے کا چرچا نہ تہا جو کوئی بڑا عابد ہوتا تو منہ
ہاتھ دہو کے چٹائی بچھا کے منقبت پڑھتا تھا اور جو کچھ اللہ سبحانہ سے مانگنا چاہیئے سو
اُس منقبت مین حضرت علی سے مانگتا تھا اور سوا پہر کا روزہ مشکلکشا کا بہت جاری تھا
اور کسی کو یہ خبر نہ تھی کہ یہ تو ہندؤنکی برت کی صورت ہی اور طرفہ تو یہ ہی کہ ہندؤن کیطرحسے
اُس برت مین مصری اور منقی اور بھونے ہوئے چنے سے پھر ہار بھی کرتے تھے اسکے
سوا اور بھی بہت کچھ شرک اور کفر کے کام جاری تھے کوئی کسیکو منع کرنیوالا نہ تھا جو لوگ کہ شرک
کے کام اور تعزیہ داری سے بڑا پرہیز کرتے تھے اُن کا یہ حال تھا کہ دو ایک گھڑا شربت
امام کے چوک پر بھیجوا دیتے اور اب انصاف کرو اور دلمین غور کرو کہ حضرت سید صاحب
کے ظہور کیوقت سے اب کیا حال بدل گیا ہے اور لوگ اپنے مذہب اور عقائد سے کیا واقف
ہو گئے ہین اور کیسا کیسا دینی مسائل کی تحقیق کرتے ہین اور کیسا کیسا استفتا لکھوانے

کے واسطے عالمون کے پاس لاتے ہین اور کیسے کیسے سچے فتوے تحقیق کے ساتھہ اسوقت کے علما لکھتے
ہین اور عالمون کی کتاب کا مضمون خوب سوچنے لگا اور علم الیقین کا عین الیقین ہوگیا اور طرفہ تو یہ ہی
کہ حضرت امیر المومنین سید احمد کی اس خدمت کی اجرا کیواسطے ہادی مطلق نے اپنے بہت سے بندون
کو لگا دیا ہی کہ کوئی وعظ کہہ رہا ہے کوئی دینی کتابین تصنیف کر رہا ہی کوئی اُسکو چھپوا رہا ہی یہانتک
تک ہدایت عام پھیل گئی کہ گانوُن گانوُن شہر بشہر دین پہنچ گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے زمانے کا نمونہ نظر آیا کیونکہ آنحضرت کے زمانے مین دین کے جاری ہونے کا یہی حال تھا
اور اُس جناب کے طریقہ مین بیعت کرنیکی یہہ تاثیر ہے کہ عوام لوگ زن و مرد جب فقط توبہ کے
ارادے پر اُنکے طریقہ مین داخل ہوتے ہین تو بیعت کرنے کے ساتھہ ہی ایک طرحکا تزکیہ یعنے
نفس کا پاک ہونا فی الفور حاصل ہوجاتا ہے وہ کیا ہے کہ شرک اور بدعت سے کنارہ کرتے
ہین اور جیساکہ یہ عوام ایک دم مین شرک اور بدعت سے صاف اور پاک ہوجاتے ہین ویسی
صفائی اور پاکی اُس جناب کے ظہور کے قبل کے ہر مرشدون کو بھی نہ تھی کوئی کسی بدعت
مین گرفتار تھا کوئی کسی بدعت مین گرفتار تھا کوئی کسی مین یہان تک خرابی تھی کہ بعضے لوگ
حافظ اور قاری اور مولوی اور درویش کہلاتے تھے وے تعزیہ بناتے تھے اور بعضے لوگ
بڑے بزرگ کہلاتے تھے وے تعزیہ دیکھہ کے بے اختیار روتے تھے اور اُسکی تعظیم کیواسطے
کھڑے ہوجاتے تھے اور اُن قدیم لوگون مین سے جو حضرت مرشد برحق کے ابتداء ظہور تک
باقی رہگئے تھے اور حضرت مرشد برحق کے طریقہ مین داخل ہونیکے سبب باطنی نعمتون سے تو محروم ہی رہے
تھے ظاہر مین بھی ایسا ذلیل ہوے کہ انہون کے معتقدون مین سے جو لوگ کہ حضرت مرشد کے طریقہ مین داخل
ہوئے اُنکو نصیحت کرتے اور سمجھانے لگے یہ تو عوام لوگون کا حال ہے جو صرف توبہ کرنے
کو مرید ہوتے ہین اُنکو اسقدر فائدہ ہوتا ہے عجب طرحکی تاثیر اللہ تعالی نے اس طریقہ
محمدیہ کو بخشا ہے کہ عوام الناس مین سے جو شخص اس طریقہ مین داخل ہوتا ہے وہ ایک
بارگی شرک اور بدعت اور رسوم واہیہ سے پاک ہوجاتا ہے اور خواص لوگون کو

جو فائدہ حاصل ہوتا ہے اُسکو کیا پوچھنا اور جو مرد اُس طریقہ مین داخل ہوا اور اُسکی عورت نہ داخل
ہوئی تو مرد کی ڈر سے شرک اور بدعت چھوڑ دیتی مگر چپکے چپکے سارے کام شرک اور بدعت کے
کرتی ہے اور جہان وہ بھی اس طریقہ مین داخل ہوگئی اب خوشی بخوشی سارے شرک اور بدعت
اور واہیات کو چھوڑ دیتی ہے اور جو لوگ سلوک الی اللہ کی نیت پر اُن کے طریقہ مین داخل
ہوتے ہین وے محض اللہ سبحانہ کے فضل سے ہفتہ عشرہ مین اپنے مقصد کو یا مقصد کے
قریب پہنچ جاتے ہین اور ذکر اور مراقبہ کا انجام بخوبی سمجھ جاتے ہین اور جیسا کہ اُس جناب
کے ظہور کے قبل اکثر مرشدون کے پاس لوگ برسون رہتے تھے مگر شرک مین گرفتار رہنے کے
سبب سے نفس کی طہارت حاصل نہوتی تھی اس سبب سے اُن کو نسبت حاصل نہوتی اور اصل
مقصد سے محروم رہتے بلکہ خود اُن مرشدون کا یہی حال تھا ایک بات بڑے افسوس کی
سنو کہ اس ناچیز نے سیکڑون لوگون سے جو ذکر اور شغل مین مشغول رہتے تھے ملاقات
کیا اور اُن سے بڑی تحقیق اور اعتقاد کی راہ سے پوچھا مگر کسی نے اپنے ذکر اور شغل کا
انجام نہ بتایا اور مشاہدہ کا بلکہ طوارق کا بھی اُن کے پاس پتا نہ لگا اور اُنکا ویسا ہی
حال پایا جیسے ایک شخص تالاب کا پانی پھینک رہا ہے اُس سے پوچھا کہ تو کیا کرتا ہے
کہا کہ کچھ ڈھونڈھتا ہون پھر اُس سے پوچھا کہ تو کیا ڈھونڈھتا ہے تب کہا کہ معلوم
نہین اور حضرت سید صاحب کے طریقہ والے جو محض مبتدی ہوتے ہین وہ سب بھی
ذکر اور شغل کے انجام سے بخوبی واقف ہوتے ہین اور مقصد کو جلد پہنچتے ہین اسکا یہ
سبب ہے کہ اُن کے طریقہ مین داخل ہونے کے ساتھ ہی شرک اور بدعت سے پاک
ہوجاتے ہین اب اس مقام مین حضرت مرشد برحق کی تقریر اور صراط المستقیم کی تحریر
کا جو خلاصہ ہے اُسکو ہم شرح کر کے لکھتے ہین تاکہ اُسکے دریافت کرنے سے طالب جلد مقصد کو
پہنچ جاوے اور مقصد پر پہنچنے سے جس سبب سے تاخیر ہوتی ہے اُسکو پہچان کے اسکو دفع کرے
وہ یہ ہے کہ طالب وقت کو غنیمت جان کے ذکر سے جو مثل الف بے کے ہے جلدی جلدی

گذر کے اسکے اوپر کے مقامات ہین پھر پیٹ روح کی آسودگی کے لائق توقف کرے اور اوپر کے
مقامات نفی اور نفی النفی کے شغل سے شروع ہوتے ہین اور نور کے پردون کاطے کرنا اور نسبت
بیرنگی اور مشاہدہ تک پہنچنا اور فنا اور بقا کے مقام اور حق الیقین تک پہنچنا یہ سب اوپر کے
مقامات کہلاتے ہین ایسا نکرے کہ مہینون فقط لطیفون ہی کی ذکر پر اڑا رہے اور سبب
مجکو بڑی نعمت ملی کہ میرا لطیفہ خوب جاری ہوگیا اور میرے مرشد کا بڑے زور کا توجہ
ہے کہ میرا لطیفہ جاری ہوگیا کیونکہ یہ بات نرے ناواقفونکی ہے لطیفہ تو جاری رہتا ہی ہے
اللہ سبحانہ کی قدرت سے فقط ایک حکمت اور مصلحت کیواسطے جسکا بیان ذکر کی فصل مین ہوگا
اسکے ذکر پر خبردار ہونا ہوتا ہے اگر طالب کو یہ بات سمجھادینگے کہ کامل مرشد کے توجہ کی تاثیر
سے لطیفہ جاری ہوتا ہے اور بغیر توجہ کی تاثیر کے جاری نہین ہوتا تو اگر کوئی شخص کتاب کا
مضمون دریافت کرکے اکیلے بیٹھ کے لطیفون کے ذکر کو دریافت کرنے کا ارادہ کریگا اور
بلاشبہ لطیفون کو جاری پاویگا یا کسی بدعتی یا ناواقف کے توجہ مین بیٹھے گا اور لطیفون کو
ذاکر پاویگا تو اپنے مرشد کے کامل ہونے کا اعتقاد جاتا رہے گا یا کسی جوگی کے توجہ سے
یا طبیب کے کہنے سے لطیفون کا جاری ہونا دریافت کرے گا تو سخت مشکل ہوگی اور
موجب ہلاکت کا ہوگا اور والکذب یہلک جھوٹھ ہلاک کرتا ہے اس حدیث کا مضمون
صادق آویگا غرض مرشد کے توجہ کی حاجت لطیفونکی ذکر مین تیز کا کسیقدر ہوتی ہے اور آدمی
جو اپنے لطیفونکی حرکت سے غافل ہے سو مرشد کے سمجھانے سے اسکی ذکر پر خبردار ہوجاتا اور
لذت پاتا ہے اور مرشد کے توجہ کی تاثیر اسکی روح مین پہنچتی ہے اور محبت اور شوق پیدا
ہوتا ہے ہان نفی اور نفی النفی اور نور کے پردون کے طی کرنیمین اور تجلی افعال اور صفات کے
مراقبہ مین اور فنا اور بقا کے مقام مین اور تجلی ذات کے مراقبہ مین مرشد کے توجہ اور
دعا کی اور ان مضمون کے ذہن نشین کرنیکی بڑی حاجت ہوتی ہے اور مرشد مین جس قسم کی
تاثیر ہوتی ہے ویسا طالب کو فائدہ ہوتا ہے اور جبتک ان مذکور مقامون مین کسی مرشد کی

تا ثیر محسوس نہوا ور ان مضمون کو ذہن نشین نکرے تب تک اُسکے کمال کا اعتقاد ہرگز نرکھنا
چاہیئے بلکہ اصل مقصد جو مشاہدہ سے لیکے حق الیقین تک ہی اُسکا ذہن نشین کرنا اور سمجھا دینا
اور طالب مین سمجھانیکے بعد دعا اور التجاکے ساتھ توجہ دینا تاکہ اُسکو مشاہدہ حاصل ہوجاوے
یا طوارق کے طور پر ذرا سی تجلی شروع ہوجاوے مرشد کے کمال کی نشانی ہے اور طالب جنتک
مشاہدہ کی حقیقت نہ سمجھیگا تب تک توجہ کی تاثیر نہوگی وہ کیا سمجھیگا کہ مشاہدہ کیسا ہوتا ہی غرض جو شخص کامل نہوگا وہ
شخص نہ دوسرے کو سمجھا سکیگا اور نہ اسکے توجہ مین تاثیر ہوگی اور نہ طالب لذت پاویگا
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی برکت سے صحابہ کو مشاہدہ اور حق الیقین حاصل تھا
اور وے لوگ فتوے اور مسئلے علمائے تابعین سے پوچھتے تھے اور حقائق یقین اور
دقائق معرفت کے علمائے تابعین کو تعلیم کرتے جیسا کہ اکیسوین فصل مین معلوم ہوگا اور
انھین حقائق دقائق کا بیان تصوف کی کتابون مین ہوتا ہے سو انھین باتون کو حضرت
مرشد برحق طالبون کے روبرو دن رات بیان کیا کرتے تھے اور آپ کے بیان سے طالبون
کو بڑا فائدہ ہوتا اور آپکی تعلیم اکثر بیان ہی سے ہوتی تھی اور توجہ دینے کا اشارہ اپنے
یارون کی طرف فرماتے تھے اور اُنکو اسبات کی اجازت دیتے تھے اور لوگ ایکدم میں
بہت کچھہ پالیتے تھے غرض یہ کہ اس معرفت اور مشاہدہ کے اسرار کا سمجھا دینا بڑے
مرشد کامل کا کام ہے جب تک یہ اسرار سمجھہ مین نہ آوینگے ذکر کا اور اشغال کا ثمرہ کسطرح ظاہر
ہوگا اگر ان اسرار کا بیان مفید نہوتا تو صحابہ لوگ نہ اُسکا بیان کرتے اور نہ تابعین لوگ
اُسکو سنتے جنکو اللہ تعالی نے اپنا مقبول فرمایا اور پسند کرلیا تھا اُنکی سوا اکثر وہ کاندار لوگ
کا جو مرشد کھلاتے تھے یہ حال تھا کہ صحابہ اور تابعین اور حضرات صوفیہ کے خلاف تھے
حقائق یقین کے یعنے مشاہدہ کی حقیقت اور حق الیقین کا بیان بالکل چھوڑ دیئے تھے
بلکہ لوگون کو الٹے سمجھا دیا تھا کہ اب اس زمانے مین مشاہدہ کسکو حاصل ہوتا ہے
اور چونکہ اُن کا پیر کا نام تھا اسواسطے کوئی شغل اور ذکر ناتمام یا بدعت آمیز بتادیتے تھے

اور اُس سے دل کی تسلی تو نہوتی بلکہ الٹے خفقان ہوجاتا اور اپنی نادانی اور جہالت
کی پردہ پوشی کیواسطے کہدیتے تھے کہ یہ باتین کتاب مین نہین ہین اسبات کو عالمون سے
بحث نہ کرنا عالمون نے تو شرع کا پردہ رکھنے کے اسطے فلانے فقیر کو درہ مارا اور
فلانے کی کھال کھنچوا کے بھس بھروا یا تھا بس عالمون کی بات سنکے آمنا صدقنا کہنا ہے
وہی ظاہر شرع کے مالک ہین اور اپنے حال قال پر مضبوط رہنا یہانتک کہ تصوف کی کتابون
کا مضمون سنکے یا دیکھ کے کہتے تھے کہ یہ علم تصوف ہے اس سے کیا ہوتا ہے اور یہ ایسے فساد کی بات
سمجھی کہ ایسکے دانہ تہی جو اُن کا مرید معتقد ہوتا اسی جہالت پر مرتا کیونکہ عالمون سے تحقیق
اور بحث نکرتا اور درے کی ڈر سے عالمون کی بات کو رد نہ کرتا چپ رہتا مگر اپنی بات کو
حق جانتا اسی طرح سے طرح طرح فساد کی باتین کرتے جیساکہ کچھ دیباچہ مین مذکور ہوا اور لوگون
کو برسون ایک ہی ذکر پر بھلایا کرتے تھے اور اسکا انجام نہ جانتے تھے کہ آخر کو اس سے کیا
حاصل ہوگا یہانتک کہ اکثر لوگون کے دل مین یہ بات سما گئی تھی کہ معرفت کی بات بیان کے
قابل نہین ہے معرفت کی بات اور تصوف کے علم کا سارا بیان فقط توجہ دینے سے حاصل
ہوجاتا ہے اور اس اعتقاد مین طرح طرح کے فساد تھے ایک یہ کہ تصوف کی کتاب مین جو
معرفت اور مشاہدہ اور حق الیقین کے بیان اور اوسکی فہمائش سے معمور ہین سو سب لغو
ٹھہرتین دوسرے یہ کہ چودھوین سیپارہ سورہ نحل کی آیت مین اپنے نبی کو جو رب
کی راہ پر بلانے کا حکم دیا ہے سو اُسمین یہی فرمایا ہے کہ بلا اپنے رب کی راہ پر پکی باتین
سمجھا کر اور نصیحت کر کر چنانچہ وہ آیت اکیسوین فصل مین مذکور ہوگی سو وہ مضمون بھی
برہم ہوتا تیسرے یہ کہ اگر حقیقت مشاہدہ کی نہ سمجھکے کسی شغل مین مشغول رہتا تو جب کوئی
عجائبات توحید صفاتی کے قسم سے دیکھتا تب جانتا کہ مجکو مشاہدہ حاصل ہوا اور مرشد
برحق نے ایسا طریقہ جاری کیا کہ ایک ہی روز مین لطیفون کی ذکر سے لیکے نفی تک پہنچا دے
اور مشاہدہ کا مضمون بخوبی ذہن نشین کردے چنانچہ اُن کے خلیفون اور یارون مین اب

تک یہی طریقہ جاری ہی اس خاکسار کو عارف ربانی حضرت مولانا عبد الحی محدث دہلوی قدس سرہٗ
نے شہر جونپوری کی جامع مسجد مین نقشبندیہ طریقہ کے شغل کا توجہ دے کے دو ساعت کے اندازہی
بھر مین نفی تک پہنچا دیا تھا اور حضرت مرشد برحق نے بریلی کی مسجد مین اٹھارہ روز تک طریقت
کے اسرار کو اس خاکسار کو سمجھایا اسکی برکت سے اس فقیر نے ایسا طریقہ اختیار کیا ہے کہ چار روز
مین طالب نور کے پردے بخوبی طی کرنے لگتا ہے اور دس روز مین ایسا ہوتا ہے کہ دودھ
چھڑانے کے قابل لڑکے کے مشابہ ہو جاتا ہے اور مرشد سے جدا ہونے مین اُسکو کچھ خوف
باقی نہین رہتا ہاں اگر کوئی شخص بے اعتقاد یا غبی ہوگا اُسکی بات علحدہ ہے بس خواص
لوگ اس نشانی سے حضرت مرشد برحق کو مجدد جانتے ہین اِسقدر بیان اُن کے مجدد ہونے
کی نشانی دریافت کرنے کو کفایت ہے ✱

دوسرا فائدہ حضرت مرشد کے طریقہ کا نام جو محمدیہ رکھا ہے اُسکی وجہ کے بیان مین

سو اُسکی وجہ یہ ہے کہ بعضے بعضے اولیا بعضے بعضے نبی کے قدم پر ہوتے ہین جیسا کہ آٹھوین فصل مین
نظر بر قدم کے بیان سے معلوم ہوا سو مرشد برحق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پر
تھے اسواسطے اپنے طریقہ کا نام محمدیہ رکھا اور کلکتہ مین مولوی غلام سبحان مرحوم نے حضرت
مرشد برحق سے سوال کیا تھا کہ آپ اپنے طریقہ کا نام طریقہ محمدیہ کسواسطے رکھتے ہین اور مرشد
برحق نے جو اون کو جواب دیا تھا وہ جواب بھی نظر بر قدم کی شرح ہے اُس جواب کی تقریر
کو حضرت سیّد محمد ظاہر صاحب نے لکھدیا ہے سید محمد ظاہر صاحب مرشد برحق کے اقربا
اور خلیفون مین ہین اُسوقت وے بھی سیّد صاحب کے ساتھ حاضر تھے وہ تقریر یہ ہے
آپ نے فرمایا کہ یون سمجھنا چاہیئے کہ مثلاً ایک بادشاہی ایک شہر کا اور اُس بادشاہ
کو ہر ایک صنعت اور حرفہ سے شوق ہے اس سبب سے اُس شہر کے جتنے اہل حرفہ ہین اپنی اپنی

کاریگری اور حرفہ سے اُس بادشاہ کو راضی کرتے ہین اور تقریب سلطانی اُنکو حاصل ہے
کوئی اُن مین سے ایسا ہی کہ ایک کاریگری جانتا ہے اور کوئی ایسا ہے کہ دو کاریگری جانتا
ہی اور کوئی تین کاریگری جانتا ہے وعلیٰ ہذا القیاس اور ہر ایک کو اپنی کاریگری کے موافق بادشاہ کا تقرب حاصل ہے
اور وے جتنے ہین سب کے سب اُس بادشاہ کے مقبول ہین ان مین سے کوئی شخص ایسا فرض
کیجئے کہ اسکو سب قسم کی صنعتین اور کاریگریان حاصل ہین اور وہ مقرب بادشاہ کا ہے مثلاً ایک
شخص ہے کہ وہ نقشی گری مین یکتا ہے اور تیراندازی مین نہایت چست چالاک گھوڑے
پر خوب چڑھتا ہے اور پہلوان کشتی گر بھی ہے اور سپاہی بے نظیر ہے کہ میدان مین دشمن کے
مقابلہ سے بھاگے جاتا ہی نہین اور بڑھئی کا کام بھی خوب جانتا ہے اور لوہار کا کام بھی
نہایت خوب جانتا ہے وعلیٰ ہذا القیاس جتنی کاریگریان ہین سب مین اُسکو نہایت مشاقی
اور استعداد ہے اور وہ شخص بادشاہ کے پاس ہر وقت حاضر رہتا ہے تاکہ جسوقت مین جو
کام درپیش ہو بادشاہ اُسکے ہاتھ سے وہ کام لے پس یہان سے جاننا چاہیئے کہ جتنے پیشوا اُن
اصحاب الطریقہ گذرے ہین مثل حضرت خواجہ معین الدین چشتی اور حضرت غوث الاعظم عبدالقادر
جیلانی اور حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم کے وے سب کے سب ہمارے
پیشوا ہین اور اُنہین بزرگون کے طریقہ مین مین بیعت لیتا ہون مجھکو یہ دعویٰ نہین ہے
کہ مین اُن سے افضل ہون لیکن جیسا کہ مجکو اُن لوگون کے طریقہ کے سلوک مین اللہ سبحانہ
نے استعداد عنایت کیا ہے کہ ذکر اور شغل مین مشغول رہتا ہون اور تہذیب نفس اور
تہذیب اخلاق بھی رکھتا ہون ویسا ہی اسکے سوا کچھ اور باتین سوا کچھ اور باتین کہ حق
تبارک وتعالیٰ نے اپنے پیغمبر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاص کر کے عنایت کیا
تھا اُسمین سے بھی اِس بندہ ضعیف کو تھوڑا اقتدار سا بخشتا ہے وہ کیا چیز ہے کام جہاد
ہی اور جاری کرنا حدود اور قصاص کا اور رفع کرنا شرک اور بدعت کا وعلیٰ ہذا القیاس
اور اوس سبحانہ کی عنایت سے مین اپنے اندر اِن کامون کے بجالانے کی استعداد پاتا ہون

اور اللہ جلشانہ نے جو مجکو قوت عنایت کیا ہی اُس قوت سے مین اپنے دل مین ارادہ کرتا ہون
اور دل سے اختیار چاہتا ہے کہ کافرون کے مقابلہ مین گھوڑے پر سوار ہو کے اور سلاح جنگ
شمشیر اور نیزہ اور تیر و کمان اور بندوق اور پستول باندہ کے اور زرہ اور خود اور بکھتر بدن
پر آراستہ کر کے اللہ کا کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ بلند کرنیکی نیت پر اُن
کافرون سے لڑون اور اسکی عنایتی قوت سے خندق بھی اپنے ہاتھ سے کھود سکتا ہون اور کلاڑی
لیکر لکڑیان بھی چیر سکتا ہون اور حدود اور قصاص بھی جاری کر سکتا ہون پس اس نعمت
خاص کے شوق سے اپنے طریقہ کا نام طریقہ محمدیہ رکھتا ہون کیونکہ محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اِن سب کامون کو بنفس نفیس اپنے ادا کیا ہے کتابون مین دیکھہ لو پس اُنہین
کامون پر میری ٹک لگی ہے اور وقت کو تک رہا ہون اور میرا دل اِنہین باتون کو طریقہ
محمدیہ کہتا ہے اور اِن باتون کو مضبوط پکڑنے کیواسطے میرا دل بار بار یہ بیت کہتا ہے
اور بے اختیار اکثر اوقات میری زبان پر یہ بیت جاری ہوتی ہے۔ **بیت**

مصلحت دید من آنست کہ یاران ہمہ کار	بگذارند و سر طرۂ یاری گیرند۔

اور مین انہین امور مذکور کو سر طرۂ یار سمجھتا ہون اور جتنے اصحاب الطریقہ تھے اُن
لوگون کو اور قسم کی نعمتین ملی تھین اُن سے اِن امور کی طلب نہوئی اور اُن بزرگون
مین سے کسی نے اِن کامون کو ادا نکیا اُن بزرگون نے ذکر اور شغل اور عاجزی اور
فروتنی اور نفس کی مخالفت اور انزوا اور گوشہ نشینی کو موجب رضامندی حق تبارک
و تعالی کا جانا اور مقرب جناب احدیت کے ہوئے اور اس عاجز بندے کو اُنکے طریقہ مین بیعت
ہے اور اُنکی تصوف نے مجکو یہان تک پہنچایا اُن لوگون پر ایک محو اور سکر کا اور فنا اور
عشق اور تواضع کا حال غالب تھا اس سبب سے مثلاً اگر کوئی شخص کسی چور کو حضرت خواجہ
بہاء الدین نقشبند قدس سرہ العزیز کے پاس لیجاتا کہ اِسنے چوری کیا ہے اسکے ہاتھ کاٹنے کا
کا حکم ہے اِسکا ہاتھہ آپ کاٹ ڈالیئے تو یہی فرماتے کہ بابا یہ کام ہمارا نہین ہے یہ کام امام

گنا ہے مین اُس سے بدتر ہون میرا ہاتھہ کاٹ لو مگر اُسکو چھوڑ دو یا کوئی کسی مجرم کو حضرت
خواجہ معین الدین چشتی کے پاس لیجاتا کہ اسکو سو درے مارنے کا حکم ہے آپ اسکو سو درے مارے
تو وہی بات وہ بھی فرماتے اور کہتے کہ بابا مین اس سے بد تر ہون میری پیٹھہ پر سو درے
مار لو اُسکو چھوڑ دو کیونکہ وے لوگ اِن باتون مین کمال رکھتے تھے اور دین کے پیشوا تھے
اُن کے حال کی شرح طول ہے۔ **بیت**

ہرکسی را بہر کارے ساختند	میل آن اندر دلش انداختند*

اَلعَاقِلُ تَکفِیہِ الاِشَارَۃُ حافظ شیرازی فرماتے ہین۔ **شعر**

آنکس ہست اہل بشارت کہ اشارت داند	نکتہا ہست بسے محرم اسرار کجاست

الغرض جناب سید صاحب کی تقریر سے لوگ نہایت محظوظ ہوئے اور مولوی غلام
سبحان نے فی الفور طریقہ محمدیہ مین حضرت سید صاحب کے ہاتھہ پر بیعت کیا بس اسقدر بیان
طریقہ محمدیہ کے نام رکھنے کی وجہ معلوم ہونیکی واسطے کفایت ہے اور اِس امر مذکور کا نیا
اور تازہ کر دینا بھی اُن کے مجدد ہونیکی نشانی ہے اور جس بات کی محبت اور لذت سے
اپنے طریقہ کا نام محمدیہ رکھا تہا وہ بات اللہ تعالی نے اُن کے نصیب کیا اور اُس بات
مین وہ جناب کامل اُترے رحمۃ اللہ علیہ و برکاتہ اس خاکسار کو جہاد کے میدان مین اُنکی
زیارت نصیب نہوئی مگر اُنکا لکڑی چیرنا اپنی آنکہہ سے دیکہا ہزارون دیکھنے والے اُس
جناب کے اب تک بھی موجود ہین اُن کی صورت دیکہہ کے معلوم ہوتا تھا کہ اصحاب لوگ ایسے
ہی تھے اور پیرتو محمدی ایسا ہی ہوتا ہے اور انہین کمال کے سبب سے اسوقت کے اکثر اولیاء اللہ
اُن کے طریقہ مین داخل ہوئے اور تبرکاً تجدید بیعت کی کیا اور جو اُنکو دیکہہ کے اور اُن کی
ملاقات پا کے اُنکی بیعت سے اکثر وے لوگ محروم رہنے ہونگے جن مین کوئی شیعہ بدعتی
کا باقی رہا ہوگا اور اُنکی خرق عادات اور کرامات لکھنے کی حاجت نہین اس سے بڑھ کے
کیا کرامات ہوگی کہ جان و مال سے اللہ کی راہ مین ثابت قدم فدا ہوئے اور اُن کے ساتھی

لوگ تا دم شہادت ثابت قدم رہے اور مجددی کی خدمت کو بخوبی بجالائے بعضے لوگ حسد کے سبب سے کہتے ہین کہ سکھون سے جہاد کو گئے تو وہان کیا کرامات ظاہر کیا معاذ اللہ یہ بات اُن کے ایمان کے ضعف کی نشانی ہے جہاد قائم کرنے سے بڑھ کے کون کرامت ہوگی فتح شکست اللہ سبحانہ کے اختیار مین ہے اللہ سبحانہ کا حکم بندون پر جہاد قائم کرنے کا ہے فتح کرنے اور شکست کھانے کا حکم نہین ہے یہ شیطان کا وسواس ہے اور اس سے زیادہ بڑھنے مین بہت برا ہے مومن کو لازم ہے کہ ایسے وسواس دفع کرنیکی تدبیر مین رہے اتنے بڑے عالی ہمت اور لوالعزم جہاد کے قائم کرنے والے سنت کے تابع درویش کامل شہید اکبر اولاد رسول مرشد کامل سے بے اعتقاد ہونا اور اُن سے بغض اور حسد رکھنا اچھی انشانی نہین اور محمدیہ طریقہ کے اشغال کی یہ حقیقت ہے کہ قدیم طریقون کے اشغال کو اپنے حال پر رکھ کے اُسمین کچھ ایسے مراقبے مندرج کیے ہین کہ اُس سے طریقت کا سلوک آسان ہوگیا اور مطلب جلدی ملتا ہے اور انتہا کا اثر ابتدا مین ظاہر ہوتا ہے مثلاً نقشبندیہ طریقہ کے موافق لطائف کی ذکر مین سمجھا دیا ہے کہ لطیفون کی حرکت کو اللہ کے نام پاک کی یاد سے ملی ہوئی جانے کہ اس حرکت کے ساتھ یہ لطیفہ اللہ اللہ کہتا ہے اور اُس ذکر کیوقت اس نام مقدس کے نام والے سے دلی محبت اور حضوری پیدا کرے تو یہ مراقبہ یادداشت کا جو ابتدا مین ملا دیا ہے اس سے مشاہدہ کا اثر ابتدا سے شروع ہوتا ہے جیسا کہ جب کسی مکان مین ایک وقت پانی برستا ہے تو جس مکان مین اُسوقت پانی نہین برستا اُس مکان والے اُس پانی کی ہوا پاکے دریافت کرتے ہین کہ کہین پانی برسا ہے اور اُس جناب نے صراط المستقیم مین حدیث کے مضمون اور قرآن کی آیت محکم کے مضمون کے موافق ایسے مراقبہ بیان کیا ہے کہ اُسکے سے عموماً ہر خاص و عام کو جلدی سے فائدہ ہوتا ہے اور اُن کے خلیفون کو اُس جناب کی تقریر اور اجازت اور صراط المستقیم کے مضمون سے ایسی باتین حاصل ہوگئی ہین کہ کم فرصت لوگون کو مثل دوکانداروں اور تاجرون اور کسانون اور سپاہیون کے اور مثل بادشاہون اور

امیرون اور حکومت والون کے ایک ساعت مین فائدہ ہوتا ہے اور وہ باتین سے اطالمستقیم
مین جابجا خصوصًا دوسرے باب مین موجود ہین اور اسبات کو بھی پرتو تحمدی سمجھنا چاہیئے
کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کا یہی حال تھا اور اسی سبب سے آن حضرت کی برسونکی
صحبت پانے والے اور ایک ساعت کی صحبت پانے والے سب کے سب اصحاب کہلاتے
ہین اور سب کے سب قابل اتباع اور اقتدا کے ہین اب ایک بات بڑے کام کی یاد رہے کہ
اِس طریقہ محمدیہ مین چونکہ سراسر اخلاص بھری ہے اور اخلاص نفس پر بہت سخت ہے کیونکہ خلاص
مین نفس کا کچھ حصہ نہین ہے اور اِس طریقہ والے نفس کے مخالفت اور شرع کے موافق کام
مین دن رات مشغول رہتے ہین اور مطلق بناوٹ کی بات اور چال سے علاقہ نہین رکھتے
اور دنیا دار لوگ خصوصًا اس ملک اور اِس زمانے کے لوگ بناوٹ اور مکر سے پرچے
ہین اور اِس طریقہ کے لوگون کو بناوٹ اور مکر سے اُس سبحانہ نے محفوظ رکھا ہے اس سبب سے
اس طریقہ کے کامل لوگ پہچان نہین پڑتے بلکہ وہ کامل لوگ بسبب سچی اخلاص کے اپنی
تیئن خود بھی نہین پہچانتے اور اپنے نقصان کے دفع کرنیکی تدبیر مین دن رات رہا کرتے ہین اور
یہی حال صحابہ کا تھا اس زمانے کے لوگ اگر صحابہ کو دیکھتے تو انکی چال دیکھ کے انگشت بدندان
ہوتی اور انکو نصیحت کرنے کو طیار ہوجاتے ✣

تیسرا فائدہ فائدہ عظیمہ کے بیان مین

اسبات کو خوب دل لگا کے دل کے کان سے سنو وہ بات یہ ہے کہ مرشد کی جو پہچان ہے اور مرشد سے جو فایدہ ہوتا ہے
سو ستائیسوین فصل مین معلوم ہوگا انشاءاللہ تعالےٰ اس مقام مین اوس فصل کے بعضے مضمون کا خلاصہ لکھتے
ہین وہ یہ ہے کہ سلوک کا طریقہ یون ہی جاری ہے کہ لوگ اپنے مرشد سے علوم اور
احوال سیکھتے ہین اور اُسکو دوسرون کو سکھلاتے ہین جسطرح سے اُن لوگون کو نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے صحبت کے واسطے سے انکے پاس پہنچتا ہوا چلا آیا ہے اور مرید کو صاحب کہتے

ہین یعنے صحبت اختیار کرنے والا اور جسکی صحبت اختیار کیا انکو مصحوب کہتے ہین اور وہی مرشد ہے اور جیسا کہ ولادت اور پیدایش طبعی مین بیٹا باپ کا جز اور ٹکڑا ہوتا ہے ویسا ولادت اور پیدایش معنوی اور باطنی مین مرید مرشد کا جزا ور ٹکڑا ہوتا ہے اور جیسا کہ پہلی ولادت سے مرید کو عالم ملک سے یعنے عالم ظاہر سے علاقہ ہوتا ہے ویسا دوسری ولادت سے مرید کو عالم ملکوت یعنے عالم باطن سے علاقہ حاصل ہوتا ہے اور نزالیقین حاصل ہوتا ہے اور مرشد کامل کی نظر دوا ہے اور اُسکا کلام شفا ہے سو مرشد مرید کی تعلیم کیواسطے تصوف کے علوم کی بہ باتین بیان کرتا ہے اور اُسوقت اسپر رحمت کی نگاہ سے دیکھتا ہے تو سب بات ہین اسکی دلی خواہش یہی ہوتی ہے کہ یہ باتین اس طالب کو حاصل ہوجاوین اور جو میری روح کو حاصل ہے سو اسکی روح کو حاصل ہوجاوے پس اسی کا نام توجہ ہے اور اس قسم کا توجہ توجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ اور تابعین اور مجتہدین شریعت اور طریقت کا اس اُمت مرحومہ کے حق مین ایسا ثابت اور ظاہر ہے کہ حاجت سمجھانیکی نہین ہے آنحضرت کا فرمانا اور اُس حدیث کو صحابہ اور تابعین وغیرہ راویون کا آپس مین روایت کرنا اور پیشواؤن کا اجتہاد کرنا اور اصول فقہ اور تفسیر اور حدیث اور تصوف اور فقہ کی کتابین تصنیف کرنا اس مضمون کی دلیل ہے اور آنکھہ بند کرکے توجہ دینا جو طریقت کے بزرگون سے بعضے وقت مین ہوتا ہے سو یہ بہی پہلے قسم کے توجہ کی شاخ ہے اور مرشد جو اس کے جمع ہونیکی مصلحت کیواسطے آنکھہ بند کرلیتا ہے تاکہ اپنی روح کو طالب کی روح سے ملادے جیسا کہ ساتوین فصل مین مذکور ہوا اور حقیقت مین وہی مذکور باتین منظور ہوتی ہین اسیواسطے یہ دوسرا قسم بدعت نہین مگر اس توجہ کے قبل حقائق اور دقائق معرفت کی فہمایش اور بیان ضرور ہے کیونکہ وہ اصل اور مسنون اور منقول اور یقینی ہے اور یہ دوسرا اسکے تابع اور جو کوئی حقائق یقین اور دقائق معرفت کا بیان نجانتا ہوگا اُس سے توجہ لینا کیا فائدہ اُسکی روح کو معرفت کی لذت اور علم خود حاصل نہین اسکی روح سے دوسرے کی روح مین کس بات

کی تاثیر ہوگی اور یہ بات جو بعضے کہتے ہین کہ مرشد کامل ایکدم مین ایک بات کہدیتا ہے
اور مرید اپنے مقصد کو پہنچ جاتا ہے اور اسبات مین اسکا یہ اعتقاد ہے کہ کوئی پردے
اور بھید کی ایسی بات ہے کہ وہ نہ کسی کتاب مین ہے اور نہ کسیکو معلوم ہوتی ہے ہان مرشد کامل
جو ایکدم مین ایک بات کہہ کے راہ پر کردیتا ہے سو سچ ہے مگر وہ باتین کتاب کے باہر نہین
مین انہین کتابی باتون کو وقت اور مزاج پہچان کے کامل لوگ کہہ دیتے ہین اور اُس سے
سارے روگ دفع ہوجاتے ہین کیونکہ مرشد کامل کا کلام شفا ہے یہ بات بسبب اسواسطے بیان
کیا تاکہ لوگ اپنے وہم کے تابع بنکے مرشد کامل کو چھوڑکے غیر مرشد کے دام مین نہ پھنسین کیونکہ
اِسوقت مین دین کا بادشاہ نہین ہے اور دین مین طرح طرح کے فساد نکلے ہین طالب لوگ
تصوف کی معتبر کتابون کے موافق سلوک اختیار کرین اور واہی تباہی قصہ کہانی اور جاہلون
کی بات نہ سنین اور اس وسواسی انتظار مین کہ جب ایسا مرشد کامل جسکو اپنے وہم مین ٹھہرا
لیا ہے ملیگا تب اُسسے بے محنت اور مجاہدہ کے ساری مقامات طے ہوجاوینگے سچے مرشد کامل
کے پاس رجوع کرنے سے اور علم تصوف کے بیان سنے اور یاد کرنے سے محروم نرہین اور
جیسا کہ اپنڑھے لوگ اللہ تعالی کی توفیق سے جب فرض اور مستحب عبادت ادا کرنے شروع
کرتے ہین تب فقہی عالم کے پاس حاضر ہوکے پنج وقتی نماز اور نوافل مثل تہجد اور اشراق اور
چاشت وغیرہ کے اور روزے فرض اور نفل روزے وغیرہ عبادتون کے مسئلے تحقیق کرتے ہین
اور انکی عبادت قابل قبول کے ہوتی ہے اگر عالم سے تحقیق نکرین تو انکی عبادت خراب
ہوجاوے ویساہی جب سلوک الی اللہ کیواسطے ذکر اور شغل شروع کرین تب علم تصوف کے
واقف عالم کے پاس ضرور حاضر ہوکے سلوک الی اللہ کے مسائل کی تحقیق کرین اور ہمنے بہت
آزمایا ہے کہ ناواقف مرشد کے پاس بہت روز تک لوگ بیٹھے ہین جب اُن کے حال
کی تحقیق کیا تو اونکو جیون کا تیون پایا بلکہ پہلے سے بھی انکے حال بدتر پایا اور تکبر اور
جہالت مین گرفتار دیکھا اور یہ بات خوب مشہور ہے مصرع خفتہ را خفتہ کے کند بیدار

سوتے ہوئے کو سویا ہوا کب جگا سکتا ہے غرض یہ سب مضمون جو اس عاجز نے لکھا ہے تو امر بالمعروف
اور نہی عن المنکر اور مومنوں کی خیر خواہی کی راہ سے کیونکہ اکثر لوگوں کے خیال میں یہ بات سما گئی ہے
کہ مرشد کامل جو ہوتا ہے سو بغیر سیکھنے اور دریافت کرنے علم تصوف کے اور بغیر عمل جوارح اور
مراقبہ کے ایکدم میں مقصد کو پہنچا دیتا ہے اور علم تصوف کے سارے مضمون تعلیم کر دیتا ہے
حالانکہ اس علم کے مضمون اگر پڑھانے اور سمجھانے سے سمجھ میں آجاویں تو غنیمت ہے بس
اسی وہم کے سبب سے موہوم مرشد کی تلاش میں رہتے ہیں کہیں کسی دیوانے کے جو بڑ
مارا کرتا ہے معتقد بن جاتے ہیں کہیں اس شخص کے جو کچھ بولتا نہیں معتقد بن جاتے ہیں کہیں
کسی شخص کے جو فقط کسی قسم کا ذکر تعلیم کرتا ہے اور آپ نماز کو با خشوع اور آداب کے ساتھ
نہیں ادا کرتا اور علوم تصوف اور قرآن اور حدیث کا مطلق بیان نہیں کر سکتا معتقد ہیں
جاتے ہیں اور طرفہ تو یہ ہے کہ ایسے لوگوں سے کچھ نہیں پاتے ہیں جیوں کے تیوں رہتے ہیں
مگر پھر بھی اپنے وہم کے سبب سے ایسے ہی لوگوں کی معتقد رہتے ہیں اور سچے لوگوں کی صحبت سے
دور رہتے ہیں باوجودیکہ فرمایا اللہ سبحانہ نے گیارہویں سپارہ سورہ توبہ میں یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ۔ اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے اور ہو ساتھ سچوں کے
اور علوم تصوف کے سننے اور سیکھنے کا مطلق شوق نہیں رکھتے اور یہ بڑی بیماری ہلاک کرنے
والی ہے اور اکثر لوگ اس بیماری کو نہیں پہچانتے سو اب یہ خاکسار دینی بھائیوں کی محبت کے
جوش سے بڑا ہی فائدہ عظیمہ بیان کر کے سلوک الی اللہ کا طریقہ ترتیب کے ساتھ بہت
سہل اور آسان کر کے انشاء اللہ تعالیٰ بیان کرتا ہے وہ فائدہ عظیمہ یہ ہے دل کے کان سے
سنو پہلے ہم اس مقام میں عین العلم کے مضمون کا خلاصہ لکھتے ہیں اس کا سب مضمون لکھنا بہت
طول ہوگا اور اس مقام میں فقط خلاصہ کا سمجھنا کفایت کرے گا سنو عین العلم میں فرماتے
ہیں فرمایا اللہ تعالیٰ نے ستائیسویں سپارہ سورہ ذاریات میں وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ
وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ ۝ اور میں نے جو بنائے جن اور آدمی سو اپنی بندگی کو۔ اور وہ

عبادت جسکا ذکر اس آیت مین ہے کئی قسم ہے پہلی قسم نماز ہے حدیث مین وارد ہوا ہے کہ اللہ
تعالی نے اپنے خلق پر توحید قبول کرنے کے بعد فرض نہ کیا کوئی ایسا فرض کہ نماز سے زیادہ
اُسکے نزدیک پیارا ہو دوسری قسم قرآن کی قراءت یعنے قرآن مجید کا پڑھنا ہے اور حدیث
مین وارد ہوا ہے تم لوگون کا بہتر وہ شخص ہے جسنے سیکھا قرآن کو اور اسکو سکھلایا دوسرون
کو تیسری قسم صلوۃ یعنے درود بھیجنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ اسمین وعدہ فرمایا ہے آنحضرت
نے کہ درود بھیجنے والے آخرت مین اُن کی صحبت کی سعادت نصیب ہوگی اور قیامت مین درود
بھیجنے والے کی شفاعت کا وعدہ فرمایا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چوتھی قسم اذکار مرویہ
یعنے طرح طرح کی ذکر ہین اللہ جلشانہ کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے صحابہ کرام سے روایت
کی گئی ہین مثل لا الہ الا اللہ اور سبحان اللہ اور الحمد للہ اور اسم ذات یعنے لفظ اللہ کی اور مانند
اسکے کہ ان ذکرون کے حق مین بہت سی فضیلتین کتاب اور سنت مین مذکور ہین اور پانچوین
قسم دعا ہے کہ اسکی فضیلت مین آنحضرت نے فرمایا ہے اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ دعا جو ہے
مغز عبادت کا ہے کیونکہ عبادت کی حقیقت اور اوسکا اعلا ظاہر کرنا اپنی عاجزی اور تذلل یعنے ذلیل ہونے کا اور ظاہر کرنا اللہ
کی عظمت کا ہے اور دونون بات دعا مین بخوبی پوری پوری حاصل ہے چھٹوین قسم تفکر
یعنے فکر اور غور اور اندیشہ اور مراقبہ کرنا ہے فرمایا اللہ تعالے نے چوتھے سیپارہ سورہ
آل عمران مین وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور دھیان کرتے ہین آسمان
اور زمین کی پیدائش مین اور حدیث مین وارد ہوا ہے تَفَكُّرُ سَاعَةٍ خَيْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ
سِتِّيْنَ سَنَةً غور اور اندیشہ کرنا مخلوقات اور مصنوعات الہی مین اعتبار اور استدلال
کی نظر سے ایک ساعت کا بہتر ہے ساٹھ برس کی بندگی سے یعنے بغیر تفکر اور غور کے جو
ساٹھ برس بندگی ہوتی ہے اس بندگی سے ایک ساعت کا تفکر کرنا اور مخلوقات آلہی
اور اُسکے مصنوعات مین تفکر اور غور کر کے اُسکے خالق اور صانع کو پہچاننا ساٹھ برس
کی بندگی سے بہتر ہے اور تفکر کیا ہے طلب کرنا اللہ کی معرفت کا ہے یعنے غور

اور تامل اور اندلیشہ کے ساتھہ اُس چیز اور مضمون مین نظر کرنا اور سوچنا کہ جسمین نظر اور غور کرنے اور سوچنے سے اللہ سبحانہٗ کی معرفت اور پہچان جو مطلوب ہے سو حاصل ہو جاوی اس مضمون کے بخوبی سمجھہ مین آجانے کے واسطے ایک تقریر یاد رکھنا بہت ضرور ہے تاکہ عین العلم کا سارا مضمون بآسانی سمجہ مین آجاوے وہ مضمون یہ ہے کہ حقیقت تفکر کی ایسے علم کی طلب اور تلاش کرنا ہے جسکا جاننا ضروری ہے اور وہ علم بدیہی اور محسوس چیزون سے حاصل نہین ہوتا سو ایسے علم اور دریافت کا حاصل ہونا ممکن نہین ہے مگر جب اور بھی دوسرے دو مضمون کو جسکو خوب پہچانتا ہے اُسمین ملادے اور اُسمین خوب سوچے تاکہ تیسرا مضمون جسکا دریافت کرنا اسکو مطلوب ہے سو اِن دونون مضمون مین سوچنے سے پیدا ہو جسطرح سے نر اور مادہ سے بچہ پیدا ہوتا ہے اور وہ دونون مضمون دو اصل اور مقدمے کہلاتے ہین اور تیسرا مضمون جو دونون مقدمون سے پیدا ہوتا ہے اسکو نتیجہ کہتے ہین اور ہر قسم کے مطلوب پہچاننے کیواسطے اُن کے مناسب دو اصل اور مقدمہ مقرر ہے جب تک کہ اُن دونون اصل اور مقدمون کا علم حاصل نہوگا تب تک وہ تیسرا قسم مطلوب ظاہر نہوگا اور جو شخص اِن دونون اصل اور مقدمون کو ملانے نجانتا ہوگا وہ شخص غور اور تفکر سے اپنا اصل مطلوب پہچان نسکے گا جسطرح سے جو شخص کہ پونجی نہین رکھتا ہی وہ تجارت کسطرح سے کرسکے گا اب دونون اصل اور مقدمون کو ملاکے اپنے مطلوب پہچاننے کی مثال سنو مثلاً کوئی شخص اس مضمون کا جاننا چاہے کہ آخرت دنیا سے بہتر ہے تو اس مضمون کو نہ جانے گا جب تک کہ دو مضمون کا علم حاصل نہ کریگا ایک یہ کہ باقی فانی سے بہتر ہے دوسرے یہ کہ آخرت باقی ہے اور دنیا فانی جب یہ دونون اصل مضمون کو جانا تب وہ تیسرا علم کہ آخرت دنیا سے بہتر ہے ضرور پیدا ہوگا تو بس اِن دونون اصل مضمون کا دل مین حاضر کرنا اور اِن دونون مضمون سے تیسرے مضمون کا پیدا ہونا اس سب مجموع کو تفکر اور تامل اور تدبر اور اعتبار کہتے ہین اور جب تک

کہ تیسرا مضمون حاصل نہین ہوتا تب تک مذکرہ کہلاتا ہے مصنف اِسی معنے کا اشارہ کرتا ہے
اپنے اس قول مین اور شروع تفکر کا تذکر ہے کہ تذکرین سے تفکر پیدا ہوتا ہے اور تذکر کیا
ہے دل مین اُن پہچانے ہوئے دو مضمون کا حاضر کرنا ہے جو تیسرے مضمون مطلوب کا
مقدمہ اور اصل ہے اور اُن دونون سے تیسرا مضمون مطلوب پیدا ہوتا ہے تو جب تک دل مین
دونون مقدمون کو قائم تو کیا ہے مگر ابھی تک تیسرا مضمون پیدا نہین ہوا ہے تب تک تذکر
کہلاتا ہے اور جب اُن دونون مقدمون کا نتیجہ نکلا اور تیسرا مضمون پیدا ہوا تب اُسکو
تفکر کہین گے اور تفکر کا فائدہ اور نتیجہ جو تذکر اور تفکر کے بعد حاصل ہوتا ہے تین چیز
ہے علم اور حال اور عمل لیکن پہلے علم حاصل ہوتا ہے تب اُس سے حال اور عمل ہوتا ہے
اور وہ علم کیا ہے کہ حاصل ہونا معرفت کا اور معرفت معنے پہچان جانا یعنے ایک مضمون کے پہچان جانے
اور معلوم ہو جانے کو علم کہتے ہین اور اِس معرفت اور پہچان جانے سے حال پیدا ہوتا ہے
اور حال کیا ہے کہ اُس معرفت کے نور کا دل مین اثر کرنا اور اُس نور کے حاصل ہونے کے
سبب سے دل کے حال کا بدل جانا اور اِس حال سے عمل پیدا ہوتا ہے یعنے یہ حال عمل کا باعث
ہوتا ہے اور وہ عمل کیا ہے قلب کی خدمت کرنا جوارح اور اعضا کا ہے یعنے معرفت کے
نور اثر کرنے کے سبب سے قلب کا حال جب بدل گیا تب قلب نے عمل کرنے چاہا تب
اعضا نے اُسکی تابعداری کیا اور اعضا سے عمل ظاہر ہوا تو عمل حال کے تابع ہوا اور
حال معرفت کے تابع اور معرفت تفکر کے تابع تو پس تفکر اصل اور کُنجی ساری نیکی کی ٹھہری
اور تفکر کے جاری ہونے کا مقام دین کے امور مین دو چیز سے خالی نہین ہے یا تو (تفکر معاملہ
مین) یعنے ظاہری اور باطنی اعمال مین جاری ہوتا ہے کہ وہ اعمال سالک کے نفس کی صفات
اور اُسکے افعال اور کامون سے علاقہ رکھتا ہے سو حق تفکر کا یعنے اُسکا طور اور طریقہ
معاملہ مین اسطرح پر ہے کہ پہلے تفکر کرنا شروع کرے ظاہری گناہون مین اور یہ تفکر
تین طور سے ہوتا ہے ایک اِس طور سے تفکر اور غور کرے کہ یہ کام شریعت کے ممنوعات

حرام یا مکروہ مین سے ہی یا نہین دوسری اس طور سے کہ جب معلوم ہوجاوے کہ یہ کام شریعت سے حرام یا
مکروہ ثابت ہی اور یہ سب فقہ سے معلوم ہوگا اپنی عقل اور وسواس کا کچھ اعتبار نہین تب تفکر اور
غور کرے کہ کیا یہ گناہ میرے بیچ مین پایا جاتا ہے یا نہین تیسرے اس طور سے کہ جب معلوم ہوجاوے
کہ یہ گناہ مجھسے سابق مین ہوا ہے یا اب بالفعل مین اس گناہ مین گرفتار ہون یا آیندہ کو اس گناہ کی
ہو پڑنے کا ڈول معلوم ہوتا ہے تب تفکر اور غور کرے کہ اپنے اوپر اس گناہ کے دفع کرنیکی کیا
تدبیر ہے اور اس گناہ سے کسطرح خلاص ہونگے اور اس گناہ سے کسطرحسے بچینگے مثلاً غور کرے
اپنی زبان اور کان مین اور رکھے کہ یہ سب جھوٹھ اور غیبت اور جفا اور خود ثنائی اور استہزا
اور ٹھٹھے بازی وغیرہ مین گرفتار ہین اور یہ سب باتین مکروہات الٰہی ہین کہ اللہ تعالیٰ کو
ناپسند اور ناخوش معلوم ہوتی ہین یہ غور کرے کہ ان گناہون سے پرہیز کرنا اور بچنا بغیر گوشہ
نشینی اور اکیلے رہنے سے اور بغیر صحبت صالحون اور نیک لوگون اور پرہیزگارون کے
حاصل نہوگا کہ اگر کسی وقت مجھسے یہ باتین صادر ہونگی تو وے لوگ اسپر انکار کرینگے
اور مجکو اُنسے باز رکھینگے سبحان اللہ مرشد کا اور نیک لوگون کا یہہ بڑا توجہ ہے اس توجہ
سے محروم نرہنا چاہیئے اور اُنکی نصیحت کو جان و دل سے قبول کرنا چاہیئے اور
اگر ناواقف اور لوگون کے مرشد سے توجہ لیا اور فرض کیا کہ لطیفے جاری ہوے اور پھر بیٹھ کر
مرید یا مرشد بڑبڑا کے اور جھوٹھ اور خود ثنائی وغیرہ مین گرفتار ہوا تو کیا فائدہ ملا اسیطرح
اپنے پیٹ کے کام مین غور کرے کہ وہ اللہ کی گناہ حرام کھانے پینے مین گرفتار تو نہین ہے
اگر شاید اُسکو حرام لقمہ کھانے مین گرفتار پاوے تو جانے کہ حرام لقمہ کھاکے ساری عبادت
ضائع ہوتی ہے اور اکل حلال ساری عبادتون کی جڑ ہے اور بندے کے کپڑے کے آٹھوین
حصہ مین اگر ایکدرم حرام چیز لگی ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اُسکی نماز قبول نہین کرتا پھر غور کرے
کہ اُسکا کھانا اور پینا اور اُسکی کمائی کہان سے ہی اور حلال کی راہ کیا ہے اور حلال کمائی کمانے
اور حرام کمائی سے بچنے کی کیا راہ ہے تاکہ مین اُسیکو اختیار کرون یہ سب بھی فقہ سے

معلوم ہوگا اور یہ تفکر اپنے حال مین کرے دوسری کی عیب جوئی مین نہ پڑا رہے کیونکہ یہ بات
تو خود حرام ہی اسیطرح سے اپنی ساری بدن کی تلاش کرے اور اپنی تئین گناہ سے باز رکھے پھر گناہ
ظاہری مین تفکر کرنے کے بعد ہر قسم کی ظاہری طاعت مین تفکر کرے کہ کیا یہ طاعت مندوب
ہے یعنے شریعت مین ناپسند اور شریعت سے ثابت ہی یا نہین یعنے فرض عبادتون کو تو ہر حال مین
ادا کرنا ہی ہے مگر فرض کے ادا کرنے مین جو عمل مستحب ہے اور بعضے عبادت جو مستحب ہی مثل تہجد
اور اشراق اور ذکر وغیرہ کے اُنمین تفکر کرے پھر جب ثابت ہوجاوے کہ یہ طاعت مندوب ہے
تب تفکر کرے کہ کیا یہ مندوب میرے مقدور مین ہے اور اُسکے ادا کرنے کی اور اس طاعت کو نقصان
اور تقصیر سے نگاہ رکھنے کی طاقت اور قدرت مجھہ مین ہے یا نہین پھر جب معلوم کرے کہ اسکے
ادا کرنیکی طاقت مجھہ مین ہے تب جو جو عضو کہ عبادت سے علاقہ رکھتا ہے اُن ہر عضو مین تفکر
کرے کہ اِسکے حاصل کرنے اور بجالانے کی تدبیر کیا ہے مثلاً تفکر اور غور کرے کہ زبان کو ذکر اور
وعظ اور تعلیم اور مسلمانون کو نیک بات کہہ کے راحت پہنچانے کیواسطے پیدا کیا ہے اور مین
قادر ہون کہ فلانی ذکر کرون اور فلانی بات کہون کہ اُس سے مسلمان کو آرام اور چین ملے
کیونکہ نیک بات بجای صدقے کے ہے بلکہ صدقہ سے بہتر ہے اور آنکھہ کو اسواسطے پیدا کیا ہے
کہ اُسکو حق تعالی کی طاعت مین لگاؤن مثل تلاوت وغیرہ کے اور عالمون کو تعظیم کی نظر سے اور
فاسقون کو تحقیر کی نظر سے دیکھون اور مین اِن باتون پر قادر ہون اِن باتونکو کسواسطے چھوڑون
اور آنکھہ کا حق کیون نہ ادا کرون اور کان کو اسواسطے پیدا کیا ہے کہ مظلوم کی فریاد سے اور
اُسکی مدد کرے اور قرارت اور اللہ کی ذکر اور وعظ سنے سو مین کان کسواسطے بیکار رکھون.
اور کفران نعمت کسواسطے کرون اسیطرح سے اپنے بدن کے ساری عضو مین تفکر اور غور کرے
بلکہ اپنے مال اور اولاد اور چارپائے اور خادمون مین بھی غور کرتا رہے کہ ایک ساعت
کے تفکر اور غور مین اُسکے سارے عمل درست ہوجاوینگے اِسی سبب سے حدیث مین وارد
ہے کہ تفکر اور اندیشہ ایک ساعت کا بہتر ہے ساٹھہ برس کی عبادت سے کیونکہ اُسکا

فائدہ دیرتک رہتا ہے پھر جب گناہ اور عبادت ظاہری کے تفکر اور اندیشہ سے فراغت ہوئی تب اسیطرح تفکر اور اندیشہ کرے باطن کے گناہ مین کہ وہ آدمی کی بری صفات ہین اور ہلاک کرنیوالی ہین اُنکو رذائل کہتے ہین اور اُسکے دفع کی تدبیر کرے اور تفکر اور اندیشہ کرے اور باطن کی طاعات مین کہ وہ آدمی کی نیک خصلتین ہین جو نجات دینے والی اور ہلاکت سے بچانیوالی ہین اور انکو فضائل کہتے ہین اُنکا بیان انشاء اللہ تعالی چھبیسوین فصل مین ہوگا اور انہین کو مقامات کہتے ہین مثل توبہ ورع تقوی زہد صبر وغیرہ کے اور اُنکے حاصل کرنیکی راہ تلاش کرے اور بری خصلتین آدمی کی جو دس رذایل ہین اور اِس رباعی مین وہ سب جمع ہین۔ رباعی

خواہی کہ شود دل تو چون آیینہ	دہ چیز برون کن از درون سینہ
حرص و طمع و بخل و حرام و غیبت	کذب و حسد و کبر و ریا و کینہ

سو اُن مین سے حرام اور غیبت اور کذب گناہ ظاہری ہے اور باقی باطنی اور نیک خصلتین آدمی کی جو ظاہری عبادت ہین سو ظاہری کہلاتی ہین اور جو باطنی ہین مثل توبہ صبر اور شکر وغیرہ کے سو باطنی کہلاتی ہین اور شرح فارسی عین العلم مین شیخ فخر الدین محب اللہ قدس سرہ العزیز فرماتے ہین کہ باطنی گناہون اور طاعتون کی جڑ اور اصول بیس چیز ہے کہ بعضے شخص نے اُسکو نظم مین جمع کیا ہے وہ یہ ہے۔ بیت

اصل اخلاق ذمیمہ یا حمیدہ بست دان	یاد گیر این را اگر ہستی ز مردان خدا

کرد بخل و محب و حبت مال و حرص اکل و طی ٭ بست جاہ و شدت غضب و حسد دیگر صبر و شکر و زہد و اخلاص و خشوع و حسن خلق ٭ معتدل خوف و رجا ذم بحث یا رضا اور اِن باطنی گناہونکی علاج اُسکے مقام پر تصوف کی کتابون مین خصوصًا صراط المستقیم مین موجود ہے اور یا تو تفکر مکاشفہ مین جاری ہوتا ہے اور مکاشفہ جو ہے سو صفات اور حقائق الٰہی سے علاقہ رکھتا ہے اور مکاشفہ کیا ہے کہ اللہ سبحانہ کی توحید کا کھلجانا اور باقی مکاشفہ کے معنے پچیسوین فصل مین یقین کے بیان مین معلوم ہونگے انشاء اللہ تعالی پھر مصنف

فرماتے ہین اور تفکر اور غور کا جاری ہونا اور کشفی اور مکاشفہ مین منحصر اور موقوف ہے
اسمار حسنی کے معانی مین کہ اسمار حسنی کے معنون مین غور کرے اسمار حسنی کے معنے نامین خاصے
اور اسمار حسنی سے وہی نامین مراد ہین جو اُس سبحانہ تعالیٰ شانہ پر بولے جاتے ہین مانند حی اور
عالم اور مرید اور سمیع اور بصیر اور متکلم وغیرہ کے اور اُس سبحانہ کے صفات بر ترین غور کرے
اور صفات سے مراد وہی صفات ہین جو اُس سبحانہ کیواسطے ثابت ہین مثل حیات اور علم اور قدرت
اور ارادہ اور سماعت اور بصارت اور کلام وغیرہ کے از رو ملکوت یعنے عجائب و غرائب مین آسمانون
اور زمین کے غور کرے کہ یہ سب اُسکی قدرت اور ربوبیت کے مظاہر اور آثار ہین مظہر سے ظاہر
ہونیکی جگہہ جیسطرح آئینہ مظاہر اُسکی تج اور آثار معنے نشانیان یعنے آسمان اور جو کچھہ کہ آسمان پر
ہے آفتاب اور ماہتاب اور ستارے اور زمین اور جو کچھہ کہ زمین پر ہے پہاڑ اور بیابان
اور شہرین اور دریا وین اور جواہر کی کھانین اور انواع اقسام کے نباتات اور حیوانات
اور جو کچھہ کہ آسمان اور زمین کے درمیان مین ہے ابر اور باران اور برق اور رعد اور
برف اور اُولا اور قوس قزح اور دوسری نشانیان کے یہ سب کے سب اُسکی قدرت
کے مظاہر ہین اور ان سب مین تفکر اور غور کرکے اُسکے صانع اور پیدا کرنے والے کو
پہچان سکتا ہے کہ یہ سب اُسکے بنانے اور پیدا کرنیکی دلیل ہین اسواسطے کہ سوا ئے
ذات پاک اس سبحانہ کے جتنے موجود ہین وے سب اُسکے مخلوق اور اُسکی کاریگری
کے عجائب اور غرائب مین داخل ہین اور کوئی ذرے اور چیزین آسمان اور زمین پر
اور انکے درمیان مین نہین ہین مگر اسکی تسبیح اور تقدیس بولتے ہین اور اسکی پاکی بیان
کرتے ہین اور لیکن ذات مقدس اُس سبحانہ کی سوا اُسکی معرفت کی طرف کسیکو راہ نہین
ہے مگر اُسکے نام شریف کی ذکر کے ساتھہ کیونکہ خلق کو اُسکی ذات کی معرفت اور اُسکی دریافت
کرنیکی طاقت نہین ہے مگر اسیقدر کہ اسکے نام پاک کی ذکر کرین اور ذکر کے وقت
اس نام والے کے طرف عقل متوجہ ہوجاوے اور اُسکا خیال دل مین جم جاوے

اور ذکر شامل ہے زبان کی ذکر اور دل کی ذکر دونون کو سو اس دونون طرحکا ذکر کرنا موجب
التفات مدرکہ کا طرف اُس سبحانہ وتعالیٰ شانہ کے ہے کہ دونون طرحکے ذکر کرنے سے اللہ تعالےٰ
کی ذات پاک کے طرف عقل التفات کرتی اور متوجہ ہوتی ہے اور جب ذات اُس سبحانہٗ کی
ملتفت الیہ ہوئی یعنے عقل نے اُسکے طرف التفات کیا تب وہ ذات حاضر ہوئی جیساکہ
مقدمہ مین مذکور ہوچکا اور یہ شہود ذاتی اور حق الیقین ہے اور حدیث مین وارد ہوا
ہے کہ فکر اور غور نکرو اللہ تعالیٰ کی ذات مین یعنے اسکی ذات نہایت روشن ہے اور
بصیرت آدمی کی ضعیف اور کمزور ہے اُسکی ذات کے دریافت کرنے کی طاقت نہین
رکھتی بلکہ مدہوش اور متحیر ہوجاتی ہے جیساکہ مصنف فرماتے ہین اور عقل انسان کی
اُس سبحانہ کی ذات کے دریافت کرنے سے عاجز ہوتی ہے مثل عاجز ہونے خفاش
یعنے چمگادر کے دن کی روشنی سے کہ اُسکی آنکھ کی بصارت ضعیف اور کمزور ہے آفتاب
کے نور کی طاقت نہین رکھتی اور دریافت کرنا حقائق یعنے کنہ صفات اس سبحانہ وتعالیٰ
کا بھی ویسا ہی ہے کہ تفکر کو اُنمین راہ نہین ہے کیونکہ اُسکی صفات کے کنہ بھی بشر کے
ادراک سے باہر ہین سو نہین طاقت رکھتے ہین اسکے دریافت کرنیکی مگر خواص لوگ
کسی کسیوقت مین اور اُنکو بھی اسکی صفات کا کنہ یعنے بھید ہمیشہ دریافت نہین ہوتا کیونکہ صفات
کی اندک تجلی اور ظہور مین بے طاقت ہوجاتے ہین جیساکہ آدمی لوگ قرص آفتاب مین ہمیشہ
نظر نہین کرسکتے جیساکہ تجلی اور استتار کے بیان مین مذکور ہوا چھٹین فصل مین اور خواص
لوگ حقائق یعنے کنہ اور بھید صفات کو عوام الناس سے ذکر نہین کرتے ہین مگر اُنکے فہم کے
مقدار کیونکہ اُس سے زیادہ ذکر کرنا ممنوع ہے رخصت نہین ہے کیونکہ اکثر عوام لوگوں کی
عقل اس بھید کو نہ سمجھہ سکینگی اسیواسطے انبیاء علیہ السلام مین سے بعضے نبی کے پاس وحی
آئی کہ میرے بندون کو میری صفات مین سے ایسی چیز کی خبر ندو کہ اس سے انکار کرین
اُنسے وہی بات کہو کہ سمجھہ سکین بات کرو لوگون سے انکی عقل کے مقدار یہ مضمون شرح مذکور سے

لکھا تو جب معلوم ہوا کہ پیدایش آدمی کی عبادت اور معرفت کیواسطے ہے اور عبادت کے اقسام
معلوم ہو چکے تو اب لازم ہے بندے کو ہمیشہ عبادت مین لگا رہے ظاہر مین نماز اور تلاوت اور
درود اور ذکر اور دعا کے ساتھہ اور باطن مین تفکر اور مکاشفہ کے ساتھہ تا کہ ظاہری اور باطنی عبادت
کے سبب سے اُسکو اللہ تعالی کی محبت حاصل ہو اسواسطے کہ محبت بڑی ضروری اور مقصود اصلی
ہے بلکہ سارا مقصود وہی محبت ہے اس سب بیان کے بعد حین العلم مین مستحب عبادتون کا
بیان شروع کیا ہے مثل اشراق اور تہجد اور صلوۃ التسبیح وغیرہ کے اور عوارف مین تین تیسوین
باب سے پچاسوین باب تک آداب طہارت اور وضوء اور کیفیت نماز اور آداب نماز کے
اور روزے کی فضیلت اور آداب اور کھانیکی آداب اور لباس کے آداب اور قیام اللیل
یعنے تہجد کی نماز کی فضیلت اور رات کے جاگنے کے آداب اور ونکی مستحب عبادتون اور
مسبعات عشر وغیرہ مستحبات کا بیان کیا ہے اور یہ سب معاملہ کہلاتے ہین سو طول کے
سبب سے ان سب باتون کا بیان نہ لکھا کیونکہ یہ سب مضمون فقہ کی کتابون سے اور اکثر رسالون
سے دریافت ہو جاینگے اور مبتدی سلوک الی اللہ کس بات سے شروع کرے اور کیا کیا اختیار
کرے اس مضمون کو بدایات اور نہایات مین بیان کرینگے تب اہل طریقت کے شغل اور
ذکر کے طریقے لکھین گے انشاء اللہ تعالی اور اسمین مسبعات عشر بھی مذکور ہوگا اور اہل
طریقت کا سلوک مشاہدہ تک تمام ہوتا ہے بعد اسکے سلوک ثانی لکھینگے اسمین ایک معاملہ
مذکور کو بڑی خوبی کے ساتھہ بطور اشارے کے لکھین گے تیسرا فائدہ بدایات اور نہایات
کے بیان مین تو اب جو چیز پہلے مرید کو اختیار کرنا ہوتا ہے اور جس چیز سے سلوک
شروع ہوتا ہے اُسکا بیان مختصر عوارف کے مضمون سے خلاصہ کر کے لکھتے ہین سنو
اور پہلے شروع مین جو اختیار کرنا ہوتا ہے اُسکو بدایت کہتے ہین اور اخیر مین جو مقام
حاصل ہوتا ہے اسکو نہایت کہتے ہین اور بدایات اور نہایات اُسکی جمع ہے عوارف کے
تریسٹھوین باب مین بدایات اور نہایات کے صحیح ہونے کا جو ذکر کیا ہے اُسکا خلاصہ

یہ ہے عوارف مین سند کے ساتھ لکھا ہے کہ علقمہ ابن وقاص نے کہا کہ سنا مین نے عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کو ممبر پر کہتے تھے سنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے تھے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَاِنَّمَا لِكُلِّ امْرِءٍ مَا نَوٰي فَمَنْ كَانَ هِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلٰى دُنْيَا يُصِيْبُهَا اَوْ اِلَى امْرَاَةٍ يَنْكِحُهَا فَهِجْرَتُهٗ اِلٰى مَا هَاجَرَ اِلَيْهِ بات یہی ہے کہ اعمال نیتون ہی کے ساتھ ہوتے ہین یعنے عمل کا ثواب نیت کے مطابق آدمی کو ملتا ہے اور اُسکے عمل کا اعتبار نیت ہی سے ہوتا ہی اور مرد وہی پاتا ہے جو نیت کرتا ہے سو جسکا گھر سے نکلنا اللہ اور اُسکے رسول کی طرف ہے پھر اُسکا نکلنا اللہ اور اُسکے رسول کی طرف ہے اور جسکا نکلنا دنیا کی طرف ہے کہ وہ اسکو پاوے یا کسی عورت کے واسطے ہے کہ وہ اُس سے نکاح کرے تو نکلنا اُسکا اسیطرف ہی جدھر وہ نکلا مشکوۃ مین بھی اس حدیث کو پہلے ہی لکھا ہے اس حدیث کو بخاری مسلم دونون نے روایت کیا تو نیت جو ہے سو عمل کا شروع ہے اور نیت کے موافق عمل ہوتا ہی اور صوفیہ کے طریق مین داخل ہونے کے شروع مین جو مرید کے واسطے اہم اور بہت ضروری کام ہے سو یہ ہے کہ صوفیہ کے طریق مین داخل ہو اور انکی سی اپنی وضع بناوے اور اونکی گروہ کے ساتھ بیٹھے اللہ تعالی کی رضا اور اُسکے قرب حاصل ہونیکی نیت پر اسواسطے کہ اسکا داخل ہونا صوفیہ کے طریق مین جو ہے سو اِسکے حال اور وقت کی ہجرت ہے حدیث شریف مین وارد ہوا ہے کہ مہاجر وہ شخص ہے کہ ہجرت کرے اور چھوڑے اُس چیز کو جس چیز سے اسکو اللہ تعالی نے منع کیا اور فرمایا اللہ تعالی نے پانچوین سپارہ مین سورہ نساء مین وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ اور جو کوئی نکلے اپنے گھر سے وطن چھوڑ کر اللہ اور رسول کے طرف پھر آ پکڑے اسکو موت سو ٹھہر چکا اُسکا ثواب اللہ پر تو مرید کو سزاوار ہے کہ قوم صوفیہ کے طریق کیطرف نکلے اللہ کے واسطے اسواسطے کہ اگر مرید اِن قوم سے نہایت

تک پہنچ گیا تو منزل مین پہنچا اور اگراِن قوم کے نہایات تک پہنچنے کے قبل اسکو موت نے آلیا تو
اسکی مزدوری اللہ کے پاس ملیگی اور جس شخص کا بدایت مضبوط ہوگا اُسکا نہایت پورا ہوگا جعفر
خلدی کہتے ہین کہ سنا مین نے جنید کو وے فرماتے تھے کہ نہایت مین پہنچنے کے منع کرنے والی
اور آڑ پڑنے والے اکثر ابتدا کے فساد کے سبب سے ہوتے ہین سو مرید اس طریق کے سلوک
کے اول مین محتاج ہوتا ہے نیت کے مضبوط کرنے کا اور نیت مضبوط کرنا اُس نیت کا پاک کرنا
ہے ہوا کی خواہشون سے اور اُس چیز سے جس مین نفس کے واسطے مزہ دنیاوی ملتی ہے تاکہ
اس پاک کرنے کے سبب سے اُسکا نکلنا اور ہجرت خالص اللہ تبارک و تعالیٰ کے واسطے
ہو اور رسالہ ابن عبداللہ عمر بن عبدالعزیز کے پاس لکھا جان تو اے عمر مقرر اللہ کی مدد
بندے کے واسطے بقدر اسکی نیت کے ہے سو جس شخص کی نیت پوری ہوئی اللہ کی مدد اسکی
واسطے پوری ہوئی اور جس شخص کی نیت کوتاہ ہوئی اسکے واسطے بقدر اسکی نیت کی کوتاہی
کے اللہ کی مدد کم ہوئی اور بعضے صالحین نے اپنے بھائی کے پاس لکھا کہ اپنے اعمال مین نیت
کو خالص کر یعنے ریا اور سمعہ یعنے اس عمل کے دکھلانے اور سنانے کے خیال سے تیری عمل
کی نیت پاک ہو تو تجکو تھوڑا سا عمل کفایت کرے اور جو شخص نیت درست کرنے
کی راہ نجانے تو وہ شخص اس شخص کی صحبت اختیار کرے جو اسکو نیت کی خوبی تعلیم
کرے یعنے ایسے شخص کو اپنا مرشد مقرر کرے اور ایسے شخص کی صحبت اختیار کرے
عرب کے محاورے مین خصوصاً حضرات صوفیہ کے محاورے مین کہتے ہین صحبت فلان اصحابت
کیا ملنے فلانے کی یعنے اعتقاد کے ساتھ مجکو اسکی صحبت نصیب ہوئی اور ملنے مرید کی
اسکی صحبت کا فائدہ حاصل کیا اسی معنی کی راہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب
کہلاتے ہین اور جیسا کہ اعتقاد کے سبب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایکدم یا مدت
دراز یا زندگی بھر کی صحبت بابرکت سے صحابہ کو فائدہ ہوتا تھا ویسا ہی اس مرشد
کی صحبت سے جو اتباع کے سبب سے رسول کا نائب ہے مرید کو فائدہ ہوتا ہے اور یہہ

تعلیم بغیر مرشد کی صحبت اختیار کرنے کے فقط کتاب دیکھنے سے ممکن نہین کیونکہ کتاب اپنا مضمون بتادیگی
اسکی نیت کی بھلائی برائی کی خبر نہ دیگی اور اسکی فہم کا اعتبار نہین اسکی نیت بری ہوگی اور یہ جانیگا
کہ میری نیت خالص ہے اور یہ بھی ہے کہ مرشد کے سوا اگر دوسرا شخص کسی بات کی نصیحت کرتا ہے
تو آدمی چڑھ جاتا ہے اور ہٹ کرتا ہے اور مرشد کے فرمانے کو بدل وجان قبول کرلیتا
ہے اور یہ بات بڑی مجرب ہے اور سب پر ظاہر ہے اسیواسطے مرشد کی صحبت اختیار کرنیکو
فرمایا اور یہ بھی ہے کہ مرشد کتاب کے مضمون کا واقف اور عامل اور تجربہ کار ہے اسی کے
موافق عمل تعلیم کرے گا اس مضمون سے اُن لوگون کا شبہہ دفع ہوگیا جو کہتے تھے کہ تفسیر حدیث
فقہ عقائد تصوف کی کتابون مین سب کچھ موجود ہے وہ کونسی بات ہے جسمین مرشد کی حاجت
ہوتی ہے سہل ابن عبداللہ تستری نے کہا کہ مرید مبتدی کو پہلے جس چیز کا حکم کیا جاوے وہ یہ ہی
تری یعنے بیزار ہونا بری حرکات سے یعنے رذائل سے اور اسکو ترک کرنا اور وہ رذائل مین ہین
اور قریب ہی فائدہ عظیمہ مین مذکور ہوئے بعد اسکے انتقال یعنے نقل کرنا اور رجوع کرنا نیک حرکات
کے طرف یعنے فضائل کو اختیار کرنا اور فضائل کا بیان پچیسوین فصل مین ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ اور
انہین کو مقامات کہتے ہین مثل توبہ ورع تقوی زہد صبر فقر شکر خوف رجا توکل رضا تواضع خشوع
اخلاص یقین ذکر کے رذیلہ کہتے ہین بری خصلت کو فضیلہ کہتے ہین نیک خصلت کو رذائل اور فضائل
انکی جمع ہین بعد اسکے اللہ تعالیٰ کے امر کے بجالانے کے واسطے تفرد اختیار کرنا یعنے اکیلا ہنجانا یعنے
جس چیز کے سبب سے اللہ تعالیٰ کا حکم بجالانے مین قصور ہو اسکو چھوڑکے اکیلا ہنجاوے
بعد اسکے توقف فی الرشاد یعنے سیدھی راہ پانے کیواسطے توقف کرے یعنے جب تک کسی
مسئلہ مین سیدھی راہ نپاوے تب تک توقف کرے اور ہادی کیطرف رجوع کرے جب تحقیق
ہوجاوے تب اُسپر عمل کرے بعد اسکے ثبات ہے یعنے ثابت رہنے اور استقامت کا حکم کیا جاوے
کہ ساری مقام مین استقامت کرے جس چیز کو اللہ کے واسطے پکڑا اسکو پکڑے رہے اور جسکو اللہ
کے واسطے چھوڑا اسکو چھوڑے رہے اور یہہ بات اسطرح سے حاصل ہوتی ہے کہ اپنے نفس اور طبیعت

آئی کچی سے باہر نکل آوے اور جب تک نفس اور طبیعت کا تابع رہیگا تب تک استقامت ہوسکیگی مثلاً ایک
نیک چیز کو اللہ کیواسطے کرتا رہا ہوگا پھر جب اسکی طبیعت اور خواہش نفسانی نچاہیگی تب چھوڑ دیگا اور ایک
چیز کو اللہ کیواسطے چھوڑے رہا ہوگا پھر جب اسکی طبیعت اور خواہش نفسانی کرنی چاہیگی تب کر بیٹھیگا اور مدت
کی کمائی اور تقوی کو کھو بیٹھیگا اسیواسطے بزرگون نے فرمایا ہے کہ استقامت کا درجہ کرامت سے بڑھکر ہے اور اللہ تعالی
نے اپنے رسول مقبول کو استقامت کا حکم دیا ہے جیساکہ اکیسوین فصل مین معلوم ہوگا انشاء اللہ تعالی بعد اسکے بیان ہے یعنے
اسکو حکم کیا جاوے اللہ تعالے نے جو بہت سے چھپی بات کو کھولدیا ہے اسکو خلق سے بیان کرے فرمایا اللہ تعالے نے سورۂ
والضحی مین وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ اور جو احسان ہے تیرے رب کا سو بیان کر بعد اسکے
قرب ہے یعنے قرب کے معنے سمجھا دیئے جاوین تعرف مین ہے کہ سری سقطی سے لوگون نے
قرب کے معنے پوچھا تب کہا قرب وہی طاعت ہے اور اسکے سوا دوسرون نے کہا کہ قرب یہ ہے کہ اسپر ناز کرے اور اسکے آگے ذلیل بنا رہے
موافق فرمانے اللہ تعالے کے فرمایا اللہ تعالے نے سورۂ اقرأ مین وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ اور سجدہ کر اور نزدیک ہو تو سجدہ کرنا
ذلیل بنجانا ہے اور اس سے قرب حاصل ہوتا ہے اور قرب پر ناز کرتا ہے اور رویم سے قرب کے
معنے پوچھا تب کہا قرب کیا ہے جو آگے آوے اسکا دور کرنا اور اوسکے سوا دوسرون سے قرب کے
معنے پوچھا تب کہا یہ کہ دیکھے تو اسکے افعال کو جو تیرے ساتھہ کرتا ہے اسکے یہ معنے کہ تو اسکی
کاریگریون اور احسانون کو جو تجپر کرتا ہے دیکھے پھر اس دیکھنے مین اپنے افعال اور مجاہدات
کے دیکھنے سے غائب ہوجاوے اور دوسرے معنی یہ ہین کہ اپنی تئین فاعل نہ دیکھے موافق فرمانے
اللہ تعالی کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ رَمٰی ۔ اور تو نے نہین
پھینکی تھی خاک جسوقت پھینکی تھی لیکن اللہ نے پھینکی یہ آیت نوین سپارہ انفال مین ہے
اور موافق فرمانے اللہ تعالے کے جو اسی آیت کے شروع مین مومنون کے حق مین فرمایا فلم
تقتلوهم ولکن اللہ قتلهم ۔ سو تمنے انکو نہین مارا لیکن اللہ نے مارا تعرف کا مضمون تمام
ہوا عوارف کے اٹھتوین باب مین لکھا ہے کہ ابو یعقوب سوسی نے کہا کہ جب تک بندہ قرب کے
ساتھہ ہوتا ہے یعنے قرب کا خیال باقی رہتا ہے کہ مین قریب ہون تب تک تقریب نہین یہانتک

کہ غائب ہوجاوی قرب سے قرب کے سبب سے یعنے قرب کا ہوش نرہے پہر جب قرب کے سبب سے
قرب کا دیکہنا جاتا رہتا ہے یہ قرب ہی بعد اسکے مناجات ہی اور وہ یہہ ہے کہ بندہ اپنے رب سے
عاجزی اور مسکینی کے ساتہ مناجات کرے اور جیسا کوئی کسی سے کان مین بات کرتا ہے ویسا
اپنے رب کو قریب سمجہکے اس سے مناجات کرے بعد اسکے مصافات ہے یعنے اللہ تعالی کی دوستی
یا اخلاص رکہنا اور صاف ہوجانا بعد اسکے موالات ہے یعنے درجہ ولایت کا ہی اور ولایت کے
معنے بیسوین فصل مین بیان کرینگے انشاء اللہ تعالی اور رضا اور تسلیم یعنے ہر حال مین اللہ سے
خوش رہنا اور اُسکے ساری حکم کو مان لینا اسکی مراد ہو اور تفویض اور توکل یعنے سارا کام اُسکو
سونپ دینا اور اُسی پر بہروسا کرنا اُسکا حال ہوجاوی بعد اسکے یعنے رضا تسلیم تفویض توکل
کی نعمت دینے کے بعد احسان رکہے گا اللہ تعالی اپنی معرفت دے کے یعنے اللہ تعالی
اسکو اپنی معرفت عطا کرے گا تب اللہ تعالی کے نزدیک اوس کا مقام اون
لوگون کا مقام ہوگا جو اپنی توانائی اور قوت سے بیزار ہین یعنے اپنی توانائی اور قوت پر
کچہہ اعتماد نہین رکہتے اور یہہ عرش کے اٹہانے والے فرشتون کا مقام ہے اور اسکے بعد کوئی مقام
نہین یعنے سلوک الی اللہ کے نہایت کا یہہ مقام ہے یہ سب سہل ابن عبد اللہ کا کلام ہے بدایت
اور نہایت مین جو کچہہ ہوتا ہے سو سب اسمین جمع کیا ہے اور جب مرید صدق اور اخلاق کو خوب سختگی
سے مضبوط کرکے پکڑے گا تب مردون کے مقام مین پہنچیگا اور اسکا صدق اور اخلاص ثابت
اور قائم نہوگا مگر دو چیز کے ساتہ ایک شرع کے حکم کی تابعداری دوسرے خلق سے قطع نظر
کرنا اور اُنپر بہروسا نکرنا اور انکی آسرا تکنا اور جتنی آفتین اہل بدایات پر اُترتی ہین سو
سب خلق پر انکی اسرار کرنے کے سبب سے آتی ہین اور ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
حدیث پہونچی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مرد کا ایمان کامل اور پورا نہین ہوتا یہان تک کہ
آدمی لوگ اُسکے نزدیک لید اور سنگینی کے مانند ہوجاوین اسبات مین اشارہ فرمایا خلق سے
قطع نظر کا اور انہین سے نکل آنے کا اور انکی عادتون اور رسمون کے قید کو ترک کرنے کا

احمد ابن خضرویہ نے کہا جو شخص دوست رکھے اس بات کو کہ اللہ اسکے ساتھہ ہو ہر حال مین تو
اُسکو چاہیے کہ لازم پکڑے صدق کو اسواسطے کہ تحقیق اللہ صادقین کے ساتھہ ہے اور مقرر وارد
ہوا ہے حدیث مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ صدق یعنے سچائی راہ دکھاتی ہے نیکی کیطرف
اور نیکی راہ دکھاتی ہے جنت کیطرف اب جن باتون سے صدق حاصل ہوتا ہے مصنف اُنکو بیان
کرتا ہے اور صدق معنی سچائی یعنے سب کام مین اللہ کے واسطے سچی نیت رکھنا اور ضرور ہے
مرید کو مال اور جاہ سے نکل آنا اور خلق سے نکل آنا اُن سے قطع نظر کر کے یعنے اُنکی اِتبا اور
اُنکا بھروسا چھوڑ کے یہان تک کہ اپنے سلوک کی نیتون کو مضبوط اور اُستوار کرے اور
جان جاوے باریکیین ہواے نفسانی اور پوشیدہ گیئن خواہش نفسانی کو اسواسطے کہ مرید کے
واسطے بڑی فائدہ مند چیز نفس کی معرفت ہی جسکا بیان بائیسوین فصل مین ہوگا اور نفس کی
معرفت کا حق واجب وہ شخص نہ ادا کرسکیگا جسکو دنیا مین کوئی حاجت باقی ہے فضول اور حاجت
سے زیادہ چیزون کے طلب کرنیکی اور اُسکے ذمہ پر تقوی حاصل ہونے سی کچھہ باقی رہ گیا ہے زید
ابن اسلم نے کہا کہ دو خصلتین ہین کہ وے دونون تیرے امر کی یعنے صدق کی کمال ہین کہ اُن سے
صدق کامل ہوتا ہی وے دونون یہ ہین صبح کرے تو اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے واسطے کسی گناہ
کا قصد نکرے اور شام کرے تو اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے واسطے کسی گناہ کا قصد نکرے اور یہ بات
عین زہد اور تقوی ہے پہر جب زہد اور تقوی کو مضبوط کرتا ہے تب اُسپر نفس کا حال کھلجاتا
ہے اور نفس اپنے پردون سے باہر نکل آتا ہے اور سالک نفس کے حرکت کرنیکی طریق کو اور نفس
کی پوشیدہ خواہشون کو اور اسکے پوشیدہ مکر اور حیلہ کو اور اُسکے فریب دینے کو پہچان
جاتا ہے اور جس شخص نے صدق پر چنگل مارا بیشک اُسنے مضبوط دستاویز پر چنگل مارا ذوالنون
نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی ایک تلوار ہے اُسکی زمین پر نہین رکھی جاتی ہے کسی چیز پر مگر اُسکو
کاٹ ڈالتی ہے اور وہ تلوار کون ہے صدق ہے اور صدق کے بیان مین نقل کیا گیا ہے کہ ایک عابد
تھا بنی اسرائیل مین سے اسکو ایک بادشاہ عورت نے اپنے نفس کے طرف پھسلایا یعنے برا کام

کرنے کو اُس سے کہا تب عابد نے کہا کہ میرے واسطے خالی مکان مین پانی رکھوا دو کہ مین اس سے
غسل کرون اور پاک صاف ہو جاؤن بعد اُسکے وہ عابد اس محل کے ایک بلند مکان پر چڑھگیا اور
اپنی تئین گرایا تب اللہ تعالی نے فرشتے کے پاس جو ہوا پر تعینات ہے حکم بھیجا کہ روک لے میری
بندے کو تب اُس فرشتے نے اسکو روک لیا اور اسکو زمین پر ہلکے سے رکھدیا پھر ابلیس کو
کہا گیا کہ بھلا اسکو کیون نہ بہکایا تب ابلیس نے کہا کہ مجکو اس شخص پر قابو نہین ہے جس نے
اپنی خواہش نفسانی کی مخالفت کیا ہے اور اپنے جی کو اللہ عز و جل کی راہ مین دیدیا ہے
اور سزاوار اور لائق ہے مرید کو یہ کہ ہر چیز مین اسکی نیت اللہ تعالی کے واسطے ہو یہانتک
کہ اُسکے کہانے مین اور اسکے پینے مین اور اُسکے لباس پہنے مین کہ نہ پہنے مگر اللہ کے واسطے
اور نکھاوے مگر اللہ کے واسطے اور نہ پیوے مگر اللہ کے واسطے اور نہ سووے مگر اللہ کے
واسطے اسواسطے کہ یہ سب چیزین فائدہ پہنچانیکی ہین کہ اسکا فائدہ مرید نے نفس پر پہنچایا ہی
سو جب یہہ سب چیز اللہ کیواسطے ہونگی تب نفس نافرمانی نکرے گا اور جو کچھہ نفس سے
اللہ کے واسطے معاملہ اور اخلاص چاہینگے سو سب مان لیگا اور قبول کر لیگا اور جب نفس کے
فائدے کی چیزون مین سے کوئی چیز نفس کو پہنچاویگا اور یہ فائدہ پہنچانا اللہ کے واسطے
نہوگا اور نہ نیک نیت پر ہوگا تو یہ فائدہ پہنچانا یعنے پہرنا کھانا پینا سونا اس مرید پر وبال
ہوگا اور بیشک حدیث مین وارد ہوا ہے جو شخص کہ خوشبو لگاویگا اللہ تعالی کی رضا کے واسطے
آویگا قیامت کے روز اس حال سے کہ خوشبو اُسکی پاکیزہ زیادہ ہوگی مشک اذفر سے یعنے
مشک تیز بو سے اور جو شخص کہ خوشبو لگاویگا اللہ تعالی کے سوا دوسرے کی رضا کیواسطے
آویگا قیامت کیدن اس حال سے کہ بدبو اسکی مردار کی بدبو سے زیادہ گندی ہوگی اور کہا گیا
ہے کہ انس ابن مالک کہتے تھے کہ میری ہتیلی کو مشک سے خوشبودار کرو اسواسطے کہ مجھسے
دوسرا شخص مصافحہ کرے گا اور میرے ہاتھون کو چومیگا اور بیشک صحابہ لوگ اچھا لباس
بناتے تھے نماز کیواسطے اور اپنی نیک نیت کے سبب سے اچھے لباس پہنے سے اللہ کریم کی

نزدیکی ڈھونڈھتے تھے سو مرید کو سزاوار ہے کہ اپنے ساری اقوال اور افعال کی تلاش مین لگا رہے
اور اپنے نفس کو نچھوڑے کہ کوئی حرکت کرے یا کوئی بات بولے مگر اللہ تبارک و تعالی کی رضا کیواسطے
اور سفر ہینے اپنے مرشد کے یارون مین دیکھا اس شخص کو نہ ہر لقمہ کے وقت اللہ تعالی کی رضا کی نیت کرتا
تھا اور اپنی زبان سے بھی کہتا تھا کہ مین کہاتا ہون اس لقمہ کو اللہ عز و جل کی رضا کے واسطے اور
زبانی بات فائدہ نہین کرتی جب کہ دل مین اس کام کی نیت نہو اسواسطے کہ نیت دل کا کام
ہے اور اسکی سوا نہین ہے کہ زبان ترجمان اور دو بہاسیا اور دل کی نیت کی بیان کرنیوالی ہے
سو جب تک زبان کی بات پر اللہ کی رضا کیواسطے دل کا قصد شامل نہو گا تب تک نیت نہو گی
اور ایک مرد نے اپنی عورت کو اپنے بال مین کنگھی کرتے وقت پکارا اور پکار کے کہا کہ سلائی
لا سلائی اسواسطے مانگا کہ اس سے سر کی مانگ نکالے تب اسکی عورت نے کہا کہ آئینہ لاؤن تب
مرد چپ رہا اور آئینہ مانگنے مین توقف کیا بعد اسکے کہا کہ ہان تب جس شخص نے اسکی بات سنا
تھا اسنے کہا کہ تو چپ رہا اور آئینہ مانگنے مین توقف کیا بعد اسکے کہا کہ ہان تو اسکا کیا سبب ہے
تب اس مرد نے کہا کہ مین نے اسکو کہا کہ سلائی لا اور سلائی کی نیت میرے دل مین تھی سو جب اسنے
کہا اور آئینہ لاؤن تب میرے دل مین آئینہ کی نیت نہ تھی اسواسطے مین نے توقف کیا یہانتک
کہ اللہ تعالی نے میرے دل مین آئینہ کی نیت کو موجود کیا تب مین نے کہا کہ ہان اور جو مبتدی
کہ اپنے ہدایت یعنے شروع کی نیتون کو مضبوط نکریگا اپنے میل کے لوگون اور دوستون اور
جان پہچان والون کو چھوڑ کے اور وحدت یعنے اکیلے رہنے کو مضبوطی کے ساتھ اختیار
کریگا تب تک اسکی ہدایات قرار نہ پکڑے گی اور سفر کہا گیا ہے کہ صدق کی کمی کی نشانی ہے
ہر طرحکے لوگون مین ملا جلا رہنا یعنے مبتدیونکی صحبت مین رہنا یا اکیلے رہنا مفید ہے اور
ہر طرحکی لوگونکی صحبت سے اسکی نیت بگڑتی ہے اور ہادیونکو ہر طرحکی لوگونکی صحبت سے
نقصان نہین ہوتا بلکہ ہر طرحکے لوگ ہدایت پاجاتے ہین اور مرید کو سزاوار ہے کہ اپنے
کان مین لوگون کا کلام نہ ڈالے یعنے سب طرحکے لوگونکی بہت سی باتین نہ سنے اسواسطے کہ

اسیکا باطن بدل جاتا اور بگڑجاتا ہے اور اثر قبول کرلیتا ہی اقوال مختلفہ سے اور جو شخص کہ بچائیگا
اپنی زہد یعنے دنیا سے بے رغبتی کے کمال کو اور تقوی کی حقیقتون پر اپنے چنگل مارنیکو وہ شخص اپنی
حقیقت کو نہ پہچانیگا ہمیشہ یعنے یہ نہ پہچانیگا کہ مجکو عبادت اور تقوی کیواسطے پیدا کیا ہے اور
یہی میری حقیقت ہے اور بیشک اسکا صرف اپنی تئین پہچاننا کہ مین ایک چیز ہون اوسکو
نیکی کا پہل نہ دیگا اور اہل ابتدا یعنے مبتدی کا باطن موم کے مانند ہے کہ ہر نقش کو قبول
کرلیتا ہے اور اکثر مبتدی ضرور پاتا ہے صرف لوگونکی طرف دیکہنے سے اور ضرر کرتا ہے مبتدیکو
فضول نظر کرنا بھی فضول یعنے حاجت سے زیادہ یعنے جس چیز کے دیکہنے کی حاجت اور ضرورت
نہین ہے اُسکا دیکہنا فضول ہے اور فضول چلنا بھی ضرر کرتا ہے پہر بالکل ساری چیزون
سے آنکے ضرورت پر ٹھہرے اور جب دیکہنے کی ضرورت آپڑے تب دیکہے یہان تک کہ اگر
چلے بعضے راہ مین تو کوشش کرے کہ اسکی نظر اُس راہ کیطرف ہوے جسمین چلتا ہے داہنے
بائین التفات نکرے اور کنکہیان نہ دیکہے پہر کوشش اور پرہیزگاری مین ایسے طور اور
چال اور وضع سے بچارہے جسکی سبب سے سبکی نگاہ اِسکے اوپر پڑے اور لوگ اِسکی طرف
دیکہکے اِسکی اِس محافظت اور پرہیزگاری کو دریافت کرجاوین کیونکہ اِسکی اس پرہیزگاری
اور محافظت کو لوگون کا جان جانا اسکے واسطے مضر زیادہ ہے اِسکے فعل سے یعنے جس فعل
سے یہ پرہیز کرتا ہے اس فعل کے کرنے سے بس تقوا کا جتانا اور دکہلانا مضر زیادہ ہے کیونکہ غرور
اور ریا کا خوف ہے اور صدق کے خلاف ہے اور فضول چلنے کو حقیر نہ جانے اسواسطے کہ یہ سب
قول اور فعل اور دیکہنا اور سننا جب ضرورت کے حد سے باہر ہوتا ہے تب فضول کیطرف پہنچتا ہے
بعد اِسکے اصول کے ضائع کرنے کی طرف بہی پہنچتا ہے یعنے جب فضول مین گرفتار ہوتا ہے
تب اسکی اصل باتین یعنے فریضہ اور فضیلہ یعنے فرض اور نفل عبادتین چہوٹ جاتی ہین
سفیان نے کہا کہ لوگ جو وصول سے یعنے اللہ کے ملنے سے محروم رہی تو اپنے وصول کے
ضائع کرنے ہی کے سبب سے محروم رہی ہین اور جو شخص کہ اپنے بات کرنے اور کام کرنے مین ضرورت

کو چنگل سے نہ پکڑیگا وہ اسباب پر قادر نہوگا کہ توقف کرے اور ٹھہرا رہے اور کفایت کرے بقدر حاجت
کے کھانے اور پینے اور نیند پر اور جب ضرورت کے حد سے تجاوز کریگا تب اسکے دل کے
قصدون کی دیوار گر جاویگی ایک کے بعد ایک کے بعد ایک اور دلمین جو نیک قصدون
کو رکہتا ہے اور اسپر مضبوط گڑہین لگا رکھا ہے سو ایک کے بعد ایک کہلتی جاوینگی اس خاکسار
نے خوب تجربہ کیا ہے جب فضول مین آدمی گرفتار ہوتا ہے تب اسکی سابق کی پرہیزگاری
بھی جاتی رہتی ہے سو آدمی سے جب کوئی فضول کام ہو پڑے تب فی الفور توبہ کرے اور پہر
فضول کے پاس نجاوے اور سہل ابن عبد اللہ نے کہا کہ جو شخص کہ اللہ کی عبادت اپنے اختیار
سے نہ کریگا تو وہ شخص خلق کی بندگی کریگا بے اختیار ہوکے یعنے اللہ کی عبادت اور فرمانبرداری
جو ضروری چیز ہے اسکو جب چھوڑیگا اور کہانے پینے وغیرہ گذرانکی چیزون پر بقدر ضرورت
کے قناعت نکریگا تب فضول مین گرفتار ہوگا اور خلق کی خوشامد کرتا پھریگا اور
اس بندے پر رخصتون یعنے نرمیون اور اتباع یعنے کشادگیون کے دروازے کشادہ ہونگے
اور ہلاک ہوگا ہلاک ہونیوالون کے ساتھ یعنے جو بات نفس پر نرم معلوم ہوگی سو کر پڑیگا
اور شرع کے قید سے نکل کے کھلی سند جو چاہیگا سو کریگا اور جیسا کہ بے شرع لوگ ہلاک ہونگے
ویسا یہ بھی ہلاک ہوگا اور عذاب مین گرفتار ہوگا اور سزاوار اور لائق نہین ہے مبتدی مرید
کو یہ کہ ابنائے دنیا مین سے کسیکو پہچانے اسواسطے کہ مرید کا انلوگون کو پہچاننا زہر قاتل ہے
اور بیشک حدیث مین وارد ہوا کہ دنیا اللہ تعالی کی مغبوضہ یعنے دشمن رکھی گئی ہے جو شخص
کہ اسکی کسی رسی کو چنگل سے پکڑیگا وہ رسی اسکو آگ کیطرف کہینچ کے لیجاویگی اور اسکی
رسیون مین سے کوئی رسی نہین ہے مانند ابنائے دنیا اور طالب دنیا اور محبت دنیا کے
یعنے برائی مین اور آگ کی طرف کہینچنے مین مانند ابنائے دنیا اور طالب دنیا اور محبت دنیا
کے کوئی رسی نہین ہے سو جو شخص انکو پہچانیگا وہ دنیا کے طرف کہینچ جاویگا دنیا کی
خواہش رکھیگا یا اس سے انکار کریگا اور پرہیز کریگا مبتدی ان فقیرونکی صحبت

مین بیٹھنے سے جو قیام اللیل یعنے تہجد کی نماز اور صیام النہار یعنے نفل روزے کی ترغیب نہین دلاتے
ہین کیونکہ ایسے فقیرونکی صحبت سے مبتدی کو وہی بدی اثر کریگی جوابناے دنیا کی صحبت
مین بیٹھنے سے اثر کرتی ہے اور ایسے فقیر لوگ اکثر اشارے اشارے یہ بات کہتے ہین عمل اور
عبادت ظاہری جو ہی سو عابدون کا شغل ہے اور ارباب احوال جو ہین سو اِس مقام سے او سپر پہنچلیے
ہین یعنے انکو اعمال اور عبادت ظاہری کی حاجت باقی نہین اور فقیر کو چاہتا ہے کہ فقط فرضون
کو ادا کرلیا کرے اور رمضان کا روزہ رکھے بس اسیقدر کفایت ہے اور مرید کو سزا وار
نہین ہے کہ ایسے فقیرونکی بات اسکے کان مین مطلق پڑے اسواسطے کہ ہمنے آزمایا ہے
اور ان سب ساری کامون کو کرکے بیٹھے ہین اور فقرا اور صالحین کی صحبت مین بیٹھے ہین اور
جو لوگ کہ ایسی بات کہتے ہین اور فقط فرضون کا حکم دیتے ہین اور زیادات اور نوافل یعنے
فرض کے سوا جو زیادہ عبادتین سنت اور نفل ہین انکا حکم نہین دیتے سو اون لوگون کو ہمنے
اتباع مین کچا اور عاجز پایا باوجودیکہ اپنے احوال مین وے لوگ اچھے ہین سو بندے پر
لازم ہے ساری فریضہ اور فضیلہ کو چنگل سے پکڑنا اسواسطے کہ فریضہ اور فضیلہ کو مضبوط
پکڑنے سے اُسکا قدم اُسکے ہدایت مین ثابت رہتا ہے فریضہ کہتے ہین فرض عبادت کو اور
فضیلہ کہتے ہین نفل عبادت کو اور بندہ نگہبانی کرے جمعہ کے روز کی خاص کرکے اور جمعہ کے
روز کو خالص اللہ تعالی کی عبادت کے واسطے مقرر کرے اور جمعہ کے روز کو اپنے نفس کے
احوال اور حاجتون کے ساتھہ ذرا بھی نہ ملاوے اور جامع یعنے جمعہ مسجد کی طرف صبحکو جاوے
آفتاب نکلنے کے قبل اور جمعہ کے غسل کے بعد اور جمعہ کی نماز کے وقت کے قریب غسل کرے
جو اس سے ہوسکے تو افضل ہے اور مشغول ہو نماز اور گریہ اور زاری اور دعا اور تلاوت انواع
ذکر مین بغیر فتور اور سستی کے یہان تک کہ جمعہ کی نماز پڑھی جاوے اور جمعہ مسجد مین معتکف ہوکے
بیٹھے یہان تک کہ عصر کی نماز کا فرض پڑھا جاوے اور باقی دن پہر مشغول رہے تسبیح یعنے
سبحان اللہ کہنے مین اور استغفار یعنے استغفر اللہ کہنے مین اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام پر صلوۃ

بھیجے مین یعنے درود پڑھنے مین اسواسطے کہ بیشک وہ بندہ اِن کامون کی برکت پاتا رہیگا
اس جمعہ کے ساری ہفتہ بھر اور بیشک صادقین مین سے بعضے ایسے لوگ تھے کہ اپنے احوال
اور اقوال اور افعال کو ساری ہفتہ بھر ضبط رکھتے تھے تاکہ اس کام کا ثمرہ اور فائدہ
جمعہ کے روز پاوین کیونکہ جمعہ صادق کے واسطے زیادتی ثواب کا مان ہین اور تاکہ جو کچھہ
برکت جمعہ کیدن پاوین سو محک اور کسوٹی ٹھہرے کہ اس سے ساری ہفتے جو گذرے
ہین اُن کے کام اور ثمرہ کو کسی اور تولے اور اُنکا حال دریافت کرے اسواسطے کہ جب
سارا ہفتہ صحیح سلامت اور بھلا چکا ہو اتب جمعہ کے روز مین انوار برکات زیادہ حاصل ہونگی اور جمعہ کے
روز مین جو کچھہ تاریکی اور نفس کی ہولی اور تجدید کی اور قلت انشراح یعنی دلکی کشادگی اور خوشی کی کمی ہا وے تو دریافت کرے
اور تول کے معلوم کرے کہ یہ اسی سبب سے ہے جو ہفتون مین اپنے اعمال کو ضائع کیا ہی
اور کوشش کے ساتھہ اسبات سے پرہیز کرے کہ لوگون کے واسطے لباس پہنے یعنی لوگون
کے دکھانے اور لوگون کے نزدیک قدر منزلت زیادہ ہونے کی نیت پر لباس نہ پہنے خواہ
لباس مرتفع یعنے عمدہ ہو خواہ لباس اُن لوگون کا ہو جو تھوڑے کھانے اور کپڑے
پر قناعت کرتے ہین تاکہ اُنکو لوگ زاہد معلوم کرے اسواسطے کہ عمدہ لباس لوگون کی
دکھانے کیواسطے پہننے مین خواہش نفسانی ہے اور موٹے کپڑے پہننے مین ریا ہے
تو کپڑا نہ پہنے مگر اللہ کی رضا کی نیت پر یعنے موٹا کپڑا ہو یا عمدہ ہر طرحکے لباس مین
اللہ تعالی کی رضا منظور ہو صاحب عوارف کہتے ہین کہ ہمکو خبر پہنچی ہے کہ سفیان نے
الٹا کرتہ پہنا اور اُسکو اسبات کی خبر نہ تھی یہانتک کہ دن ہوا اور بعضے لوگون نے
اسکو اسبات کی خبر دیا تب اُسنے یہ قصد کیا کہ کرتے کو اتارے اور سیدھا کر کے
پہنے پھر باز رہا اور کہا کہ مین نے اسکو اللہ تعالی کی رضا کی نیت پر پہنا تھا سو اب مین
اسکو سیدھا کر کے آدمیون کے دکھانیکی نیت پر پہنونگا سو چاہیئے کہ بندہ اسبات کو
سمجھہ لے اور اسی پر اپنے سب کام کو قیاس کرے اور ضروری تبدیری کو کہ اُسکے واسطے

قرآن کی تلاوت کا کچھہ حصہ مقرر ہو یعنے اپنے دن رات کے ساری وقتون مین سے ایک
وقت قرآن کی تلاوت کیواسطے مقرر کرے اور جسنے قرآن کو حفظ کیا ہے وہ شخص قرآن
کے ساتوین حصے سے لیکے ساری قرآن تک یا ساتوین حصے سے تہوڑا یا زیادہ جیساکہ مگر
ہو پڑہے اور اس شخص کی بات نہ سنے جو کہتا ہے کہ ایک ذکر کو ہمیشہ کیا کرنا قرآن کی تلاوت
سے افضل ہے اسواسطے کہ قرآن سے اور اسکی تلاوت سے جو نماز مین یا نماز کے سوا تلاوت
کرے گا جس چیز کی آرزو اور خواہش کرے گا سو سب کچھہ پاویگا اللہ تعالی کی توفیق
سے اور مشایخون مین سے جو بعضے نے اسبات کو اختیار اور پسند کیا ہے کہ مرید ہمیشہ
ایک ہی ذکر کیا کرے تو واسطے کہ مرید کے دل کا قصد جمع ہوجاوے یعنے دل کی پراگندگی
رفع ہونے کیواسطے دوا کے طور پر یہ بات تجویز کیا ہے اور جو شخص تلاوت اکیلے
مکان مین ہمیشہ کیا کرے گا اور اکیلی اس تلاوت کو چنگل سے پکڑے گا تو جو فائدہ
اسکو ایک ذکر دیگی اس سے بڑھ کے تلاوت اور نماز فائدہ دیگی پہر جب بعضے وقت
قرآن کی تلاوت سے جی گھبراوے تب آسانی کے واسطے نفس سے ذکر کا کام لے اور نفس
کو تلاوت سے ذکر کیطرف اتارے اسواسطے کہ ذکر کرنا نفس پر ہلکا زیادہ ہے اور مبتدی
کو لائق ہے اسبات کا جاننا کہ اعتبار دل کے کام کا ہوتا ہے سو تلاوت اور نماز اور
ذکر مین سے جو عمل کہ اسمین دل اور زبان کو اکٹھا اور موافق نکرے گا تو وہ عمل جیسا
چاہیئے ویسا شمار مین لانے کے قابل نہین ہے کیونکہ وہ عمل ناقص اور ادہوڑا ہے
اور وسواسون اور حدیث النفس یعنے جی کے خیالات اور منصوبون کو حقیر اور چھوٹا
نہ جانے کیونکہ انکو چھوٹا اور حقیر جاننا ضرر کرنیوالا اور داء عضال یعنے سخت بیماری
ہے بلکہ اپنے نفس سے اسبات کا مطالعہ کرے کہ اسکی تلاوت مین قرآن کے معنے
اسکے باطن مین حدیث النفس کی جگہہ پر ہوجاوین جیساکہ تلاوت جب زبان پر ہوتی
ہے تب زبان تلاوت مین مشغول ہوتی ہے اور تلاوت مین دوسرا کلام نہین لاتی

سو اسیطرح قرآن کے معنے دل مین رہین اسمین حدیث النفس کو نہ ملاوے اور اگر عجمی ہو یعنے
عرب کے سوا دوسری ملک کا ہو کہ قرآن کے معنے نہین جانتا ہے تو مراقبہ اُسکے باطن کا
لباس ہو اسطرح پر اللہ تعالی کی نظر جو اس بندے کیطرف ہے سو بندے کا باطن بجاے
حدیث النفس کے اُس نظر اور نگاہ دیکھنے مین مشغول ہو تو بیشک وہ یہہ مراقبہ ہمیشہ
کرنے سے ارباب مشاہدہ مین سے ہوجاویگا جیسا کہ مقدمہ مین اور نوین فصل مین معلوم ہوچکا
اور مشاہد کی حقیقت بارہوین فصل مین معلوم ہوگی انشاء اللہ تعالی اس خاکسار نے خوب
آزمایا ہے کہ اس طور سے جو مذکور ہوا قرآن شریف کی تلاوت کیوقت خصوصًا نماز مین
بلاشبہ مشاہدہ ہوتا ہے اور جب اللہ تعالی کی تعریف یا اس سے کچھہ عرض کرنے کا مضمون
آتا ہے جسطرح سے مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ مالک انصاف کے دن کا اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ
اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ تجھی کو ہم بندگی کرتے ہین اور تجھی سے ہم مدد چاہتے ہین تو بلاشبہ
پاسائی اور بڑی لذت کے ساتھہ اللہ تعالی سامنے معلوم ہوتا ہے اور جب اللہ تعالے
کے کچھہ حکم کرنے کا مضمون آتا ہے جسطرح يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْآ اِلَى اللّٰهِ
تَوْبَۃً نَّصُوْحًا ۔ اے ایمان والو توبہ کرو اللہ کے طرف صاف دل کی تو یہ تب صاف
معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی ہمکو یہ حکم دیتا ہے اور اس حکم کو اللہ سے سنتا ہے
اپنی آواز اور زبان کا حکم مطلق ہوش نہین رہتا اور دل اور جان سے اس حکم کو
لذت کے ساتھہ قبول کرلیتا ہے اور جب اللہ تعالے کے خبر دینے کا مضمون آتا
ہے جسطرح اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ ۔ اللہ کو خوش آتے ہین توبہ کرنے والے
تب بڑی لذت پاتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی ہمکو یہ خبر سناتا ہے اور اس
حالت مین اللہ تعالی نہایت قریب اور پاس معلوم ہوتا ہے وعلی ہذا القیاس سارے
قرآن کی تلاوت مین یہی حال ہوتا ہے اور جو شخص قرآن کے معنے نہین سمجھتا ہے
تو اُسکو بھی مراقبہ مذکور کے سبب سے مشاہدہ حاصل ہوتا ہے اور وہ سبحانہ نہایت

قریب اور پاس معلوم ہوتا ہے اِیر جو گیارہوین فصل کے دوسری فائدہ مین کم فرصت لوگون
کے واسطے ایک ساعت مین فائدہ ہونے کے مضمون کا ذکر ہوا سو یہ بھی ویساہی مضمون
ہے مالک نے کہاکہ صدیقین کا دل جب قرآن سنتا ہے تب خوش ہوتاہی اور آخرت کی طرف
خواہش کرتا ہے سو چاہیئے کہ مرید اس وصول کو یعنے قرآن کی تلاوت کرکے اللہ سے ملنے
کو چنگل سے پکڑے اور اسبات مین مددلے اللہ کے پاس دوام افتقار یعنے ہمیشہ محتاج بنے
رہنے سے کیونکہ اسبات سے اُسکا قدم ثابت رہیگا سہل نے کہاکہ التجا اور افتقار کے لازم
کرلینے کے اندازے پر یعنے ہر وقت ہمیشہ اللہ تعالی کے پاس پناہ لینے اور محتاج بنے رہنے
کے اندازے پر بلا یعنے آزمایش کو پہچانتا ہے اور اپنی معرفت اور پہچاننے کے انداز
پر اللہ تعالی کے پاس اُسکا محتاج نہ رہنا ہوتا ہے یعنے جسقدر اللہ تعالی کو اور اسکی
آزمایش کو پہچانتا ہے اور ساری آفتون اور مکروہات اور نعمت دینے کو اسکی آزمایش
جانتا ہی اسیقدر اللہ تعالی کا محتاج بنا رہتا ہی تو ہمیشہ اللہ تعالی کا بنا رہنا اصل اور جڑ ہے
ساری نیکی کی اور کنجی ہے صوفیہ کے سارے باریک علم کی اور اس افتقار کو ہر سانس کے
ساتھ جو لازم کرلیتا ہے وہ شخص آپ اکیلے کوئی حرکت نہین کرتا اور نہ کوئی بات بولتا
ہے بغیر اللہ کی مرضی پائے اور اُس حرکت اور بات مین بغیر اپنی محتاج ظاہر کرنے کے
اللہ کے پاس اور جو بات اور جو حرکت اللہ کیطرف رجوع کرنے اور اُسکے پاس محتاج ہونیسے
خالی ہوتی ہے اُسکے پیچھے خیر اور بھلائی ہرگز نہین آتی اِسبا تکو ہمنے جان لیا اور تحقیق
کررکھا ہے اور سہل نے کہاکہ جس شخص نے ایک سانس کے بعد دوسری سانس لیا بغیر
ذکر کے تو بیشک اسنے اپنے حال کو ضایع کیا اور جس شخص نے اپنے حال کو ضایع کیا ہے
اسپر جو نقصان داخل ہوتا ہی اسمین کا ادنی نقصان یہ ہے کہ وہ شخص لا یعنے مین یعنے
جو چیز اسکو کچھہ فائدہ نہین دیتی اسمین وہ داخل ہوتا ہے اور جو چیز اوسکو فائدہ دیتی
ہے اوسکو ترک کرتا ہے اور ہمکو خبر پہنچی ہے کہ بیشک عسان ابن سنان نے کہاکہ

یہ کس کا گھر ہے بعد اسکے اپنے جی مین سوچا اور کہا کہ مجکو اس سوال سے کیا حاصل ہوا یہہ اور کچھہ نہین مگر یہہ ... نفس کا غلبہ اور اسکا بے ادب ہونا ہے اور اپنے اوپر یہہ قسم کہا یا کہ روزہ رکھے ایک برس اسکبات کے کفارہ کیواسطے جو لوگون نے صدق یعنے سچی نیت کے سبب سی پایا ہی جو کچھہ پایا ہے اور اپنے عزائم یعنے دل کے قصد اور سچی نیت کی قوت سے نیک مردون کے عزائم اور قصد پر پہنچے ہین جو کچھہ پہنچے ہین جنید فرماتے تھے کہ اگر کوئی صادق یعنے سچی نیت والا ہزار برس اللہ کیطرف متوجہ رہا پھر اللہ کیطرف سے ایک لحظہ منہ پھیر لیا تو بیشک یہ ایک لحظہ کی منہ پھیرنے کی برائی اس ہزار برس کے متوجہ رہنے کی بھلائی سے بہت زیادہ ہے اور یہ سب باتین جو بیان ہوئین سو مبتدی ان سب باتون کے مضبوط کرنے کا محتاج ہے اور منتہی ان سب باتون کا عالم ہے اور اونکی حقیقتون پر عمل کرنیوالا ہے تو مبتدی صادق ہے اور منتہی صدیق ابو عبداللہ قرشی نے کہا کہ صادق وہ شخص ہے کہ اسکا ظاہر مستقیم اور سیدہا اور ٹھیک اور مضبوط ہی اور اسکا باطن کبھی وقت نفس کی خواہش کیطرف جھکتا ہے اور صادق کی نشانی یہ ہے کہ بعضے طاعت مین حلاوت پاتا ہی اور بعضے طاعت مین حلاوت نہین پاتا اور جب ذکر مین مشغول ہوتا ہی تب اسکی روح روشن ہو جاتی ہے اور نفس کی خواہش مین مشغول ہوتا ہے تب ذکر کی حلاوت اور روشنی سے روح پر پردہ پڑ جاتا ہے اور صدیق وہ شخص ہے کہ اسکا ظاہر مضبوط ہوتا ہے اور اسکا باطن اللہ تعالی کی بندگی کرتا ہے حال کی تلوین کے ساتھہ یعنے حال کے بدلنے کے ساتھہ کہ کبھی بیقراری اور بے چینی ہوتی ہے آنسو گرتا ہے خوف غالب ہوتا ہی اور کبھی آنکھہ کو ٹھنڈھک اور دل مین روشنی اور خوشی حاصل ہوتی ہے اور یہ تلوین اور حال کا بدلنا ارباب قلوب کے کیواسطے ہے جن پر اللہ سبحانہ کی صفت کہلی جاتی ہے اور وے مشاہدہ والے لوگ ہین کہ ہر وقت حضوری کے دریا مین غرق رہتے ہین جیسا کہ چھٹین فصل مین معلوم ہوا اور مشاہدہ والے منتہی کہلاتے ہین پہر آگے جہان تک بڑہ جاوین اور انکو کہانا اور سونا اور بیٹھنا

اللہ سبحانہ کی ذکر اور یاد کا آڑ نہین پڑتا اور صدیق اپنے نفس کو چاہتا ہے کہ اللہ کی رضا کے
کام مین لگا رہے اور نبوت کے احوال سے بہت نزدیک صدیقیت ہے ابو یزید نے کہا کہ صدیقون
کے مراتب کے نہایت کا آخر جو ہے سو نبیون کے درجات کا اول ہے جیساکہ نوین فصل کے
آخر مین تفصیل کے ساتھہ معلوم ہوا صاحب عوارف فرماتے ہین اور جان تو کہ بے شک
ارباب النہایات یعنے منتہی لوگ جو ہین سو انکا باطن اور ظاہر اللہ کی رضامندی کی راہ مین
مستقیم اور ٹھیک اور مضبوط ہوا ہی اور انکی ارواح نفس کی تاریکی سے خلاص پائی ہے
اور اللہ کے قرب کے مجھونے پر چلتی ہے اور انکا نفس فرمان برداری اور اطاعت
کرنے والا اور صلح اور موافقت کرنے والا ہے دل کے ساتھہ جس چیز کو دل قبول کرتا ہی
اسکو قبول کرنے والا ہے اور انکی ارواح مقام اعلی مین یعنے توجہ الی اللہ مین لگی ہوئی ہی
ہوا حرص اور خواہش نفسانی کے شعلے انکے اندر بجھہ گئے ہین انکے باطن مین صریح
علم یعنے کھلا اور ظاہر علم ٹن مل گیا ہے اور انپر آخرۃ کھل گئی ہے جیساکہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق مین فرمایا جو شخص چاہے کہ ایسے مردے
کو دیکھے جو زمین پر چلتا ہے تو چاہیئے کہ دیکھے ابو بکر کی طرف آنحضرت علیہ السلام نے اس
فرمانے مین اشارہ کیا اس حال کی طرف جسکے سبب سے انپر صریح علم کھولا گیا تھا
وہ صریح علم جسکی طرف عوام مومنین نہین پہنچتے ہین مگر بعد موت کے یعنے آخرت کے سارے
احوال جیساکہ مرنے کے بعد عوام مومنون پر بھی کھل جاتے ہین ویسا حضرت ابو بکر صدیق
پر زندگی مین کھل گئے تھے اور مردے کی طرح سے دنیا کا علاقہ انسے ٹوٹ گیا تھا جیساکہ فرمایا اللہ تعالے
نے چھبیسوین سیپارہ سورہ قٓ مین فَکَشَفْنَا عَنْکَ غِطَاءَکَ فَبَصَرُکَ الْیَوْمَ حَدِیْدٌ۔ اب
کھولدی یعنے تجھسے تیری اندھیری اب تیری نگاہ آج تیز ہے سوار باب النہایات جو
ہین سو انکی خواہش نفسانی مرگیی ہے اور انکی ارواح نے خواہش نفسانی سے خلاص پایا ہی
فائدہ اس امت مرحومہ مین نام مقرر کرکے حضرت ابو بکر صدیق کو صدیق کہنا ثابت ہوا ہی

یہان تک کہ شیعہ مذہب کی معتبر کتاب سے بھی یہ بات ثابت ہے چنانچہ شیعہ اثنا عشریہ مذہب
کی معتبر کتاب کشف الغمہ مین جو علی بن عیسی اردبیلی کی تصنیف ہے یون منقول ہے سُئِلَ الامام
ابُوجعفرٍ علیہ السلام عن حِلیۃِ السَّیفِ ھَل یَجُوزُ فقال نعم قد حلّی ابُوبکرٍ الصِّدّیقُ سیفہٗ
فقال الراوی اتقولُ ھٰکذا فوثب الامام عن مکانہٖ فقال نعم الصِّدّیقُ نعم الصِّدّیقُ
نعم الصِّدّیقُ فمن لم یقل لہ الصِّدّیقُ فلا صدّق اللّٰہ قولہٗ فی الدُّنیا والاٰخرۃ سوال کیے
گئے امام ابو جعفر یعنے امام جعفر صادق کے باپ امام محمد باقر علیہ السلام تلوار کے زیور
سے کہ کیا جایز ہے تب کہا امام محمد باقر رضی اللہ عنہ نے ہان جایز اور درست ہے کیونکہ
بے شک ابوبکر صدیق نے اپنی تلوار کو زیور سے آراستہ کیا تھا تب راوی نے کہا کہ کیا آپ بھی
کہتے ہین ایسا یعنے آپ بھی انکو صدیق فرماتے ہین تب اچھلے امام اپنی جگہہ سے اور فرمایا ہان
مین کہتا ہون صدیق ہان مین کہتا ہون صدیق ہان مین کہتا ہون صدیق سو جو کوئی نہ کہے ابوبکر
صدیق کو صدیق نہ سچا کیجیو اللہ اسکی بات کو دنیا اور آخرت مین انتہی اس روایت سے ثابت ہوا
کہ امام محمد باقر علیہ السلام ابوبکر صدیق کو اپنا پیشوا اور مقتدا اعتقاد کرتے تھے اور اُن کے
فعل کو فقہی مسئلہ کا ماخذ اعتقاد کرتے تھے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ ایسے مذہب کے لوگ
اس امام برحق کے وقت مین کہین کہین تھے کہ جو حضرت ابوبکر صدیق سے بد اعتقاد تھے
وہ لوگ اپنے زعم مین جانتے تھے کہ امام لوگ بھی حضرت ابوبکر صدیق سے بد اعتقاد ہین اور حضرت امام بھی ایسے مذہب والوں کے حال سے
واقف تھے اور ان مذہب والوں سے للہ دل سے ناراض تھے اسی سبب سے جب پہچانا کہ یہ اسی مذہب کا آدمی ہے سخت غصہ فرمایا
یہان تک کہ اپنی جگہہ سے اچھلے اور ایسے مذہب والے کے حق مین جو ابوبکر صدیق کو صدیق نہ کہے
بد دعا فرمایا (**فائدہ**) شیعہ مذہب کی معتبر کتاب کی اس حدیث مذکور سے ثابت ہوا کہ حضرت
ابوبکر صدیق کو صدیق نجاننا اور انکی صدیقیت کا اقرار نکرنا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی مخالفت کرنا ہے
اور اُس مومن کو جو بارہ اماموں سے محبت رکھتا ہے اور انکو دین محمدی کا پیشوا اعتقاد کرتا ہے اپنے
اعتقاد درست کرنے اور اپنے مذہب پر مضبوط رہنے اور بارہ اماموں کے اعتقاد اور مذہب سے

واقف ہونے اور حق مذہب مین طرح طرح کے شبہے دفع ہوجانے کے واسطے یہ ایک حدیث کفایت ہے
امام کی حدیث کے مقابلہ مین جھوٹھے جھوٹھے قصہ کہانی اور کسی کے بہتان اور افترا کا کیا اعتبار یحیی
ابن معاذ سے لوگون نے عارف کی صفت پوچھا تب کہا عارف ایک مرد ہی کہ لوگون کے ساتھ ہے اور
اُن سب سے جدا ہی اور ایک مرتبہ کہا کہ ایک بندہ تھا پہر جدا ہوگیا یعنے ایسی بات چیت کرتا تھا اور سب
مین ملا جلا تہا پہر مشاہدہ مین غرق ہوگیا ایسا حال ہوگیا کہ گویا اس سے کبھی کی جان پہچان بہی نہین
یہ وہی تجلی اور استتار کی حالت کا بیان ہے چھٹین فصل مین معلوم ہوا سو ارباب النہایات جو ہین سو
وہی لوگ اللہ تعالی کے پاس ہین اپنی حقیقت کے ساتھ موت کیوقت معین کرنے کے سبب سے باز رکھے
گئے ہین یعنے انکو ایسا قرب کا مقام حاصل ہی کہ اگر موت کا وقت معین نہوتا تو مارے شوق کے انکی
روح بہی اللہ کے پاس جا پہنچتی اللہ تعالی نے اپنے خلق مین انکو اپنا لشکر مقرر کیا ہے اُن کے
وسیلہ سے ہدایت کرتا ہے اور اُن کے وسیلہ سے سیدھی راہ بتاتا ہی اور انکے وسیلہ سے
اہل ارادت اور اعتقاد والون کو کھینچ لیتا ہے انکا کلام پیاس کو بجھاتا ہی اور انکی نظر شفا ہے
کہ اُس سے ظاہری اور باطنی مرض دفع ہوتے ہین اُنکا ظاہر محفوظ ہی شریعت کے حکم سے
یعنے شریعت کے حکم پر ایسا قائم ہین کہ ساری خلاف شرع کام سے محفوظ ہین اور باطن انکا معمور عالم
سے ذوالنون نے کہا کہ نشانی عارف کی تین ہے ایک یہ کہ اسکی معرفت کا نور اسکی پرہیزگاری کے
نور کو نہ بجھاوی یعنے جو بعضے جاہل اور مکار روزہ نماز چھوڑے ہین اور گانجے بھانگ وغیرہ نشان
کی چیزون کے پینے مین گرفتار ہین یا خلاف شرع لباس پہنتے ہین یا بدعت مین گرفتار ہین اور
تقوی اور پرہیزگاری نہین کرتے اور وے آپ کہتے ہین یا نادان لوگ جانتے ہین کہ وے
معرفت مین غرق ہین انکو روزہ نماز حرام حلال تقوی طہارت کا ہوش نہین سو جھوٹھے ہے
اور عارف کی نشانی کے خلاف ہی اور دوسری یہ کہ ایسے علم باطن کا معتقد نہو کہ جس سے شریعت کے
ظاہر حکم کے بجالانے مین نقصان آوے اور تیسرے یہ کہ اللہ تعالی کے زیادہ نعمت دینے اور
بزرگی دینے سے اللہ تعالی کے محارم کے پردون کے پہاڑنے پر مستعد نہو یعنے اللہ تعالی نے

حرام پر اپنے منع کے پردے لٹکا دیا ہی اور فرما دیا ہی کہ پردے کے اس پار کوئی نہ جاوے اور حرام میں گرفتار ہووے سو مال دولت صحت تندرستی قوت زور عزت بزرگی پا کے اللہ کو بھول کے حرام مین گرفتار ہونا اور حرام سے بچنا اور خوف کرنا عارف کی نشانی ہے اور عارف اور ارباب مشاہدہ اور فنا اور بقا کے مقام والے یہ سب منتہی اور ارباب النہایات ہین سو ارباب النہایات جب نعمت زیادہ پاتے ہین تب عبودیت کا حق زیادہ ادا کرتے ہین اور جب دنیا زیادہ پاتے ہین تب زیادہ قرب حاصل کرتے ہین اور جب جاہ اور مرتبہ بلند زیادہ پاتے ہین تب تواضع اور ذلت یعنے اپنی تئین ذلیل جاننا اور نرم دلی زیادہ کرتے ہین فرمایا اللہ تعالی نے چھٹین سپارہ سورہ مائدہ مین - اذلۃٍ علی المؤمنین اعزۃ علی الکافرین - نرم دل ہین مسلمانون پر اور زبردست ہین کافرون پر اور جب وے لوگ نفس کی خواہشون مین سے کسی خواہش کو پاتے ہین تب ان سے صاف اور خالص شکر نکلتا ہی اور نفس کی خواہش کی چیزون کو لیتے ہین ایک بار نفس پر نرمی کرنے کیواسطے کیونکہ نفس اُن کے ساتھ اس لڑکے کے مانند ہی کہ اسپر کسی چیز کے ساتھ لطف اور مہربانی کیجاتی ہی اور اسکو کوئی چیز تحفہ دیجاتی ہے اسواسطے کہ وہ لڑکا اسکے حکم کا تابع ہے اور اسکی حفاظت اور نگہبانی مین رہتا ہی اور اسپر رحم اور مہربانی کیجاتی ہی اور ایکبار اپنے نفس کو وے لوگ خواہش نفسانی سے منع کرتے ہین انبیاء علیہم السلام کی پیروی کیواسطے اور اسواسطے کہ دنیا وہی خواہش کے کم کرنے کو ان لوگون نے اختیار اور پسند کیا ہی اور کہا یحیی ابن معاذ نے کہ دنیا دلہن ہی اور جو شخص اسکو طلب کرتا وہ اسکو کنگھی کرتا ہی اور جو شخص دنیا مین زاہد ہے یعنے جو شخص دنیا کا تارک ہی اور دنیا مین رغبت نہین کرتا ہی وہ اس دلہن کے منہ کو سیاہ کرتا ہی اور اسکے بال کو اکھاڑ ڈالتا ہی اور اسکے کپڑے کو پھاڑ ڈالتا ہی اور جو شخص عارف باللہ یعنے اللہ کا پہچاننے والا ہی وہ اپنے مولا مین مشغول ہی اُس دلہن کیطرف التفات نہین کرتا اور جان تو کہ بیشک منتہی جو ہی سو باوجود اپنے کمال حال کے بے پروا نہین رہتا ہے نفس کی سیاست اور نگہبانی سے اور اسکو خواہش نفسانی سے منع کرنے سے اور زیادتی رد

اور رات کے قیام اور طرح طرح کی نیکی کے حصہ لینے سے اور تحقیق اسبات مین بہت لوگون
نے غلطی کیا اور گمان کیا کہ منتہی زیادات اور نوافل سے مستغنی اور بے پروا ہوتا ہے سو
منتہی کو کچہہ دہشت نہین ہے لذت اور شہوات یعنے لذت کی چیزون اور خواہش نفسانی
کی چیزون کے لینے مین خوگر ہونا اور عادت کرنا یعنے لذات اور شہوات کی خو اور عادت
کر لینی مین کہ ہمیشہ نفیس کہانے کپڑے وغیرہ لذات کی عادت پڑجاوی اسمین منتہی کو کچہہ دہشت
نہین اور یہ گمان کرنا خطا ہی اس راہ سے خطا نہین کہ یہ بات عارف کو اُسکی معرفت سے پردی
مین ڈالدیگی اور اسکی معرفت جاتی رہیگی ولیکن اس راہ سے خطا ہی کہ یہ بات عارف کو معرفت
کے زیادہ ہونے کے مقام سے باز رہیگی سو ایک گروہ نے جب دیکہا کہ بے لذت اور خواہش
نفسانی کی چیزین انمین سستی کا نشان نہین چھوڑتین یعنے ان چیزون سے اُن مین سستی نہین
آتی اور یہ چیزین ان پر پردی نہین ڈالتین تب اُن چیزون کیطرف میل کیا اور جھکے اور انمین
خوگر ہوئے اور فرضون کے ادا کرنے پر قناعت کیا اور کھانے اور پینے کی چیزون مین کشادگی
کیا اور یہ کشادگی جو وی لوگ کرتے ہین تو یہ اُن مین احوال کے سکر کا باقی رہنا ہی یعنے
انکو حال نے دبا لیا ہے اور نشے والون کے طرح بیہوش اور متوالا کر دیا ہے اور حال
کے نور مین اُنکا یہ قید رہنا ہے اور حال کے نور سے بالکل خلاص پاکے اور چھوٹ کے
حق کے نور کے طرف اُنکا یہ نہ آنا ہی اور جو شخص کہ حال کے نور سے چہوٹ کے حق کے نور کی
طرف پہنچتا ہے تو سکر کا بقایا اس سے نکل جاتا ہے اور اُسکا نفس بندہ بنے رہنے کے
مقام مین عوام مومنون مین سے ایک عوام مومن کے مانند ہو جاتا ہی اور اللہ کی نزدیکی
ڈہونڈھتا ہے نماز اور روزہ کے ساتہہ اور ساری قسم کی نیکی کے ساتہہ یہان تک کہ راہ
مین سے ایذا دینے والی چیز کے دور کرنے کے ساتہہ مثل کانٹے اور ڈہیلے اور پتھر کے اور
تکبر نہین کرتا اور ننگ نہین رکھتا ہی اس بات سے کہ عوام مومنون کی صورت مین پھر
وہ ہراکے ہو جاوی ہر قسم کی نیکی اور صلہ رحم یعنے اقربا کے ساتہہ احسان کرنے کے ارادیکی

ظاہر کرنی مین یعنے پہلے عوام مومنون کی صورت مین تھا جب سلوک الی اللہ کا طریقہ اختیار
کیا اور صوفیہ کے گروہ مین داخل ہوا تب خواص مومنون کی صورت اور وضع کو اختیار کیا تھا
اور اب جب منتہی ہوا تب پھر دوبارہ عوام مومنو نکی صورت بنجانے اور نیکی اور صلہ رحم
کے ارادے کے ظاہر کرنے مین تکبر نہین کرتا ہی اور اسبات مین ننگ نہین رکھتا ہی کیونکہ اب
بناوٹ بالکل نکل گئی اور ریا اور سمعہ یعنے خلق کے دکھانے سنانے کے واسطے نیکی کرنا اب دور
ہوگیا اور سارا عمل فقط اللہ کی رضا کے واسطے کرنے لگا اور اخلاص کا مرتبہ حاصل ہوا ہے
سو ایسا شخص شہوات یعنے خواہش نفسانی کی چیزون کو ایک وقت لیتا ہی نفس پر نرمی کرنے
کے واسطے کہ اسکا نفس پاک صاف اور تابعدار اور اطاعت کرنے والا ہی اسواسطے کہ وہ
نفس اسکا قیدی اور اسیر ہی اور ایک وقت شہوات کے لینے سے نفس کو منع کرتا ہی اسواسطے
کہ اس بات مین نفس کی بہتری ہے اور اسبات کو لڑکے کے حال پر برابر اور ٹھیک ٹھیک
قیاس کرو کیونکہ لڑکے کی خواہش چیزون کے ایک وقت دینے اور ایک وقت منع کرنے مین
اگر اعتدال اور اندازے کی حد سے تجاوز کریگا تو اسکی طبیعت خراب ہوجاویگی اسواسطے کہ
آدمی کی جبلت جو ہی سو اسکا توڑنا علم کی سیاست یعنی محافظت اور نگہبانی کے ساتھ
ضرور ہے یعنے علم جسوقت مین جسطرح سے حکم دے اس طرح سے اپنی جبلت کے آراستہ ہونیکی
تدبیر کرے اور اپنے نفس کو تربیت کرے اپنی اٹکل سے تربیت کرنے سے نفس اور بھی بگڑ
جاویگا سو یہ بات یعنے علم کی سیاست کا مضمون پوشیدہ ہی اسکی پوشیدگی کے سبب سے
اور اس بات کے دریافت نہونے کے سبب سے منتہی لوگون پر نفس کا آثار یعنے شہوات اور لذات
مین غرق رہنا داخل ہوجاتا ہے اور وہ اس طرف جھک پڑتے ہین اور اس جھک پڑنے
سے معرفت کے زیادہ ہونے کا دروازہ بند ہوجاتا ہی یعنے جو منتہی علم کی سیاست کا مضمون
نہین جانتا اسکا یہ حال ہوتا ہی جیسا کہ اوپر قریب ہی معلوم ہوا تو منتہی جو ہے سو اختیار
کی پیشانی کا مالک ہوا ہی اخذ اور ترک یعنے لینے اور چھوڑنے مین یعنے ایک بار نفس پر نرمی

کرنے کے واسطے ایک چیز کے لینے مین اور دوسری بار نفس کی سیاست کے واسطے اسی چیز
سے کے چھوڑنے مین اسکو علم سیاست کے حاصل ہونے کے سبب سے اختیار اور پسند کرنا حاصل
ہے اور جب یہہ بات حاصل ہی تب منتہی کو ضرور ہی اعمال کا اور حظوظ یعنے نفس کے حصہ کی
چیز کا لینا اور چھوڑنا اور اعمال مین اخذ اور ترک یعنے لینا اور چھوڑنا چونکہ منتہی کیواسطے
ضرور ہے اسواسطے منتہی ایک بار اعمال کو بجالاتا ہی صادقین کے مانند اور ایک بار نفل
اعمال کو چھوڑ دیتا ہی نفس پر نرمی کرنے کیواسطے اور ایک بار حظوظ اور شہوات لیتا ہی نفس پر نرمی کرنے کیواسطے اور ایک بار
حظوظ اور شہوات چھوڑ دیتا ہی نفس کے حال کی تلاش کیواسطے علم کی سیاست کی خوبی کے ساتھہ اور
منتہی ان سب بات مین مختار ہوتا ہے سو جو منتہی کہ حظوظ کے چھوڑنے مین بالکل لگا رہا
تو وہ زاہد اور تارک ہے بالکلیہ یعنے پورا زاہد ہے زاہد معنے دنیا سے بے رغبتی کرنیوالا
اور جو شخص حظوظ کے لینے مین خوگر ہوا ہے وہ شخص راغب یعنے دنیا کی خواہش کرنیوالا
ہے بالکلیہ اور منتہی نے دونون بات کے کنارے کو یعنے لینے اور چھوڑنے کے کنارے
کو پکڑ لیتا ہے اور وہ نہایت اعتدال یعنے میانی اور اندازے کی چال پر ہے افراط
اور تفریط کے درمیان درمیان جو راہ ہی اسپر وہ کھڑا ہے افراط معنے حد سے گذر جانا
یعنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جو دین کا کام ثابت ہی اسپر زیادتی کرنا اور تفریط معنے
تقصیر اور کوتاہی کرنا یعنے دین کے احکام اور اعمال کے بجالانے مین کوتاہی کرنا سو منتہی
نہ زیادتی کرتا ہے نہ کمی بلکہ میانی راہ پر کھڑا رہتا ہے سو جو شخص کہ نہایت مین پہنچ کے
ان قسم کی چیزون کو جو ابتدا مین زہد کی وقت دیا تھا پھر لیتا ہی مثلاً نفس کی خواہش کی چیزون کو بعد ابتدا مین زہد کی
راہ سی چھوڑ دیا تھا اور اب نہایت مین پہنچ کے پھر ان چیزون کو نفس پر نرمی کرنے کیواسطی لیتا ہی تو یہ اسکا ان
چیزون کو لینا جو ہی سو زہد مین زہد کرنے کی راہ سے ہے یعنے اسکے دل سی دنیا کی خواہش ایسا
نکل گئی ہے اور اسکو ایسا حقیر جانتا ہے کہ اسکے چھوڑنے مین جو زہد کرتا تھا سو اس زہد
کے چھوڑنے مین زہد کرنے لگا یعنے یہہ سمجھا کہ اسکے چھوڑنے کا اگر خیال کرونگا تو وہ بھی کچھہ

چیز معلوم ہو گئی سو وہ تو کچھ چیز ہی نہین ہے وہ تو آپ ہی چھوٹی چھٹائی ہے اور جو شخص
کہ زہد مین زہد کرتا ہے اُسکے نزدیک دنیا کا ہونا اور نہونا برابر ہوتا ہے وہ اگر دنیا کو چھوڑتا
ہے تو اللہ کے واسطے اور اللہ کے حکم سے اور اگر دنیا کو لیتا ہے تو اللہ کے واسطے اور اسکے
حکم سے کچھ اپنے اختیار سے نہین اور ایسا شخص اختیار کے چھوڑنے مین اپنے حال سے
دباؤ کے تلے دبا نہین رہتا مثلاً نفس کی خواہش کی چیزون کے چھوڑنیکو اختیار کرنا اُسکا حال
ہو گیا ہے سو اس اختیار کے چھوڑنے مین اپنے حال کا تابع نہین ہے بلکہ اللہ کی مرضی کے
تابع ہے اور یہ شخص اپنے اختیار کا ترک کرنے والا اللہ تعالیٰ کے فعل پر ٹھہرا ہے
اور اللہ تعالیٰ کے فعل پر ٹھہرنا اسکا حال ہو گیا ہے تو اس حال کا البتہ وہ مقید ہے
اور جیسا کہ زہد مقید ہی ترک کے ساتھ یعنی اسکو جیسا کہ دنیا اور خواہش نفسانی کی ترک کرنیکی قید ہو ویسا
اپنے اختیار کا ترک کرنیوالا زہد کرنیوالا ہے زہد مین اخذ یعنی لینے والا ہے لذات دنیا مین سے
اسقدر جسقدر اُسکی قسمت مین لکھا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فعل اور مرضی اور کارخانے
کو چونکہ وہ دیکھتا ہے اس سبب سے اخذ کا مقید ہے خلاصہ یہ کہ جیسا کہ زاہد ترک کا مقید
ہے یعنے اُسکو لذات دنیا کے ترک کا خیال لگا ہے ویسا اپنے اختیار کا ترک کرنیوالا
حق سبحانہ کے کارخانے کو سمجھ کے اسکی مباح اور حلال کے لینے کا مقید ہے یعنے اسکے لینے کا
خیال اسکو لگا ہے اور جانتا ہے کہ دنیا کی طیبات اور ستھری لذیذ چیزون کے لینے سے
تہ دل سے سچا شکر ادا ہوگا اور جب نہایت قرار پکڑتا اور مضبوط ہوتا ہے تب نہ مقید ہوتا
ہے اخذ کا اور نہ ترک کا بلکہ ترک کرتا ہے ایک وقت اور اختیار اسکا اللہ تعالیٰ کے
اختیار سے ہوتا ہے اور لیتا ہے ایک وقت اور اختیار اسکا اللہ تعالیٰ کے اختیار سے
ہوتا ہے اور اسی طرح اسکا نفل روزہ اور نفل نماز ہوتی ہے ایک وقت اسکو ادا کرتا ہے
اور ایک وقت نفس کو چھوڑ دیتا ہے اس واسطے کہ وہ اختیار دیا گیا ہے اور درست
اور ٹھیک ہے اختیار مین دونون حالت مین یعنے نفل عبادت کے ادا کرنے اور چھوڑنے

اور مباح کے لینے اور چھوڑنے مین تو شرع سے سبکو اختیار دیا گیا ہے مگر صاحب نہایت جو ہی سو وقت اور موقع سمجہتا ہے اور یہ اسکا وقت اور موقع سمجہ کے لینا اور چھوڑنا جو ہے سو صحیح اور درست اور ٹھیک ہے اور یہ نہایت النہایت ہے یعنے نہایت کا نہایت ہے یعنے سلوک مین اِس سے بڑھ کے کوئی مرتبہ اور حال نہین ہے اور جو حال کہ مستقر اور مضبوط اور مستقیم اور سیدہی راہ پر ہوتا ہے وہ حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حال کے مشابہ ہوتا ہے اور اسیطرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچہہ رات مین قیام کرتے تھے اور تمام رات بھر قیام نہین کرتے تھے اور روزہ رکھتے تھے کچہہ مہینے مین سے اور تمام مہینے بھر روزہ نہین رکھتے تھے سوای رمضان کے اور خواہش نفسانی کی چیزون کو لیتے تھے اور جب ایک شخص نے آنحضرت کے حضور مین کہا کہ مین نے قصد کیا ہے کہ گوشت نہ کھاؤن حضرت نے فرمایا گوشت کھا اسواسطے کہ مین گوشت کھاتا ہون اور گوشت کو دوست رکھتا ہون اور اگر مین سوال کرتا اپنے رب سے کہ مجکو ہر روز گوشت کھلاوے تو بیشک مجکو ہر روز کھلاتا اور یہ آنحضرت کا فرمانا تیرے واسطے دلیل ہے اِسبات پر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات مین یعنے گوشت کھانے مین مختار تھے چاہتے کھاتے اور چاہتے نہ کھاتے اور بیشک ایک قوم پر فتنہ داخل ہوا ہے کہ جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا تب کہتے ہین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم شریعت کے بانی اور نکالنے والے تھے اور یہ بات جو اس معنے کی راہ سے کہتے ہین کہ آنحضرت شریعت کے بانی تھے اور اُنکا بڑا اعالی مقام تہا وے جو کرتے تھے سو کون کرسکتا ہے اُن کے فعل کی پیروی کرنا ہمیں لازم نہین ہے تو یہ نری جہل اور نادانی ہے اسواسطے کہ رخصت جو ہے سو آنحضرت کے قول اور فرمانے کے حد پر کھڑا رہنا ہے یعنے جس بات مین حضرت کا قول موجود ہو اُسبات مین حضرت کے فرمانے سے نہ زیادہ کرے نہ کم اسواسطے کہ رخصت کے معنے رخصت دینا اور آسانی کرنا سو حضرت نے امت پر آسانی کیواسطے

ان کے دین اور دنیا کے فائدے کی بات فرمادیا ہے اسمین کمی کرے گا تو فائدے سے
محروم رہے گا اور زیادتی کریگا تو بدعت مین گرفتار ہوگا اور عزیمت جو ہے سو اُن کے
فعل کی پیروی کرنا ہے اور قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارباب رخص کیواسطے
یعنے آسانی چاہنے والون کیواسطے ہی اور انکا فعل ارباب عزیم کی واسطے یعنے عزیمت
والون کے واسطے ہی جو معرفت کے علم اور یقین کی زیادتی کے واسطے زائد عبادتین
یعنے نفل روزے نماز ادا کیا کرتے ہین بعد اسکے منتہی جو ہے سو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے حال مشابہ ہوتا ہے خلق کو حق کے طرف بلانے ہین اور جس چیز کا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم قصد کرتے تھے سزاوار اور لائق ہے کہ منتہی ساری اُن سب
چیز کا قصد کرے سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام اور صیام جو زائد یعنے
نفل تھا سو اسبات سے خالی نہین ہے کہ یا تو وہ اسواسطے تھا کہ لوگ اسمین اُنکی پیروی
کرین اور یا تو معرفت کے علم کی زیادتی کے واسطے تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اسے معرفت کے علم مین زیادتی پاتے تھے سو اگر وہ قیام اور صیام اسواسطے تھا کہ
لوگ اسمین اُنکی پیروی کرین تو منتہی بھی آنحضرت کی اقتدا کرنے والا ہے اُسکو
لائق ہے کہ آنحضرت کے قیام اور صیام کے مانند آپ بھی بجا لاوی اور صحیح اور حق یہہ ہی
کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس مستحب عبادت کو نہ ہی لوگون کی اقتدا ہی کیواسطے
نہین کرتے تھے بلکہ اس مستحب عبادت سے معرفت کے علم زیادتی پاتے تھے اور حقیقت
حق الیقین کی اُنکو حاصل ہوتی تھی اور حقیقت حق الیقین آنحضرت کے واسطے خاص
کی گئی تھی جیسا کہ چھٹین فصل مین مذکور ہوا اور یہ وہی بات ہی جو ہمنے قریب ہی اُپر
جبلت کے آراستہ کرنیکی بیان مین ذکر کیا ہے یعنے اِس مستحب عبادت سے جبلت
آراستہ ہوتی ہے اور یقین مین زیادتی ہوتی ہے فرمایا اللہ تعالے نے چودہوین
سپارہ سورہ حجر مین اپنے رسول کیطرف خطاب کر کے وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ

اور بندگی کر اپنے رب کی جب تک پہنچے تجکو یقین یہ اسواسطے اپنے رسول کو فرمایا کہ آنحضرت
اس مستحب عبادت کو ادا کر کے درگاہ الٰہی سے مدد مانگتے تھے اور کریم کے دروازے
کو ٹھونکتے تھے تاکہ اُنکو معرفت اور یقین کی زیادتی ملے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم
اللہ تعالےٰ کے زیادہ دینے کے محتاج تھے اور اس زیادتی کے سوال کرنے سے
بے پروانہ تھے پھر آنحضرت کے اس زائد قیام اور صیام اور کریم کے دروازے کے
ٹھونکنے اور زیادتی کے محتاج بنے رہنے مین ایک بھید بہت نادر ہے وہ یہہ ہے
کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نفس کی جنسیت کے رابطہ اور علاقہ کے سببسے یعنے
اس سید البشر کے نفس نفیس کو آدم کے فرزند ہونے کے سببسے سارے بنی آدم سے ایک
علاقہ جنسیت کا تھا اس سببسے خلق کو حق کے طرف دعوت کرتے اور بلاتے تھے اور اگر
رابطہ جنسیت کا نہوتا تو آنحضرت تک لوگ نہ پہنچتے اور اُنسے فائدہ نپاتے اور آنحضرت کے
نفس ظاہرہ اور اُنکی تابعداری اور پیروی کرنے والونکے نفسونکے درمیان مین ایک رابطہ اور علاقہ تالیف
اور موافقت اور میل کا ہے جیسا کہ انکی پیروی کرنیوالونکی ارواح کے درمیان رابطہ تالیف اور موافقت ہے اور علاقہ کا اور رابطہ
تالیف اور موافقت کا اسطرح پر ہوا ہے کہ پیروی کرنے والونکے نفسون نے اب موافقت کیا ہی یعنی دنیا مین سبب
پیروی کے موافقت کیا ہے جیسا کہ ساری ارواح نے پہلے عالم ارواح مین موافقت
کیا تہا اور ہر روح کو آنحضرت کے نفس پاک کے ساتھہ ایک موافقت خاص حاصل
ہے اور آپس مین چین پانا اور مل جانا ارواح اور نفوس کے درمیان مین واقع ہی
جیسا کہ بائیسوین فصل مین معلوم ہوگا انشاء اللہ تعالی یعنے ہر روح کو آنحضرت کی روح
سے ایک موافقت خاص تو پہلے ہی سے حاصل تھی پھر جب پیروی کرنے والون کے
نفس نے آنحضرت کے نفس پاک کے ساتھہ موافقت کیا تب اُسطرف سے نفس اور
روح مین جو تلک موافقت اور میل ہی اس سببسے روح اس نفس تابعدار کی طرف جھکی اور اُس مین
ملگئی اور اسطرف سے اسی موافقت اور میل کے سببسے یہ نفس تابعدار آنحضرت کی

تابعداری اور پیروی کی نعمت لئے ہوئے روح کی طرف جھکا اور ملگیا تب آنحضرت کے نفس پاک کے ساتھہ روح کو جو رابطہ قدیم حاصل تھا سو نفس مین اثر کر گیا اور بھین گیا اور نفس کو جو رابطہ پیروی کا اب حاصل ہوا ہے سو روح مین اثر کر گیا اور بھین گیا تب اتباع اور پیروی لوگ روح اور نفس کے ساتھہ آنحضرت کے پیرو بنگئے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ عمل کیا کرتے تھے اپنے نفس کے تصفیہ یعنے صاف پاک کرنے اور اپنے اتباع کے نفس کے صاف پاک کرنیکو واسطے تب نفس آنحضرت کا اُس عمل مین سے جسقدر کہ محتاج ہوتا اسمین سے اسقدر فائدہ لے لیتا اور جو اُس عمل مین سے بچ رہتا سو امت کے نفوس کو ملتا یعنے آنحضرت کے عمل کی برکت اور تاثیر امت کو ملتی ہے اور اُسسے انکے نفس کا تصفیہ ہوجاتا ہے اور اسیطرحسے وہ برکت اور تاثیر منتہی کو اُسکے اصحاب اور اتباع سمیت ملتی ہے اسی پیروی کے سبب سے تب منتہی زیادات اور نوافل سے پیچھے نہین ہٹتا یعنے آنحضرت کے عمل کی تاثیر اور برکت کے سبب سے اُسکو نیک عمل مذکور مین استقامت حاصل ہوتی ہے اور شہوات اور لذات مین خوگر نہین ہوتا ہے مگر صرف نفس کی دلالت اور راہ دکھانے کے سبب سے اور شہوات اور لذات کے لینے اور چھوڑنے کے اندازے کا حق بجا نہین لاسکتا ہے مگر اللہ کی مدد اور حکمت کے نور سے یعنے علم اور معرفت کے نور سے اور جو شخص کہ معرفت مین پورا ہوتا ہے وہ شخص استقامت مین پورا ہوتا ہے تو استقامت ارباب النہایات کی پوری ہوتی ہے اور بندہ ابتدا مین اعمال مین لگایا جاتا ہے اور اعمال مین لگے رہنے کے سبب سے احوال سے پردے مین ہوتا ہی یعنے ظاہری اعمال مین لگا رہتا ہے اُسپر دل کے احوال مثل عین الیقین اور قبض بسط فنا بقا وغیرہ کے نہین کھلتے اور توسط مین یعنے درمیان مین خوش رہتا ہے احوال سے اور کبھی احوال کے سبب سے اعمال سے پردے مین ہوتا ہی یعنے مشاہدہ کی لذت مین غرق رہنے کے سبب سے نفل اعمال کبھی کم ادا کرتا ہے اور انتہا مین اسکو اعمال

احوال سے پردے مین نہین کرتا اور نہ احوال اعمال سے پردے مین کرتا اور یہہ اللہ
کا فضل بڑا ہے اور جنید سے لوگون نے نہایت کا حال پوچھا تب کہا کہ نہایت جو ہے
سو پہر دُھرا کے بدایت مین آنا ہے اور جنید کے اس قول کی بعضے صوفیہ نے تفسیر کیا
اور کہا کہ اِسکے یہہ معنے ہین کہ سالک اپنے شروع کام مین جہل مین تہا بعد اسکے معرفت مین
پہنچا بعد اِسکے جب اِنتہا مین پہنچا تب پھر دہرا کے تحیر اور جہل کی طرف لایا گیا یعنے
حیران ہوگیا اور اپنے تئین معرفت مین جاہل اور نادان جاننے لگا اور یہ مضمون طفولیت
اور لڑکاپن کے مانند ہے کہ پہلے جہل اور نادانی ہوتی ہے پہر بالغ ہونے سے علم اور
دانائی ہوتی ہے پھر نادانی ہوتی ہے یعنے جب بڈھا ہوتا ہے تب پہر عقل مین فتور
آجاتا ہے اور سٹھیا جاتا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے سترہوین سپارہ سورہ حج مین۔
وَمِنكُم مَّن يُرَدُّ إِلَىٰ أَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِن بَعْدِ عِلْمٍ شَيْئًا ۚ اور کوئی تم مین پہر
پہنچتا ہے حلمی عمر تک تا سمجہ کے پیچھے کچہ نہ سمجہنے لگے اور بعضے صوفیہ نے کہا کہ خلق اللہ
مین سے اللہ کا بڑا پہچانیوالا وہ شخص ہے جو اللہ کی معرفت مین بہت حیران رہتا ہے
اور جایز ہے کہ جنید کے قول کے یہ معنے ہون جو ہمنے قریب ہی ذکر کیا ہے کہ سالک پہلے
اعمال سے شروع کرتا ہے پھر احوال تک پہنچتا ہے پھر اسکو اعمال اور احوال دونون
ملتے ہین اور یہ حال منتہی مرادکیواسطے ہوتا ہے جو محبوبین کے طریق پر پیدا کیا گیا ہے
جسکا بیان چودہوین فصل مین ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ اسکی روح اللہ کی درگاہ اور حضور
کیطرف کھینچتی ہے اور قلب سے پیروی کرانے چاہتی ہے اور قلب نفس سے پیروی
کرانے چاہتا ہے اور نفس قالب سے پیروی کرانی چاہتا ہے تب یہ شخص اپنی روح اور قلب
اور نفس اور قالب بالکل اللہ کے حکم اور عبادت پر قائم ہو جاتا ہے اور اللہ کے
سامنے اپنے بالکل سے سجدہ کرتا ہے جیساکہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ
کیا تیرے واسطے میرے دل کے دانے یعنے سویدا نے اور میرے خیال نے اور

فرمایا اللہ تعالی نے تیرہوین سپارہ سورہ رعد مین ؛ وَلِلّٰہِ یَسْجُدُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّکَرْھًا وَّظِلٰلُھُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ؛ اور اللہ کو سجدہ کرتا ہے
جو کوئی ہے آسمان اور زمین مین خوشی اور زور سے اور انکی پرچھائیان صبح اور شام
ترجمہ ہندی مین اسکا فائدہ یون لکھاہے جو اسپر یقین لایا خوشی سے سر رکھتا ہی
اُسکے حکم پر اور جو نہ یقین نہ لایا آخر اُسپر بھی اسی کا حکم جاری ہے اور پرچھائیان
صبح اور شام زمین پر بسر جاتی ہین یہی ہے اُنکا سجدہ صاحب عوارف فرماتے ہین
کہ ظلال یعنے پرچھائیان قالبین ہین کہ ارواح کے سجدہ کرنے سے وے بھی سجدہ کرتی
ہین اور اس حالت مین محبت کی روح انکے سارے اجزا اور ٹکڑون مین جاری ہوتی
اور سماتی اور بھین جاتی ہے تب لذت اور خوشی پاتے ہین اللہ کی ذکر اور اسکے کلام
کی تلاوت مین محبت اور دوستی کے سبب سے تب اللہ انکو دوست رکھتا ہے اور انکو
خلق کے نزدیک اُن کو دوست بنا دیتا ہے اُن پر اپنی نعمت دینے اور فضل کرنے
کے سبب سے اس مضمون کی دلیل کیو اسطے صاحب عوارف نے سند کے ساتھ یہ حدیث
لکھاہے روایت ہی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسنے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اِنَّ اللّٰہَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اِذَا اَحَبَّ عَبْدًا نَادٰی جِبْرَائِیْلَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَدْ اَحَبَّ
فُلَانًا فَاَحِبَّہٗ فَیُحِبُّہٗ جِبْرَائِیْلُ ثُمَّ یُنَادِیْ جِبْرَائِیْلُ فِی السَّمَآءِ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَدْ اَحَبَّ فُلَانًا
فَاَحِبُّوْہُ فَیُحِبُّہٗ اَھْلُ السَّمَآءِ فَیُوْضَعُ لَہُ الْقَبُوْلُ فِی الْاَرْضِ ؛ بیشک اللہ تبارک وتعالی
جب دوست رکھتا ہے کسی بندے کو تب پکارتا ہے جبرئیل کو کہ بیشک اللہ تعالے
نے دوست رکھا فلانے کو سو تو دوست رکھ اسکو تب دوست رکھتا ہے اوسکو جبرئیل
پھر پکارتا ہے جبرئیل آسمان مین کہ بیشک اللہ تعالے دوست رکھا فلانے کو سو دوست
رکھو تم سب اسکو دوست رکھتے ہین اسکو آسمان والے پھر رکھا جاتا ہے اُسکی واسطے
قبول زمین مین یعنے زمین کے لوگون مین وہ مقبول ہوتا ہے عوارف کا مضمون تمام

ہوا بدایات اور نہایات کی حقیقت اس مضمون سے بخوبی ذہن نشین ہو گی -
(فائدہ) اب ایک مضمون بہت ہی مفید یاد رکھنا ضرور ہے وہ یہہ ہے کہ مبتدی
کو ضرور ہے کہ جو باتین مبتدی کیواسطے اس بدایات اور نہایات کے بیان مین عوارف مین لکھا ہے
ان سبکی محافظت کرے اور عمل اور اشغال اور اذکار کو ان باتونکی محافظت کے ساتھہ بجالاوے اور اپنے
حال مین غور کرتا رہے کہ ہمسے ان باتونکی محافظت ہوتی ہے یا نہین اور ہم نہایات
کے مقام مین پہنچے ہین یا مبتدی ہین اور جو اشغال کہ بعضے طریقت کے پیشواؤن
نے مشاہدہ حاصل ہونیکی آسانی کے واسطے اپنے اجتہاد سے مقرر کیا ہے مثل
چھوٹون لطیفون کی ذکر اور حبس دم کے ساتھہ نفی اثبات کی ذکر اور دوائر کی سیر
اور ضرب کے ساتھہ اسد تعالی کے نام پاک کی ذکر کے جیساکہ ذکر کی فصل
مین معلوم ہوگا انشاء اللہ تعالے سو وہ سب چونکہ مشاہدہ اور یقین اور ایمان
تحقیقی کے حاصل ہونے کے آلہ اور ہتیار اور وسیلہ ہین اسواسطے وہ سب
درست ہین اور بدعت نہین ہین جیساکہ تیرہوین فصل مین اسباب کی حقیقت
معلوم ہو گی انشاء اللہ تعالے تو سالک کو لائق ہے کہ اُن اشغال کو اصل
مقصد جو مشاہدہ ہے اُسکے حاصل ہونیکا ہتیار اور وسیلہ سمجہکے اُن مین
مشغول ہو اور اگر کوئی شخص ان اشغال مذکور کو اصل مقصد اعتقاد کرے
اور مشاہدہ حاصل ہونے کی خواہش نہ رکھے اور اُسکی حقیقت کو دریافت نکرے
اور فقط انہین اشغال پر قناعت کرے مثلاً لطیفون کے جاری ہونے اور
اسمین دل لگنے پر قناعت کرے اور اُسی پر مغرور ہو اور اپنے تئین کامل اور مرشدی
کے رتبہ مین سمجھے تو وہ شخص ناقص ہے اور شیطان کا فریب کہا گیا ہے اور فتنہ
مین گرفتار ہے اور اگر کوئی شخص ان اشغال مین مشغول ہو اور مشاہدہ کی حقیقت
کو خوب ذہن نشین کرکے حضور دل اور مراقبہ کے ساتھہ نماز اور تلاوت اور

اذ کار مرویہ مین مثل سبحان اللہ و الحمد للہ و لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر اور سبعات
عشر کے اور درود اور دعا مین مشغول رہے اور مراقبہ مذکور کے سبب سے مشاہدہ تک
پہنچ جاوے تو وہ شخص بلاشبہہ کامل ہے بلکہ ایسا شخص مشاہدہ حاصل ہونے کے
قبل بہی اُس پہلے شخص سے افضل ہے کیونکہ اِس نے سنت کے موافق سلوک
شروع کیا ہے اور سنت پر عمل کرنے کے ثواب کا مستحق شروع ہی سے ہوا ہے اور
اشغال مذکور مشاہدہ حاصل ہونے اور نماز اور تلاوت اور درود اور ذکر اور دعا مین
لذت پانے کے ہتیار ہین تو جب تک اُنکو اسباب کا ہتیار اعتقاد کر کے اُن مین مشغول
رہے گا تب تک وہ اشغال مذکور عمل نیک کے وسیلہ مین شمار کئے جاوینگے اور انہین
ثواب ملنے کی امید ہوگی اور جب انہین کو اصل مقصد اعتقاد کرے گا تب وہ اشغال
بدعت مین شمار کئے جاوینگے اور یہ مضمون اُن لوگون کے ہوشیار کرنے کیواسطے
لکہا گیا جو بسبب ناواقفی کے اِن اشغال مذکور کو اصل مقصد سمجھتے ہین اور جماعت
اور تلاوت سے افضل جانتے ہین اور اُن اشغال مین مشغول رہنے کے سبب
سے مسجد اور جمعہ اور جماعت مین حاضر نہین ہوتے اور مسائل فقہی اور تصوف کی
تحقیق نہین کرتے اور وعظ اور نصیحت نہین سنتے اور علمار آخرت کے پاس جانے
اور اُن سے طریقت کے مسائل کی تحقیق کرنے سے عار رکھتے ہین اور انکو حقیر جانتے
ہین بلکہ کبہی بسبب جہالت کے انکی حقارت کا کلمہ بول اُٹھتے ہین اگرچہ ایسے جاہل
لوگ کچہ گنتی شمار کے قابل نہین مگر چونکہ ہدایت عام منظور ہے اسواسطے
یہ مضمون بیان ہوا تاکہ وے لوگ ہوش کرین اور دوسرے لوگ اُن کے
اعتقاد سے محفوظ رہین پہر ایک مضمون اور بہی یاد رہے کہ جب مشاہدہ حاصل
ہو تب اُسپر بہی قناعت کر کے بیٹہہ نہ رہے جیساکہ اوپر قریب ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے زیادتی طلب کرنے اور کریم کے دروازے کو ٹہونکتے رہنے سے ظاہر ہوا

کیونکہ ابھی پہلا سلوک تمام ہوا ہی اور مشاہدہ جو ہی سو پہلی سلوک یعنے بدایات کا
اصل مقصد اور انتہا ہے اور ابھی دوسرا سلوک یعنے نہایات کا طے کرنا باقی ہی
اور دوسرے سلوک یعنے نہایات کا اصل مقصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
پوری پوری اتباع کا حاصل ہوجانا ہے روح اور نفس اور قلب اور قالب سے جیساکہ
قریب ہی معلوم ہوا اور اس دوسرے سلوک کو سیر فی اللہ کہتے ہین یعنے اللہ سبحانہ
کی رضا کے واسطے اتباع اور عزیمت مین سیر کرنا اور لگے رہنا اور جب یہ دوسرا سلوک
بھی تمام ہوجاوے گا تب بندہ اللہ سبحانہ کا محب اور محبوب بنے گا اور مقبول
حضرت سبحانہ وتعالیٰ شانہ کا ہوگا اور جو جو فضیلت ارباب النہایات کیواسطے اوپر
قریب ہی مذکور ہوئی سو سب حاصل ہوگی تب انسان کامل ہوگا اور مرشدی
کا رتبہ پاوے گا اور حق تعالےٰ کیطرف سے اسکو خدمتین سپرد ہونگی مثل اولیای
عظام حضرت غوث الاعظم اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی اور حضرت خواجہ
قطب الدین بختیار کاکی اور حضرت خواجہ بہار الدین نقشبند اور حضرت شیخ
احمد مجدد الف ثانی وغیرہم کے قدس اللہ تعالےٰ اسرارہم اب ایک مضمون
کا آمدن پہلے اس مقام مین سمجھنا ضرور ہے وہ یہ ہے کہ چونکہ تصوف کی
کتابون مین دونون سلوک کو جدا جدا نہین بیان کیا ہے اس سبب سے
لوگون کو امتیاز نہین ہوتی کہ یہ دونون سلوک ہین مگر صاحب عوارف نے
جو ایک ہی باب مین بدایات اور نہایات دونون کا بیان کیا ہے اُس سے
دونون سلوک دریافت ہوگئے پھر بھی ہر کوئی اس سے دونون سلوک کو جدا جدا
نہین سمجھتا تھا اسواسطے صراط المستقیم مین دونون سلوک کو الگ الگ
لکھا تو دونون کتابون کے مضمون سے ثابت ہوتا ہے کہ دونون سلوک
کے تمام ہونے سے انسان کامل ہوتا ہے فقط پہلے سلوک کے تمام ہونے سے

یعنے مشاہدہ حاصل ہونے سے بغیر اتباع سنت کے انسان کامل نہین ہوتا کیونکہ مشاہدہ تو بدعتی اور فاسق بلکہ کافر کو بھی مراقبہ کرنے سے حاصل ہو جاتا ہے مگر اسکا مشاہدہ اتباع نکرنیکے سبب سے ویسا ہی ہوتا ہے جیسا چور کا دیکھنا بادشاہ کو یعنے چور جو بادشاہ کو دیکھتا ہے تو اس سبب سے کہ اُسنے بادشاہ کی آئین کو نہین مانا ہے بادشاہ کے حضور سے اُسکی سزا کا حکم ہوتا ہے بخلاف بادشاہ کے فرمان بردار اور مرضی موافق کام کرنے والے کے کہ اسکو بادشاہ کی ملاقات سے خلعت اور انعام ملتا ہے اور کوئی خدمت اور منصب اسکے سپرد ہوتا ہے جب یہ بات ذہن نشین ہوگئی تو اب جو شخص کہ مشاہدہ تک بھی نہین پہنچا اور رستے ہی کے درمیان مین پھنسا رہا وہ کس گنتی شمار مین ہے ہان اتنا ہے کہ مشاہدہ کے رستے مین ہے سو بھی کب جب اُن باتون کو محافظت کے ساتھہ جو مبتدی کے واسطے ہدایات مین مذکور ہوئین سلوک اختیار کرے گا اور کسی شغل مین مشغول ہوگا اور جو شخص ان باتون کی محافظت نہ کرکے کسی شغل کو اختیار کرے گا وہ تو سیدھے رستے پر بھی نہین اور سلوک کی راہ کا مبتدی بھی نہین اس مضمون کو سالک یاد رکھے اور اپنے حال مین اخلاص کے ساتھہ انصاف کی نگاہ سے دیکھے اور غور کرے اور خوب تلاش کے ساتھہ دریافت کرے کہ مین سلوک کی راہ کا مبتدی ہون یا نہین پھر اگر مبتدی ہون تو مشاہدہ تک پہنچا ہون اور میرا پہلا سلوک تمام ہوگیا ہے یا نہین پھر اگر پہلا سلوک تمام ہوگیا ہے تو دوسرا سلوک مین نے شروع کیا ہے یا نہین پھر اگر دوسرا سلوک مین نے شروع کیا ہے تو اسمین پورا اترا ہون یا نہین اور اس بات کا غور کرے کہ جو حالات اور مقامات کہ تصوف کی معتبر کتابون مین شرح کے ساتھہ مذکور ہین اُن مین سے کچھہ مجکو حاصل ہوئے ہین یا نہین اور ہین اُن کے حاصل کرنیکی فکر مین ہون یا نہین اور اُن حالات اور مقامات کے سوا دوسری

باتین جو سنی سنائی اور کتاب کے باہر ہین اُن سے کچھہ غرض نرکھے کیونکہ سالک
کے حال مین جتنی خرابی آتی ہین وہ سب کتاب کے باہر سنے سنائے قصہ کہانی کی فکر
مین پڑے رہنے سے آتی ہین اور شروع کتاب مین ابو النجیب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ
کے رسالہ سے جیسے جھوٹے دعوی کرنے والون کا ذکر ہوا ہے اگرچہ ویسے لوگ
دن رات کسی شغل مین مشغول رہا کرین اور چکنی چپڑی باتین کیا کرین انکی طرف
ہرگز التفات نکرے اور انکی صحبت سے پرہیز کرے اور ان جھوٹھون مین بھی دو
قسم کے لوگ ہین ایک قسم وہ ہین کہ مالیخولیا کے مرض مین گرفتار ہین اور اپنے
ولی اور قطب ہونیکا خیال دل مین آتا ہے اور اسکو سچ جانکے لوگون سے بیان
کرتے ہین اور انکو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مجھہ سے طرح طرحکی خرق عادت اور کرامت
ظاہر ہوتی ہے اور دوسرے قسم کے لوگ نہایت ہوشیار اور چالاک اور فریب
دینے والے ہوتے ہین جب اُنکے پاس لوگ جمع ہوتے ہین اور اُن سے
اپنی اپنی حاجت بیان کرتے ہین تب اپنے دیوانہ پن مین نہایت ہوشیاری کے
ساتھہ ایسی بڑ مارتے ہین کہ اپنی اپنی حاجت کا لوگ جواب سمجھہ جاتے ہین اور ان
دونون قسم کے معتقد جو لوگ ہوتے ہین وہ بھی مالیخولیا کے مرض مین گرفتار
ہین **فائدہ** اب سلوک اول اور سلوک ثانی کی حقیقت سمجھہ مین آجانے کیواسطے
ایک مثال ہم لکھتے ہین وہ یہ کہ مثلاً ایک شخص قاضی زادہ بنگالے کے ملک
شہر جہانگیر نگر کا رہنے والا بادشاہ دہلی کے حضور سے ہزار ہا روپئے ماہواری
کی معافی پاتے ہوئے بہت ہی خوش گذران اپنے ملک مین رہا کرتا تھا ایک
شخص دشمن مفسد نے طرح طرحکے فریب دے کے اسکی ساری معافی پر قبضہ
کرکے اس قاضی زادے کو نرا بے دخل کر دیا اور طرح طرح کے جعلی مقدمے
لڑکے قاضی زادے کو نرا مفلس کر دیا یہان تک کہ وہ کھانے کپڑے کا

محتاج ہوگیا اور بس بازار اور راہ مین ہاتھی گھوڑے پالکی پر سوار ہوکے نکلتا
تھا اسمین ننگے پانوٗن پھرنے لگا آخر کو یہانتک نوبت پہونچی کہ وہ دشمن مفسد
قاضی زادے کو اُسکے رہنے کے مکان سے بھی نکالنے لگا تب وہ حیران ہوکے
نپی بہتری اور اپنے دن پھرنے اور اپنی عزت بچانے کی راہ دوستون آشناؤن
سے پوچھنے لگا تب سب داناؤن نے کہا کہ اب تمہارے بھلے کی کوئی راہ
نہین ہے ہان اگر تم بادشاہ تک پہونچو تو تمہارا بھلا ہوسکتا ہے تب قاضی زادے
نے کہا کہ مین نے کبھی سفر نہین کیا ہے اور مجکو دہلی کی راہ بھی نہین معلوم مین بادشاہ
کے حضور مین کسطرح پہنچ سکونگا تب اُن لوگون نے کہا کہ تم ایسے شخص کو تلاش
کرو جو دہلی گیا ہو اور بادشاہ کے حضور مین پہنچا ہو اور بادشاہی دربار کے
قاعدون اور اداب سے واقف ہو اور وہان کے ارکان دولت سے اُسے
موافقت ہو بس اُسی شخص کو اپنا اُستاد مقرر کرو اور اُسکے ساتھ ہوکے بادشاہ
تک پہنچ جاؤ آخر کو اُس قاضی زادے کو ایک ایسا شخص ملا جو ہمیشہ بادشاہ کے
حضور مین حاضر ہوا کرتا تھا اور ملک بنگالے کا تحفہ تحائف بادشاہ کے حضور مین
پہنچایا کرتا تھا تب قاضی زادے نے اپنی ساری مصیبت کا حال اور اپنا دلی
مقصد اس شخص سے بیان کیا اور کہا کہ مین نے اپنا استاد اور ہادی اور راہ بر
تمکو مقرر کیا تم مجکو بادشاہ تک پہنچادو اور ایسی راہ بتادو کہ مین بادشاہ کی نظر
مین مقبول ہونا اور مجکو جاہ اور عزت اُسکے جناب سے حاصل ہو اور مین اپنے
دلی مقصد کو پہنچون تب اس اُستاد نے کہا کہ مین نے تمکو اپنا شاگرد بنایا اب مین
جو جو باتین تمکو بتاتا جاؤن اُسکو تم مانتے جاؤ اور اس سفر کو بطور شائستہ پورا کرو
سو اب پہلے تم سفر کا سامان آٹا دال وچانول نمک تیل گھی ہلدی دھنیا لہسن پیاز
تلھی کولہاڑی سوئی دھاگا چھوری مقراض وغیرہ حاجت ضروری کی

چیزین تیار کرو اور ایک کشتی کرایا کرو تب قاضی زادے نے یہ سب سامان
مہیا کرکے استاد سے کہا کہ مین نے سارا سامان مہیا کیا اب کشتی کھلوا دیجیے تب
اُستاد نے کہا کہ میان کچھہ خبر ہے ابھی تم سفر کے قابل نہین ہوے اگر تم کشتی کہول
دوگے اور جسکا تمہارے ذمہ پر کچھہ قرض پانا ہے وہ آگے کشتی روک دیگا تو یہ
سب محنت رایگان ہوگی سو پہلے تم تمام شہر کے لوگون مین سے جسکا جسکا کچھہ
دینا پانا ہو سب سے رخصت ہو اور سب سے دلی کے سفر کا حکم لے لو تب قاضی زادے
نے سب سے رخصت ہوکے استاد سے کہا کہ اب کشتی کھلوا دیجیے پہر استاد نے کہا
میان تمکو کچھہ خبر ہے ابھی بھی تم سفر کے قابل نہین ہوئے جاؤ اپنے گھر کے ساری
لوگون سے رخصت ہوکے آؤ تب کشتی کھلے پہر قاضی زادے اپنے گھر کے ساری
لوگون سے رخصت ہوے ایک دودھہ پیتا بچہ گود مین لیکر آیا اور اُستاد سے
کہا کہ اب کشتی کھلوا دیجیے تب اُستاد نے کہا کہ میان کچھہ خبر ہے ابھی ایک گھڑی کے
بعد یہ بچہ دودھہ کیواسطے روئیگا تو پھر تمکو پھر کے آنا ہوگا تو تم اسکو بھی رخصت
کر آؤ تب قاضی زادہ اس بچے کو بھی رخصت کرکے آیا تب استاد نے کہا کہ ہان اب
تم سفر کے قابل ہوئے غرض کہ قاضی زادہ یہہ سامان مہیا کرنے اور سبکو رخصت
کرنے کے بعد سفر کے قابل ہوا تھا ابھی تک سفر شروع نہین ہوا تھا پھر جب استاد
نے کشتی کھلوا دیا تب سفر شروع ہوا پھر جب کشتی روانہ ہوئی اب دمبدم شہر جہانگیر
نگر دور ہونے لگا اور دلی نزدیک اور سیکڑون گانون اور شہر طے ہونے لگے
پھر کبھی کوئی عمدہ شہر اور اسکی عمارات عالیشان کو دیکھہ کے استاد سے قاضی
زادے نے کہا کہ کیا یہی دلی ہے استاد نے کہا کہ میان یہ تو فلانا شہر ہے ابھی
دلی دور ہے دلی کی کچھہ اور ہی رونق ہے اور کبھی ایسا اتفاق ہوا کہ دلی کی راہ
کے دہنے بائین کوئی بازار یا شہر عجیب وغریب نظر پڑا قاضی زادہ کشتی سے

اترکے وہان کے عجائبات اور تماشا دیکھنے مین مشغول ہوگیا جب بہت تاخیر ہوئی تب
اُستاد قاضی زادے کو بلا لایا اور کہا کہ میان ایسے ایسے خیالات اور سیر تماشے
سے باز رہو کہ ایسے ایسے سیر تماشے سے دہلی مین پہنچنے سے باز رہوگے اگر اسی
سیر تماشے مین رہجاؤگے تو دہلی سے بالکل محروم رہجاؤگے اور اگر دہلی
جانے کا قصد کروگے تو بھی بعد مدت دراز کے بھولتے بھالتے دہلی مین پہنچوگے
غرض قاضی زادے کو استاد لایا اور دہلی کی راہ پکڑا اور شہرون اور مقامون
کی سیر کرتے کراتے پوچھتے پاچھتے ایک روز دہلی شہر کی جامع مسجد کا منارہ نظر
آیا اور استاد نے کہا کہ میان یہ دیکھو دہلی کا منارہ نظر آیا یہ سننے کے ساتھ ہی
دہلی کا منارہ دیکھنے کے قاضی زادہ مارے خوشی کے دل مین کہنے لگا کہ الحمد للہ
کہ دہلی دہلی سنتے تھے سو آنکھ سے دیکھا اور مدت کی آرزو بر آئی اب معلوم
نہین کہ یہ ہم خواب دیکھتے ہین یا جاگتے ہین دہلی کا منارہ نظر آیا پھر جب دہلی شہر
مین کشتی پہونچی اور استاد نے کہا کہ اب دہلی شہر کے اندر داخل ہوئے
تب مارے خوشی کے قاضی زادہ بے اختیار ہو کہنے لگا کہ یہ بیداریست [illegible]
یا رب یا بخواب است آخر کو استاد ایک مکان مین مقام کرکے قاضی زادے کو
ساتھ لیکے بادشاہ کے دربار کے طرف روانہ ہوا اور راہ مین بادشاہی شترخانہ
فیلخانہ اصطبل چھلتا گیا اسکو بتاتا گیا اور قاضی زادیکو ان سب آثار کے
دیکھنے سے بادشاہی دربار کے قریب پہنچنے کا یقین ہوتا گیا اور دل کو نہایت
خوشی اور تسلی حاصل ہوتی گئی یہان تک کہ خاص دولت شاہی پر پہنچے اور استاد
اپنی قدیم ملاقات اور دوستی کے سبب سے قاضی زادے کو دربان کے
[illegible] کیا اور کہا کہ بھائی یہ تمہارا بھتیجا ہے جب یہ حاضر ہو تب اسکو اندر داخل
[illegible] پیر [illegible] دونون سے قاضی زادے کو [illegible] لیئے ہوئے

دیوان خاص مین پہنچایا وہان گیا دیکھتے ہین کہ مرصع تخت پر زری زربفت کا جو اہرات
ٹنکا فرش جھکا جھک بچھا ہے اور جھکا جھک مسند تکیہ لگا ہے اور سارے
ارکان دولت با ادب سناٹے کے ساتھہ منتظر کھڑے ہین یہ سب حال دیکھکے
قاضی زادے کے دل مین یقین ہوا کہ یہ بادشاہ کے نشست کا مقام ہے
اب کوئی دم مین بادشاہ کی دید نصیب ہوتی ہے آخر کو حضرت ظل سبحانی بر آمد
ہوے اور سارے مجرائیون کا سلام قبول ہوا اور قاضی زادہ بھی دیدار
اور سلام بادشاہی سے مشرف ہوا اور ایک لحظہ از خود رفتہ ہوگیا اور نہایت
حیرت سے دلمین کہنے لگا کہ الٰہی یہ قرب ہمکو سچ حاصل ہوا ہے یا ہم خواب
دیکھتے ہین غرض جب ہوش حواس درست ہوا تب اُستاد نے کہا کہ میان ہمنے
یہان تک تمکو پہنچایا اور ایک منزل تمھاری تمام ہوئی مگر تمھارا مقصد دلی فقط
دیدار شاہی سے پورا نہوگا اب تمکو ہم دوسری منزل کی جو بات تعلیم کرتے
ہین اسکو بجالاؤ تاکہ تمھارا دلی مقصد حاصل ہو اب خبردار اس مقام مین حاضر ہوکے
بادشاہ کے چہرے پر ٹک لگائے رہنا اور بادشاہ کے چہریکو دیکھکے بادشاہ
کی خوشی اور رنج پہچانا کرنا اور اُس کام کو پہچان رکھنا جس سے بادشاہ کو
خوشی یا رنج ہوتا ہے پھر خوشی اور رنج کی زیادتی اور کمی کے مراتب
کو پہچان رکھنا اور بادشاہ کے خوش کرنے کے سارے کام چھوٹی اور
بڑی خوشی کے کیا کرنا اور رنج دینے کے سارے کام چھوٹے رنج کے
ہون یا بڑے رنج کے کیسکے پاس نجانا اور کچا لہسن اور کچی پیاز کھاکے اور کپڑے
مین کوئی آلودگی لگاکے دربار مین ہرگز نہ آنا کہین بادشاہ بدبو پاکے یا کپڑے کی
گندگی دیکھکے بے ادب اور بے تمیز جان کے اپنے دربار سے نکلوا دیگا تو
پھر کسی کام کے نہ ہوگے اور اپنے ملک مین پھر جانیکے قابل نہ ہوگے اور

آگے سے بھی بڑھکے ذلیل اور بے عزت ہو جاؤگے پھر دربار کے سارے
ارکان دولت اور بڑے درجے کے لوگ وزیر اعظم سے لیکے بخشی ناظر محرر تک
اور چھوٹے درجے کے لوگ نقیب چوبدار سے لیکے خدمتگار خانساماں باورچی
دربان سائیس تک سے ملاقات رکھنا اور سب سے دوستی اور بھائی چارا پیدا
کرنا اور ایسا سبکو راضی رکھنا کہ وقت پر سب تمھاری سفارش کریں اور شہر
کے سارے رعایا بنئے بقال تیلی تنبولی کو راضی رکھنا اور کسی اعلے اور
ادنی سے ایسے چال نہ چلنا کہ کوئی بادشاہ کے حضور میں فریاد کرے نہیں
تو پھر کسی کام کے نہ ہوگے اور مقصد دلی کے حاصل ہونے سے محروم رہوگے
اور ساری محنت برباد ہو جاویگی الغرض اس قسم کی بہت سی بات استاد نے
قاضی زادے کو سمجھا دیا تب قاضی زادے نے بھی استاد کے حکم کو خوب
مان لیا اور بادشاہ کے چہرے پر ٹک لگا کے رہنے لگا کسی نے آکے
خبر دیا کے جہان پناہ حضور کے رتھ کا بیل مر گیا بادشاہ کو تھوڑا سا رنج ہوا
اسوقت کے چہرے کو قاضی زادے نے پہچان لیا کسی نے خبر دیا کہ پیر و مرشد
حضور کی سواری کا خاصا گھوڑا فوت ہو گیا بادشاہ کو پہلے رنج سے کچھ تھوڑا سا
زیادہ رنج ہوا اُس رنج کے چہرے کو قاضی زادے نے پہچان لیا پھر کسی نے
خبر دیا کہ کرامات حضور کے فلانے صوبے کا انتقال ہوا بادشاہ کو اُن دونوں رنج
سے کچھ زیادہ بڑھکے رنج ہوا اس رنج کے چہرے کو بھی قاضی زادے نے
پہچان لیا کسی نے خبر دیا کہ شاہنشاہ حضور کے وزیر اعظم کا آج انتقال ہوا
بادشاہ کو اُن سب رنج سے بڑا رنج ہوا اُس رنج کے چہرے کو بھی قاضی زادے
نے پہچان لیا اب یہ چھوٹا بڑا چار قسم کا رنج ہوا یاد رہے کسی نے خبر دیا
کہ جہان پناہ فلانا نامی چور حضور کے اقبال سے آج گرفتار ہوا بادشاہ کو تھوڑی سی

خوشی ہوئی اس خوشی کے چہرے کو قاضی زادے نے پہچان لیا کسی نے خبر دیا
کہ پیر و مرشد ہزار جوان ٹھگ جو فلانے جنگل اور پہاڑ مین چھپے رہا کرتے تھے اور
سوداگرون اور رعایا کو لوٹا مارا کرتے تھے سو سب کے سب آج گرفتار آئے
بادشاہ کو کچھہ زیادہ خوشی ہوئی اس خوشی کے چہرے کو بھی قاضی زادے نے پہچان
لیا کسی نے خبر دیا کہ شہنشاہ سلیمان جاہ آج آپ کے فلانے غنیم کی شکست فاش
ہوئی اور فوج جرار شاہی نے اُسکو بھگا کے اُسکے سرحد تک پہنچا دیا بادشاہ کو پہلی
خوشی سے بہت زیادہ یہ خوشی ہوئی اِس خوشی کے چہرے کو بھی قاضی زادے
نے پہچان لیا کسی نے خبر دیا کہ صاحب عالم و عالمیان سلامت آج حضور کا فلانا
غنیم جسنے حضور کا آدھا ملک دبا لیا تھا اُسکی شکست ہوئی اور وہ قید کر کے
حضور مین روانہ کیا گیا اور اُسکے سارے ملک مین حکام اور صوبہ شاہی بیٹھہ گئے
بادشاہ کو اُن تینون خوشیون سے بڑھ چڑھ کے خوشی ہوئی اس خوشی کے چہرے کو
بھی قاضی زادے نے پہچان لیا اور نہایت صفائی اور لطافت کے ساتھہ بادشاہ
کے حضور مین حاضر رہا کرتا تھا اور وقت پا کے سارے ارکان دولت کی ملاقات
بھی کرتا تھا اور ہر ایک کو ایسا خوش کیا کہ سب کے سب اسکی حاضر باشی اور خوش
مزاجی کے احسان مند ہو کے وقت کے منتظر رہے کہ وقت پا کے قاضی زادے
کے حق مین کلمہ خیر بولین اور سارے شاگرد پیشون دربان خدمتگار باورچی سایس
وغیرہ سے ایسا بھائی چارا اور دوستی پیدا کیا کہ وے سب بھی اِسکے احسان
سے نہال ہو کے وقت کو تکتے رہے آخر کو ایک روز بادشاہ پوچھہ بیٹھا کہ یہ کون
شخص ہے اسنے کبھی کچھہ اپنا حال عرض نکیا یہ سنتے ہی وزیر اعظم نے عرض کیا کہ جہان پناہ
یہ شخص ملک بنگالے کا قاضی زادہ معافیدار مرد عالم اور دیندار نہایت منتظم اور
ہوشیار ہے اس خوبی کا آدمی فدوی نے کبھی دربار شاہی مین نہ دیکھا وزیر اعظم

کا یہ عرض کرنا کہ سارے ارکان دولت یہی بات بولے پھر جب بادشاہ ہوا کھانے کو
سوار ہونے لگے تو سائیس نے رکاب تھام کے عرض کیا کہ جہان پناہ حضور نے جسکا
آج حال پوچھا فدوی تو محض جھوٹا ہے فدوی کیا جانتا ہے مگر ایسا خوبی والا دربار
شاہی مین فدوی کو کبھی نظر نہ پڑا پھر جب سواری درِ دولت پر جا پہنچی دربان
بولا جہان پناہ سلامت جسکا آج دربار مین چرچا تھا ایسا آدمی کبھی فدوی نے اِس
دروازے مین داخل ہوتے نہ دیکھا پھر جب بادشاہ خاصہ نوش فرمانے بیٹھے تب
خدمتگار باورچی رکابدار سارے متفق ہوکے بولے کہ کرامات جسکا آج دربار شاہی
مین شور ہو رہا ہے اس خوبی اور لیاقت کا آدمی جان نثارون نے کبھی نہ دیکھا جب
بادشاہ سبکی زبان سے قاضی زادے کی صفت اور تعریف سنے قاضی زادے سے
نہایت راضی ہوا اور قاضی زادہ بادشاہ کی نظر مین مقبول ہوا تب قاضی زادیکو
تخلیہ مین بلاکے اس کا سارا حال سنا اور اُسپر رحم کرکے اور اسکو نہایت منتظم
اور امین دریافت کرکے اُس معافی قدیم کو بھی زیادہ کیا اور نیک بنگالے کا صوبہ
بھی اُسکے سپرد کیا غرض جب قاضی زادہ دونون منزل مین پورا اُترا تو اُسکا
دلی مقصد حاصل ہوا اور منصب شاہی اُسکے سپرد ہوا اور وہ دشمن روسیاہ
ہوکے قاضی زادیکی بالکل معافی چھوڑ چھاڑ کے خدا جانے کہان بھاگا اب اِس
مثل سے طریقت والون کے دونون سلوک کے اختیار کرنے اور چلنے کی راہ اور
مرشد پکڑنے کا اور نقشبندیہ طریقہ کا ذکر اور مراقبہ کا بیان کرکے ہم سمجھاتے
ہین وہ یہ ہے کہ سارے مسلمانون کے لئے بطور آدم علیہ السلام کی معافی اور
میراث کے بہشت مین حصہ مقرر ہے شیطان دغا اور فریب دیکے ایسے عمل کرواتا
ہے کہ وہ اس مکان کے قابل نہین رہتا پھر دغا اور فریب سے اصل ایمان بھی لینے
چاہتا ہے سو اُسکی علاج مرشد کا پکڑنا اور دونون سلوک بطور شایستہ یعنے اتباع

سنت کے ساتھ پورا طے کرنا ہے اور چھیون لطیفون کا الگ الگ ذکر کرنا اور ایک مین ملانا
اور حبس دم کے ساتھ نفی اثبات کا ذکر کرنا اور سلطان الذکر کرنا یہ سب بجای سفر کے سامان
ہلدی دھنیان لہسن پیاز وغیرہ کے ہے اور تمام عالم کی نفی کا مراقبہ بجاے شہر کے
لوگون سے رخصت ہونیکے ہے اور اپنے بدن کی نفی کا مراقبہ بجاے گھر کے لوگون کے
رخصت کرنے کے ہی اور نفی النفی کا مراقبہ بجاے اُس بچے کے رخصت کرنیکے ہی اور
نور کے پردون کا طی کرنا بجاے کشتی کھلجانے اور سفر کرنے کے ہے اور جیساکہ کوئی
عمدہ شہر دیکھ کے قاضی زادے نے سمجھا تھا کہ یہی دہلی ہے پھر اُستاد نے سمجھا دیا
کہ ابھی دہلی دور ہے ویسا نور کے پردون کی سیر مین جو کبھی ایسا نور نظر پڑتا ہے کہ اُسکو
مبتدی گمان کرتا ہے کہ یہ نور ذات بحت کا ہے اور ہمکو مشاہدہ حاصل ہوا پھر مرشد سمجھا
دیتا ہے کہ اللہ تعالی پاک ہے اس بات سے اُسکا نور کسیکو نظر پڑے اور نور کے پردونکی
سیر کو چھوڑ کے توحید صفاتی مین مشغول ہونا اور دور دراز شہرونکی سیر کرنا اور وہان
کے حالات کا فی الواقعی دریافت ہوجانا بجاے دہلی کی راہ کے دہنے بائین کی بازار
اور عجیب وغریب شہرون کے عجائبات دیکھنے اور تماشا دیکھنے کے ہے اور یہہ راہ
مشاہدہ سے محروم رہنے یا مشاہدہ حاصل ہونے مین تاخیر کی موجب ہے اور
توحید صفاتی کے معنے قریب ہی نقشبندیہ طریقہ کے اشغال کے بیان مین معلوم ہونگے
انشاء اللہ تعالی پھر نور کے پردون کے طے کرتے کرتے نسبت بیرنگی تک پہنچنا بجای
بادشاہ کے تخت دیکھنے کے ہے پھر مشاہدہ کا حاصل ہونا بجاے بادشاہ کی دیدار
اور ایک منزل تمام ہونے کے ہی اور حقیقت مین مشاہدہ ایمان تحقیقی ہے پھر جیساکہ
وہان استاد نے پہلی منزل تمام ہونیکے بعد مقصد دلی حاصل ہونیکے واسطے دوسری منزل کی بات
تعلیم کیا تھا ویسا یہان مشاہدہ حاصل ہونیکے بعد دوسرا سلوک شروع ہوتا ہی اُسکو سلوک ثانی اور
سیر فی اللہ اور نہایات کہتے ہین اور حقیقت مین یہ تقوی اختیار کرنا ہے اور وہان جیسا کہ

مشاہدہ
بادشاہ کے چہرے پر ٹک لگا کے بادشاہ کی خوشی اور رنج کو پہچاننے کہا تھا: ویسا یہان بھی
والی مشاہدہ مین غرق ہو کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم بموجب اُنکی پیروی روح
اور نفس اور قلب اور قالب سے کرتے ہین اور حق سبحانہ کی مرضی نامرضی اور خوشی کا کام
اور غضب کا کام پہچانتے ہین اور اِس مرضی نامرضی پہچاننے کا بیان قرآن اور حدیث سے
نکال کے فقہ مین خوب لکھا گیا ہے وہان جو کچا لہسن پیاز کھا کے اور گندگی آلودہ کپڑا
پہر کے دربار مین جانے سے منع کیا یہان بھی کچی پیاز کچا لہسن کھا کے مسجد مین جانا اور نماز
پڑھنا منع ہے اور حرام کمائی کا کپڑا پہرنا اور مرد کو ریشمی کپڑا پہرنا منع ہے اور نماز کے
مکروہ ہونیکا موجب پھر وہان چار قسم کا چھوٹا بڑا رنج بیان کیا یہان بھی حق سبحانہ
کی ناخوشی کے کام چار قسم ہین مکروہ حرام شرک کفر ایک سے ایک بڑھ کے وہان
چھوٹی بڑی چار قسم کی خوشی بیان کیا ہے یہان حق سبحانہ کی خوشی کے کام چار
قسم ہین مستحب سنت موکدہ واجب فرض ایک سے ایک بڑھکے تو حق سبحانہ کو نہ تھوڑا
ناخوش کرے نہ بہت نہ مکروہ اور حرام کے پاس جاوے نہ شرک اور کفر کے اور
حق سبحانہ کے خوش کرنیکے واسطے اُسکی چھوٹی خوشی کا اور بڑی خوشی کا سارا کام بجا لاوے
اور مستحب سنت موکدہ واجب فرض سبکو ادا کرے اور وہان دربار کے سارے
ارکان دولت وزیر اعظم سے لیکے سائیس تک کی ملاقات اور دوستی کو اور سبکو راضی
رکھنے کو کہا یہان بادشاہ حقیقی مالک الملک کے دربار کا بڑا ارکان دولت پانچ وقت
کی نماز ہے اُسکو ایسا محافظت کے ساتھہ ادا کرے کہ حق سبحانہ کے دربار مین نماز اِسکی
شفاعت کرے نماز کو ایذا نہ دے اُسکو لنگڑی لولی نہ کرے کہ حق سبحانہ کے دربار
مین اِسکی شکایت کر کے اِسکو روسیاہ کراوے مثلاً اُسکے کسی امکان اور شرائط
اور واجبون اور سنتون کو خراب نکرے جماعت کے ہوتے اکیلے نہ پڑھے مسجد کے ہوتے
گھر مین نہ پڑھے اور اسیطرح سے سارے فرائض اسلام کو قیاس کرے مثل روزی

زکوۃ حج وضو غسل تیمم وغیرہ کے اور اسیطرح سنن اور مستحبات کو قیاس کرے مثل تہجد اور اشراق اور چاشت اور تلاوت کے اور مثل مسواک اور وضو کے بعد کی دعا اور اذان کے بعد کی دعا وغیرہ کے اور وہان جو شہر کے ساری رعایا کو راضی رکھے اور اُن سے بری چال نہ چلنے کا مضمون بیان کیا یہان بھی ہر قسم کے مسائل بیع شرا رہن نکاح نفقہ طلاق وغیرہ پر عمل کرے اور کسی مسائل کے خلاف نکرے جب اسطرحسے سلوک ثانی کو خوبی کے ساتھہ تمام کریگا اور سارے عمل صالح اُسکے شفیع ہونگے تب حق سبحانہ کا مقبول اور خاص بندہ بنجاوے گا اور اسکو خدمتین سپرد ہونگی اور شیطان کو اسپر زور نہوگا فرمایا اللہ تعالے نے پندرہوین سپارہ سورہ بنی اسرائیل مین اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطَانٌ ۔ وہ جو میرے بندے ہین اُنپر نہین تیری حکومت تو اسکی حقیقت یہ ہے کہ مشاہدہ تو ایمان تحقیقی ہوا اور سلوک ثانی تقوی اور اتباع سنت ہوا اور ان دونون چیزون کے حاصل ہونے سے آدمی ولی ہوتا ہے جیساکہ گیارہوین سپارہ سورہ یونس مین ولی کی شناخت مین اللہ تعالی نے فرمایا ۔ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ ہ جو لوگ یقین لائے اور رہے پرہیز کرتے بدایات اور نہایات کے بیان سے اور اس مثال سے دونون سلوک کا حال بخوبی سمجھہ مین آگیا

اب کچھہ ذکر کا بیان سنو ٭

بارہوین فصل ذکر کی فضیلت اور ذکر کی تاثیر اور فائدہ اور ذکر کے بعضے طریق اور مشاہدہ کی حقیقت اور اسکے حاصل ہونے نہونے کی شناخت اور اسکے حاصل ہونے کی راہ کے بیان مین

ذکر کی فضیلت مین بہت سی حدیثین وارد ہین اُن مین سے دو ایک اس مقام مین لکھتے ہین مشکوٰۃ کے باب ذکر اللہ عزوجل والتقریب الیہ کی پہلی فصل مین ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُس نے کہا۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّہٗ وَالَّذِیْ لَایَذْکُرُ مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مثال اُس شخص کی یاد کرتا ہے اپنے رب کو اور اُس شخص کی کہ نہین یاد کرتا مانند زندے اور مردے کے ہے یعنی جو اللہ کی ذکر اور یاد کرتا ہے اسکی مثال زندہ کی ہے کیونکہ ذکر بمنزلہ حیات کے ہے کہ اُس سے روحانیت کے آثار ظاہر ہوتے ہین روحانیت کے آثار یہ ہین معرفت اور ذوق اور شوق اور محبت اور ظاہر ہے کہ یہ سب آثار زندہ مین ہوتے ہین جسطرح سے زندہ مین جسمانیت کے آثار اور افعال مثل کھانے پینے وغیرہ کے ظاہر ہوتے ہین اور جو کوئی ذکر نہین کرتا اُسمین وہ آثار روحانیت کے ظاہر نہین ہین تو وہ زندہ کا ہے کا وہ تو مردہ کے مانند ہے۔

بیت

زندگانی نتوان گفت حیاتیکہ مراست	زندہ آنست کہ بادوست وصالی دارد

اِس حدیث کو مسلم اور بخاری نے روایت کیا اور اُسی باب کی تیسری فصل مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُسنے کہا۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ اَنَا مَعَ عَبْدِیْ اِذَا ذَکَرَنِیْ وَتَحَرَّکَتْ بِیْ شَفَتَاہُ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک اللہ تعالے فرماتا ہے مین اپنے بندے کے ساتھ رہتا ہون جب مجھکو یاد کرتا ہے اور دونون لب اُسکا میرے نام کے ساتھ ہلتا ہے اور اسی حدیث کے بعد روایت ہے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ کَانَ یَقُوْلُ لِکُلِّ شَیْءٍ صِقَالَۃٌ وَصِقَالَۃُ الْقُلُوْبِ ذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی وَمَا مِنْ شَیْءٍ اَنْجٰی مِنْ عَذَابِ اللّٰہِ مِنْ ذِکْرِ اللّٰہِ قَالُوْا وَلَا الْجِہَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ قَالَ وَلَا اَنْ یَضْرِبَ بِسَیْفِہٖ حَتّٰی یَنْقَطِعَ۔ انھون نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ بیشک آنحضرت فرماتے

کہ ہر چیز کیواسطے ایک صیقل ہے اور صیقل دلونکی ذکر اسد تعالے کی اور کوئی چیز اللہ کے عذاب سے نجات دینے والی زیادہ نہین ہے اللہ کی ذکرسے لوگون نے عرض کیا کہ کیا اسد کی راہ مین جہاد بھی نہین اللہ کی ذکر کی برابری کرتا فرمایا اور نہین اللہ کی ذکر کی برابری کرتا ہے یہہ کام کہ مرد مجاہدہ اپنی شمشیر سے اسقدر مارے کہ شمشیر ٹوٹ جاوے ذکر کی فضیلت اور فائدے کے بیان مین حدیثین بیشمار ہین بطور نمونہ کے اسقدر لکھا ذکر سے بندے کے پاس اسد تعالی کا حاضر ہونا اُپر معلوم ہو چکا اور حدیث سے ثابت ہوا کہ ذکر سے دل کی صیقل ہوتی ہے اور دل صاف ہوتا ہے۔ **اب ذکر کی تاثیر کے بیان کی** ۔ ایک آیت اور ایک حدیث سنو فرمایا اللہ سبحانہ وتعالی شانہ نے پچیسوین سپارہ سورہ زخرف مین۔ وَمَنْ یَّعْشُ عَنْ ذِکْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَیِّضْ لَہٗ شَیْطَانًا فَھُوَ لَہٗ قَرِیْنٌ۔ وَاِنَّھُمْ لَیَصُدُّوْنَھُمْ عَنِ السَّبِیْلِ وَیَحْسَبُوْنَ اَنَّھُمْ مُّھْتَدُوْنَ ۔ اور جو کوئی آنکھین چراوے رحمٰن کی یاد سے ہم اسپر تعین کرین ایک شیطان پھر وہ رہے اُسکا ساتھی اور وہ اُنکو روکتے ہین راہ سے اور یہ سمجھتے ہین کہ ہم راہ پر ہین اور مشکوۃ مصابیح مین باب ذکر اللہ عزوجل والتقرب الیہ کی تیسری فصل مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اُسنے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے۔ اَلشَّیْطَانُ جَاثِمٌ عَلٰی قَلْبِ ابْنِ اٰدَمَ فَاِذَا ذَکَرَ اللّٰہَ خَنَسَ وَاِذَا غَفَلَ وَسْوَسَ شیطان بیٹھنے والا اور لپٹنے والا ہے آدمی کے دل پر سو جب آدمی ذکر کرتا ہے اللہ کی تب شیطان پیچھے جاتا ہے اور جدا ہو جاتا ہے اور جب اسد کی ذکر سے غافل اور بے خبر ہوتا ہے تب وسواس دلاتا ہے انتھی سو جو لوگ سلوک الی اللہ یعنے اللہ کی راہ مین چلنے کا ارادہ کرتے ہین اُنکے واسطے اللہ کی ذکر کا اختیار کرنا ضرور ہے اور ذکر دو قسم ہے ذکر لسانی یعنے اللہ کو زبان سے یاد کرنا اور ذکر قلبی یعنے اللہ کو دل سے یاد کرنا اور اسیکو مراقبہ کہتے ہین سو دونون قسم کے ذکر سے اللہ کی راہ طے ہے اور ذکر کے طریقون کا کچھہ حد مقرر نہین ہے جس طرح سے ذکر کریگا اللہ کی راہ پاویگا اور ذکر مین جو ضرب مقرر کیا ہے اور اللہ کے نام

کو سختی کے ساتھہ نکالنا مقرر کیا ہے اور ذکر کے مکان مثل چھوٹی لطیفے وغیرہ عضو کے
نگاہ رکھنے کو جو مقرر کیا ہے تو اسمین یہ حکمت ہے کہ آدمی کی خلقت اسطور پر پیدا ہوئی ہی
کہ وہ چھہونکی طرف متوجہ رہتا ہے یعنے پچھم پورب اُتر دکھن نیچے اُپر یا گونا گون دیکھتا
رہتا ہے اور آوازون کیطرف کان لگا کے سننے پر متوجہ رہتا ہے اور اُسکے جی مین
باتین اور خیالات گھومان کرتے ہین سو طریقت کے مجتہدون نے ذکر کی ان مذکور
وضعون کو مقرر کیا ہے اپنی تئین اپنی ذات کے سوای دوسری کی طرف متوجہ ہونے
سے روکنے کیواسطے تاکہ ذکر کیوقت اپنے ذکر کے مکان کے سوای ذاکر دوسرے
کسیکی طرف متوجہ نہو اور انواع اقسام کے خیالات اور وسواس جو دل مین باہر
سے آیا کرتے ہین انکے روکنے کیواسطے اور یہ بات صاف ظاہر ہے کہ جب ذاکر ذکر
مین مشغول ہوگا اور لطیفونکی ذکر دریافت کرینمین یا حبس دم کے ساتہہ نفی اثبات کی
ذکر کے کینچنے اور ضرب کرنے اور طاق عدد کے نگاہ رکھنے مین یا زانو اور قلب وغیرہ
مین ذکر کے ضرب کرنے مین مشغول ہوگا تب دوسرا خیال کہان سے آویگا سو یہ وضع
اور طریقہ اسواسطے مقرر کیا ہے تاکہ آہستہ آہستہ بتدریج اپنی ذات کی طرف متوجہ رہنے
کو بھی چھوڑ کے اللہ تعالی کیطرف متوجہ رہنے کے کوٹھے پر چڑھ جاوی یعنے جب سیکڑون
آوازون اور ساری جہتون اور انواع اقسام کے خیالات کو چھوڑ کے فقط ایک
اپنی ذات کیطرف متوجہ رہنے کا ڈھب آگیا تب آہستہ آہستہ اسکو بھی چھوڑ کے
فقط اللہ تعالی کیطرف متوجہ ہونا سہل معلوم ہوگا یہ مضمون قول الجمیل کا ہے
اور مقدمہ مین جو تفسیر فتح العزیز سے فاذکرونی اذکرکم کی تفسیر لکھا ہے اُسکے موافق
جو شخص زبان یا دل یا جوارح سے ذکر کریگا اور اپنی معاش کے کام مین مشغول رہیگا
سو ذاکرین مین داخل ہوگا اور شیطان کے وسواس سے محفوظ رہیگا سبحان اللہ دین مین
کیا آسانی ہے اب اس صورت مین سارے مسلمان جو حکم کو بجالاتے ہین اور منہیات سے

بازرہتے ہین سوسب ذاکر ٹھہرے اور شرع کے خلاف فاسق اور بدعتی غافل ٹھہرے
اگرچہ دن رات کسی ذکر اور شغل مین مشغول ہون (**فائدہ**) چشتیہ قادریہ نقشبندیہ
وغیرہ اشغال سے یہی غرض ہوتی ہے کہ وہی ملکہ جسکو نسبت اور بصیرت اور سکینہ کہتے
ہین حاصل ہوجاوے اور وہ ملکہ مشاہدہ تک پہنچاوے تو بس اُن شیطان مین برابر
لگا رہے اور ہمیشہ اُن مین غرق رہے تاکہ اُسکے سبب سے نفس ناطقہ خوب پکا ملکہ حاصل
کرے غرض جس شغل کو اختیار کرے اسکو ترک نکرے اُسمین برابر ہمیشہ لگا رہے اور اُسمین
غرق رہے بلاشبہ سکینہ اور مشاہدہ حاصل ہوگا کیونکہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے لَا یَقْعُدُ قَوْمٌ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ تَعَالٰی اِلَّا حَفَّتْھُمُ الْمَلَائِکَۃُ وَغَشِیَتْھُمُ الرَّحْمَۃُ
وَنَزَلَتْ عَلَیْھِمُ السَّکِیْنَۃُ وَذَکَرَھُمُ اللّٰہُ فِیْمَنْ عِنْدَہٗ رَوَاہُ مُسْلِمٌ نہین بیٹھتے ہین کوئی گروہ
اور جماعت اللہ تعالی کی ذکر کرنے کو مگر گھیر لیتے ہین انکو اور اِن کے گرد پھرتے
ہین فرشتے اور چھپا لیتی ہے انکو اللہ کی رحمت اور اُترتی ہے اِن پر سکینہ یعنی آرام
باطن کا اور اطمینان اور تسلی دل کی کہ اسکے سبب سے شہوات دنیا کی خواہش اور اللہ
کے سوا کا خوف دل سے نکلجاتا ہے اور اللہ تعالی کی حضوری حاصل ہوتی ہے اور
صفات نورانیت کی ظاہر ہوتی ہے اور سکینہ ایک چیز ہے مخلوقات الٰہی سے اُسمین
طمانیت یعنے چین اور آرام اور رحمت ہے اور اسکے ساتھ فرشتے ہین اور کبھی ایک
ابر کی صورت مین اترتی ہے اسوقت مین نورانیت اور آرام اور حضور قلب اور
خاطر جمعی اور عبادت مین لذت جو حاصل ہوتی ہے سو سکینہ کا اثر ہے اور یاد کرتا ہے
انکو اللہ تعالی ان لوگون مین جو اسکے پاس ہین یعنے حقتعالی اپنے حضور کے مقرب
فرشتون مین انکی خوبی بیان کرتا ہے اور فخر کرتا ہے اور فرشتے لوگ جو دعوی
کرتے تھے کہ ہم لوگ تیری تسبیح اور تقدیس کرتے ہین اور آدمی لوگ خون اور فساد
کرینگے سو اُن لوگون پر آدمی کی فضیلت اور کرامت ظاہر کرتا ہے روایت کیا ہے

حدیث کو مسلم نے یہہ حدیث مشکوۃ کے باب ذکر اللہ عز وجل والتقریب الیہ کی پہلی فصل مین
ابو ہریرہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہما سے روایت ہی اس حدیث کا ترجمہ اشعۃ اللمعات شرح
مشکوۃ سے لکہا فائدہ اب ایک مضمون بڑے کام کا سنو وہ یہ ہے کہ اوپر جو ہمنے مراقبہ
کا بیان لکہا ہے اسیطرحسے مراقبہ کرتا رہے خودبخود وہ سبحانہ اپنی طرف کہینچ لیگا اور
حضوری اور مشاہدہ حاصل ہوگا اور مشاہدہ کی لذت اور مزہ کوئی کسی کو سمجہا نہین
سکتا اور یہہ بات ظاہر ہے جسطرح کسی شخص نے کبہی نمک یا شکر یا دودہ نہ چکہا ہو
اسکو کوئی شخص دلیل اور تقریر سے ان چیزونکی مزہ سمجہا نہین سکتا مگر چکھنے والا آپ
خوب سمجہتا ہے اگرچہ تقریر نکرسکے یا اندہا آدمی اپنے آمنے سامنے کے آدمی سے جب
بات کرتا ہے تب اسکو آدمی کے موجود اور مخاطب اور سامنے ہونے کا یقین دل مین
خوب مضبوط ہوتا ہے اگرچہ دلیل اور تقریر سے دوسرے کو سمجہا نہین سکتا اور
جب مومن کو اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کے بولتے وقت اس اندہے کا سا یقین ہو
تب بہی کفایت ہے بلکہ یہی مشاہدہ ہے اور جب تک ایسا ہی نہو تب تک جانے
کہ ابہی مجہکو مشاہدہ نہین حاصل ہوا اور سمجہانے کیواسطے یہہ مثال لکہا باقی جب مشاہدہ
حاصل ہوگا تب اس سے زیادہ لذت پاویگا غرض یہ کہ زیادہ بکہیڑا نکرے اور
شک شبہہ کے پاس نجاوی بلکہ جیساکہ قدیم سے سنتا آیا ہے کہ وہ سبحانہ بیچون
اور بیچگون اور بے شبہہ اور بے نمون اور بے شکل ہے اور رنگ روپ صورت
شکل جہت سب سے پاک ہے اور اسکی ذات کے بہید کو عقل دریافت نہین کر سکتی
اور خاتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکہہ کے سوا کسیکی آنکہہ دنیا کی زندگی مین اسکو
دیکہہ نہین سکتی ویسا ہی صرف اُس ذات بحت کا جو اللہ کی لفظ کا مفہوم ہے
مراقبہ کرتا رہے جسکو ہر ایک شخص اللہ کی لفظ سے سمجہہ جاتا ہے اور جیسا کہ اُس
سبحانہ کی توحید ہر مومن کی سمجہہ مین بغیر دلیل کے آگئی ہے اور اسکی توحید کا ذوق

دل کو حاصل ہے یعنے اگرچہ اسکی توحید کی دلیلین بے شمار ہین مگر مومن انکا محتاج نہین
اور روز میثاق کے اقرار اور سوال جواب کی لذت مین ڈوبا ہے جیساکہ حضرت
شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ نے صادق عاشقون کے حال کے بیان مین فرمایا ہے ؀

الست از ازل ہمچنانشان بگوش		بفریاد قالوا بلیٰ در خروش

یعنے اللہ کے سچے عاشقون کا یہہ حال ہے کہ قول قرار الست بربکم کا ازل
کے روز سے آجتک ویساہی انکی تئین دل کے کان مین باقی ہے اور اب تک قالوا بلیٰ
کی فریاد کے ساتھہ چلاتے ہین ویساہی حال مشاہدہ کا ہے **خلاصہ** یہہ کہ
حق جل وعلی کی ذات پاک کا خاصہ ہے کہ اپنے یاد کرنیوالے کیطرف نزول فرماتا
ہے اور دنو اور تدلی فرماتا ہے یعنے خوب نزدیک ہوتاہے اور اسکے مدرکے کو
پر کرتا ہے کہ پھر دوسری چیز کی جگہہ باقی نہین رہتی اور باطنی لطیفون یعنے قلب روح
عقل وغیرہ پر غالب ہوتاہے اور انکو اپنے قابو مین کرلیتاہے یعنے اسکے باطن مین
اللہ کا نور چھاجاتا ہے اور اسکو اللہ ہی اللہ نظر آتا ہے اور اس تدلی واقعی اور
حقیقی کے سبب سے اللہ تعالی آدمی کی روح کی روح کا حکم پکڑتا ہے اور جو علاقہ کہ
روح کو بدن کے ساتھہ ہے وہی علاقہ اس تدلی کو روح کے ساتھہ ہوتاہے اور روح
اسکو پاس ہونیکو پہچانتی ہے جسطرح سے نفس اور قالب روح کو پہچانتا ہے باوجودیکہ
سامعہ باصرہ شامہ ذائقہ لامسہ سے روح محسوس نہین ہوتی یعنے روح کو کوئی نہ سنتا
ہے نہ دیکھتا نہ سونگھتا ہے نہ چکھتا نہ ٹٹولتا ہے مگر اپنی روح کے قرب اور معیت
اور موجود اور حاضر ہونے کا یقین اور اسکی دلی محبت ہر کسیکو حاصل ہے بس اسی طرح سے
روح اللہ تعالی کو پہچانتی ہے غرض مراقبہ اصل ہے اسکو لازم کرے اور اس سے
غافل نہو اور جیساکہ پانچوین فصل مین لکہا ہے ویساہی اپنے حال مین غور کرتا رہے
یہ سب تقریر جو اس خاکسار نے طرح طرح سے بیان کیا ہے سو فائدے سے خالی نہین

انمین غور کرنے سے مشاہدہ کی حقیقت البتہ سمجھ مین آجاویگی اور مشاہدہ حاصل ہونے کی
راہ نمود ہوگی انشاء اللہ تعالی **فائدہ** قول الجمیل مین شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے
کہ اب کوئی یہ خیال نکرے کہ بغیر اِن اشغال مذکورہ کے یہ نسبت حاصل نہین ہوتی بلکہ
یون جاننا چاہیئے کہ یہ اشغال بھی اُس نسبت کے حاصل کرنیکے طریقون مین سے ایک
طریقہ ہے اور اس نسبت کا حاصل ہونا اِن اشغال مین منحصر اور موقوف نہین ہے
بلکہ اُسکے حاصل ہونے کی اور بھی راہ ہے صحابہ اور تابعین اس نسبت اور سکینہ کو ایک
اور راہ سے حاصل کرتے تھے صحابہ اور تابعین کے سلوک کا طریقہ یہہ ہی کہ جماعت کی نماز کے
سوا نفل نمازون اور تسبیحات مین خلوت اور اکیلے مکان مین ہمیشہ مشغول رہتے تھے خشوع
اور فروتنی اور عاجزی اور حضوری کی شرطون کی محافظت کے ساتھہ اور حضوری
اور دوبدو اور آمنے سامنے کا بیان قریب ہی ہوچکا غرض صحابہ اور تابعین سے
حضوری کی شرط خوب ادا ہوتی تھی اور وے حضرات ہمیشہ باطہارت رہتے تھے
اور ساری لذتونکی مٹانیوالی چیز جو موت ہے اسکو ہمیشہ یاد رکھتے تھے اور اللہ تعالے
نے جو اپنے فرمان بردارون کیواسطے ثواب اور اپنے نافرمانبردارون کیواسطے عذاب
مقرر کیا ہے اسکو ہمیشہ یاد رکھتے تھے تب ظاہری لذتون سے اُنکو جدائی حاصل ہوتی
تھی اور اُنکے دل سے اُن لذتون کا شوق اُٹھہ جاتا تھا اور ہمیشہ کتاب اللہ کی تلاوت کرتے
تھے اور اسمین غور کرتے تھے اور وعظ کرنے والے کا کلام سنا کرتے تھے اور جس حدیث
سے دل نرم ہوتا ہے اسکو سنا کرتے تھے غرض اِن چیزون مین ہمیشہ برابر بہت مدت
تک مشغول رہتے تھے تب انکو اللہ سے ایک علاقہ خاص کا ملکہ مضبوط اور ہیئت نفسانیہ
یعنے نسبت اور بصیرت اور سکینہ اور نور حاصل ہوتا تھا تب اپنی باقی عمر بھر اسکی
محافظت کیا کرتے تھے اور اس نسبت کے حاصل ہونے کیواسطے محنت اور کوشش
کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بطور میراث کے ہمارے مشایخ کے طریق مین

ہوتا ہوا چلا آیا ہے اسمین کچھہ شک نہین ہے اگرچہ اس نسبت کے رنگ اور اُسکے
حاصل کرنے کے طریقے مختلف ہین یہان تک قول الجمیل کا مضمون ہے جب یہ بات
ذہن نشین ہوگئی تو اب اس نسبت کے حاصل ہونے کیواسطے اشغال مذکورہ کے ساتھہ
یا صحابہ اور تابعین کے طور مذکور کے ساتھہ محنت اور کوشش کرنا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی اتباع مین داخل ہے۔ **فائدہ** ایک طریقہ ذکر کا سارے مشایخ کے طریقہ
کے موافق عوارف کے پچاسوین باب کے مضمون کا خلاصہ کر کے لکھتے ہین وہ یہہ ہے
کہ فجر کی نماز کے بعد جس مقام مین نماز پڑھا ہے اسی مقام مین قبلہ رخ بیٹھا رہے اور
اگر وہان سے ہٹ کر ایک گوشہ مین بیٹھنے مین اُسکے دین کا فائدہ ہو تو وہان سے
ہٹ کے ایک گوشہ مین بیٹھے تاکہ کسی سے بات نکرنا پڑے اور کسیطرف دیکھنا نہ پڑے
کیونکہ اسوقت مین چین سے چپ چاپ بیٹھنے اور بات نکرنے مین صاف صاف کھلا کھلا
اثر ہے اور اِس اثر کو اہل معاملہ اور اہل دل لوگ دریافت کرتے ہین اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عادت تھی عوارف مین اِسکے بعد قرآن شریف کی جا بجا کی
کئی آیتین متفرق لکھا ہے کہ اِنکو پڑھے بعد اِسکے سبحان اللہ الحمد اللہ اللہ اکبر لکھا ہے
سو چونکہ اُن آیتون کا پڑھنا ضروری نہین ہے اور ہر شخص کو اُن کا یاد کرنا میسر نہین
اور اصل غرض اِسوقت مین تلاوت اور اللہ کی ذکر سے ہے سو ہم لکھتے ہین پھر اپنے
نماز کے مقام پر یا گوشہ مین جہان موقع ہو قبلہ رخ بیٹھ کے پڑھے سبحان اللہ تینتیس
بار الحمد للہ تینتیس بار اللہ اکبر تینتیس بار اور الجبار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ
لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَ لَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَ یُمِیْتُ وَ ھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۵ کہکے پورا سو تمام
کرے بعد اِسکے قرآن مجید کی تلاوت مین حفظ یا مصحف دیکھہ کے یا جسطرح کی ذکر ہو
اُسمین مشغول رہے بغیر خلل اور قصور اور نیند کے کیونکہ اسوقت مین نیند مکروہ ہے
یقینی اور اگر نیند غالب ہو تو اپنے مصلے پر قبلہ رخ کھڑا ہو جاوے پھر اگر اسمین

بھی نیند نجاوے تو چند قدم قبلہ طرف چلے اور اسیطرح سے قبلہ طرف منہ کیے ہوے
چند قدم پیچھے کو ہٹے کیونکہ اسوقت مین برابر قبلہ رخ رہنے مین اور بات نہ کرنے مین اور
نہ سونے مین اور برابر ذکر کرنے مین بڑا اثر ہے اور بڑی برکت ہے صاحب عوارف
لکھتے ہین کہ ہمنے الحمد للہ یہ اثر اور برکت پایا ہے اور اللہ کے طالبون کو ہم اسکی وصیت
کرتے ہین اور اس بات کا اثر جو شخص کہ ذکر قلبی اور لسانی کو اسوقت مین اکٹھا کرتا ہی
سب کے واسطے بہت ملتا ہے اور خوب ظاہر ہوتا ہی یہ خاکسار اسوقت مین تسبیح ندکورہ کے
بعد کچھہ مسنون دعائین اور چارون قل پڑھکے نقشبندیہ طریقہ کا شغل کرتا ہے پھر آفتاب طلوع
ہونے کے قریب مسبعات عشر پڑھتا ہے اسمین ذکر قلبی اور لسانی اکٹھا ہو جاتی ہے
اور یہہ وقت چونکہ دن کا شروع ہے اور دن جو ہے سو اسمین آفتون کا سطنہ اور گمان
رہتا ہے سو جب دن کے شروع کو ان باتونکی رعایت کرکے درست اور مضبوط کیا تو
دن کی نیون درست اور مضبوط کیا اور دن کے سارے اوقات اسی نیون پر درست
ہو جاوینگے اور جب آفتاب طلوع ہونیکے قریب ہو تب مسبعات عشر پڑھنے شروع کرے
اور مسبعات عشر حضر علیہ السلام کی تعلیم سے ہے کہ انھون نے ابراہیم تیمی کو جو علما سے
تابعین مین سے تھے سکھلایا تھا اور حضرت حضر نے ذکر کیا کہ مین نے اسکو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا اور جو شخص کہ اسکو ہمیشہ پڑھا کرتا ہے تو وہ شخص جو اور
سب دعاؤن اور ذکرون مین فائدے متفرق ہین سبکو اسی مسبعات عشر مین پاتا ہے
اور مسبعات عشر دس چیز ہین کہ انکو سات سات مرتبہ پڑھنا ہوتا ہے وہ یہہ ہے سورۂ
فاتحہ سات مرتبہ قل اعوذ برب الفلق سات مرتبہ قل اعوذ برب الناس سات مرتبہ
قل ھو اللہ احد سات مرتبہ قل یا ایہا الکافرون سات مرتبہ آیۃ الکرسی سات مرتبہ سبحان اللہ
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ سات مرتبہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى
اٰلِ مُحَمَّدٍ سات مرتبہ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِىْ وَلِوَالِدَىَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ سات مرتبہ

ترجمہ یا اللہ بخش تو مجکو اور میرے باپ مان کو اور مومن مردون اور عورتون کو اللھم افعل بی وبہم عاجلاً و اجلاً فی الدین والدنیا و الاخرۃ ما انت لہ اھل ولا تفعل بنا یا مولانا ما نحن لہ اھل انک غفور حلیم جواد کریم بناؤف رحیم ۔ سات مرتبہ ترجمہ یا اللہ کر تو میرے ساتھہ اور میرے باپ مان اور مومن مردون اور عورتون کے ساتھہ جلدی مین اور دیری مین دین مین اور دنیا مین اور آخرت مین وہ چیز جسکے لائق تو ہے اور مت کر ہمارے ساتھہ ای ہمارے صاحب وہ چیز جسکے لائق ہم نہین بیشک تو بخشنے والا برداشت والا بڑا دینے والا کرم کرنے والا نیکی کرنے والا مہربانی کرنیوالا نہایت رحم والا ہی روایت کیا گیا ہے کہ ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خضر علیہ السلام سے سیکھنے کے بعد جب مسبعات عشر پڑھا تب خواب مین دیکھا کہ وہ جنت مین گیا اور فرشتون اور نبیون کو دیکھا اور جنت کا کھانا کھایا اور نقل ہے کہ اسنے چار مہینے تک کچھہ نکھایا لوگون نے کہا ہے کہ اس نکھانے کا سبب شاید یہی ہو کہ اسنے جنت کا کھانا کھایا پھر جب فراغت ہو مسبعات عشر سے تب سبحان اللہ اور استغفر اللہ کہنے اور تلاوت کرنے مین مشغول رہے یہانتک کہ ایک نیزے برابر آفتاب اٹھے تب دو رکعت نماز پڑھے اس جگہہ سے اٹھنے کے پہلے باقی پانچون وقت کی دعا اور تسبیح جو عوارف مین ہے سو اگر اللہ تعالے توفیق دیگا تو انشاء اللہ تعالے پھر کسی رسالہ مین جدا لکھینگے صبح شام کی ذکر پر بیان کفایت کرتے ہین پھر جب دن آخر ہونے لگے تب رات کے استقبال کیواسطے وضو طہارت مین مستعد ہو جاوے اور غروب کے قبل مسبعات عشر پڑھے اور تسبیح اور استغفار پڑھتا رہے اور ایسے وقت مین پڑھنا شروع کرے کہ مسبعات عشر پڑھکے تسبیح استغفار مین مشغول ہو اور ابھی آفتاب باقی رہے اور غروب ہونیکے وقت والشمس اور واللیل اور معوذتین بھی پڑھے اور جسطرح سے اللہ کی ذکر کے ساتھہ دن کا استقبال کیا تھا ویسا رات کا استقبال

کرے فرمایا اللہ تعالی نے فرمایا سورہ فرقان مین وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَ اللَّیْلَ وَ النَّهَارَ
خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ یَّذَّکَّرَ اَوْ اَرَادَ شُکُوْرًا اور وہی ہے جسنے بنائی رات اور دن
بدلتے اسکے واسطے جو چاہے دھیان رکھنے یا چاہے شکر کرنے سو جسطرحت رات دن
کے پیچھے آتی ہے اور دن رات کے پیچھے اسیطرحسے بندی کو لائق ہے کہ ذکر اور شکر مین
رات کو دن کرے اور دن کو رات اور جو چیز کہ دن کو فوت ہوئی ہے اسکا بدلا رات
مین ادا کرے اور جو چیز کہ رات کو فوت ہوئی اُسکا بدلا دن مین ادا کرے اور دونون
کے درمیان نیک عمل کرنے سے خلل نڈالے جیساکہ رات دن کے درمیان مین کوئی
چیز خلل نہین ڈالتی اور جتنی ذکر ہے ساری اعمال قلب ہے اور شکر اعمال جوارح ہی
تو دل سے ذکر مین مشغول ہوے اور ہاتھ پانوٗن وغیرہ عضوسے نیک کام کرے
شکرگذاری کے واسطے اور جو کچھہ ہوسکے ہرروز صدقہ کرے اگرچہ ایک ہی خرما یا
ایک ہی لقمہ ہو کیونکہ نیک نیت سے تھوڑا صدقہ بہت ہوتا ہے اور اِس ہرروز کی
صدقہ کو نچھوڑے یہہ سب مضمون عوارف کے پچاسوین باب کا ہے اب بطور نمونہ
کے حضرات صوفیہ کے طریقون مین سے طریقہ نقشبندیہ کا شغل ہم لکھتے ہین باقی جسکو
شوق ہو وہ رفیق السالکین اور صراط المستقیم سے دوسرے اشغال کا طریقہ دریافت
کرے صحابہ اور تابعین کے اشغال اور سبعات عشر کی سند چونکہ حدیثون سے
نکلتی ہے اسواسطے اسکو پہلے لکھا اور مشاہدہ کی حقیقت تو بخوبی اوپر قریب ہی لکھہ چکی
مگر زیادہ تصریح کیواسطے اُن مین اشغال کے ساتھہ مشاہدہ کا مضمون رفیق السالکین
مین جو لکھا تھا اسکو بھی لکھہ دیتے ہین ❊

نقشبندیہ طریقہ کے اشغال کا بیان

چھہ لطیفے جو آدمی مین ہین اسکے مقام کو معلوم کرنا چاہیے کہ کس لطیفہ کا کہان مقام ہے

سواُن لطیفون کا بیان سنو **پہلا لطیفہ** قلب مقام اُسکا باءین چھاتی کے نیچے **دوسرا لطیفہ** روح مقام اُسکا داہنی چھاتی کے نیچے **تیسرا لطیفہ** سر مقام اسکا دونون چھاتی کے درمیان مین بیچو بیچ چھاتی کے ہے جسکو ہندی مین دھکدھکی کہتے ہین۔ **چوتھا لطیفہ** نفس مقام اسکا عین ناف ہے **پانچوان لطیفہ** خفی مقام اسکا پیشانی مین ہے جہان پر سر کا بال تمام ہوا ہے اور پیشانی اُس جگہہ سے شروع ہے اور سجدہ کرنے کے سبب سے اسی جگہہ پر نشان ہوتا ہے **چھٹا لطیفہ** اخفیٰ مقام اُسکا تالو ہے سر کی اگلی طرف جس جگہہ پر لڑکون کے سر مین جنبش معلوم ہوتی ہے **فائدہ** اِن چھ لطیفون کو اسی ترتیب مذکور کے ساتھہ اسم ذات یعنے لفظ اللہ کی ذکر سے بخوبی ذاکر کرنا چاہیئے اس طور پر کہ انکی ذکر اپنی نئین معلوم ہو اور تلقین کرنے والا کہ اُسنے اپنے لطیفون مین اِس ذکر کو جاری کیا ہے اپنے دل کے بڑے قصد سے طالب کے لطیفون مین اس ذکر کے ڈالنے کا ارادہ کرے اور اسباب مین دعا اور التجا کر کے محض اللہ کے فضل سے مدد چاہے اور اپنے دل کے قصد کی قوت سے توجہ کرے اور توجہ کا پورا پورا بیان ساتوین فصل مین معلوم ہوا اور اُسکے توجہ کا ادنیٰ اثر یہہ ہے کہ طالب کے لطیفہ مین نبض کی سی جنبش معلوم ہوگی ایسی نہین کہ ہاتھہ رکھنے سے معلوم ہو بلکہ اس طور پر کہ جب طالب اپنے لطیفہ کی طرف نگاہ کرے یعنے خیال کرے تو اُسکو معلوم ہو جاوے بلکہ آگے کو یہ حال ہوگا کہ دوسرے کام مین مشغول ہونے کے حالت مین وہ لطیفہ آدمی کو اپنی طرف متوجہ کر لیگا اور اُسکو نچھوڑے گا کہ لطیفون کی طرف سے بالکل غافل ہو جاوے تو جب وہ جنبش معلوم ہو تو سمجھے کہ لطیفہ اللہ کے پاک نام کی ذکر کرتا ہے اور اس جنبش کے ساتھہ اللہ اللہ کہتا ہے اور طالب اس ذکر کی حالت مین جس پاک نام کی ذکر کرتا ہے اُس نام والے کی دلی محبت اور حضوری پیدا کرے پس اِن لطیفون سے جدا جدا ذکر مشق کر کے پھر سب

لطیفون سے ایکبارگی ذکر کرے کہ ایک ہی وقت مین اُن سبکی ذکر معلوم ہونے لگے
اور ان ان لطیفون کی ذکر کو خوب مضبوط اور پکی کرے اور اس ذکر کی مضبوطی
کا ادنیٰ مرتبہ وہ ہے کہ جب چاہے تب اِس ذکر مین مشغول ہونے سکے اور تلقین کرنیوالا
اگر اِسے زیادہ مضبوط کرنا فرماوے تو اُسکا حکم مانے یعنے ابھی خوب زیادہ اس
ذکر کو مضبوط کرے اور باقی ہر لطیفون کیواسطے جو جدا جدا نور مقرر ہے سو اُسکی
بیان کی ابھی احتیاج نہین ہے بلکہ منزل پر چلنے مین ہو دیر ہوتی ہے جب نور کے
پردون کے مقام مین پہنچیگا تب بے محنت جس لطیفہ مین جس رنگ کا نور چاہیگا
دیکھہ سکیگا غرض بہتر یہی ہے کہ چھوٹے درجون سے کہ مثل الف بے کے ہین بقدر
حاجت کے مشق کرکے وقت کو غنیمت جان کے جلدی جلدی گذر جاوین اور بڑی
بڑے مقامون پر اپنی طاقت اور لیاقت کے موافق اور روح کے آسودہ ہونے کے
لائق ٹھہرین وہ بڑے مقام سلطان الذکر کے بعد ہین **فائدہ** پھر اُن چھہ لطیفونکی
ذکر کے بعد حبس دم کے ساتھہ نفی اور اثبات کرے نفی معنے نیست سمجھنا اور اثبات
معنی موجود سمجھنا تو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه مین چونکہ اللہ کے سواے سبکو نیست اور فانی سمجھنا
اور اللہ کو موجود اور باقی سمجھنا ہوتا ہے اسواسطے اس ذکر کو نفی اور اثبات بولتے
ہین سو حبس دم کے ساتھہ نفی اور اثبات کا یہ طریق ہے کہ ادب کے ساتھہ قبلہ طرف
منہ کرکے دو زانو بیٹھ کے اپنی دم کو بند کرکے اور زبان کو تالو مین لپٹا کے لا کو لطیفہ
نفس سے کھینچے اور لطیفہ سر پر تھوڑا سا ٹھہر کے لطیفہ خفی پر پہنچے وہان بھی تھوڑا سا
ٹھہر کے لطیفہ اخفیٰ پر پہنچے حاصل کلام کا یہ ہے کہ لا کا کھینچنا لطیفہ نفس سے لطیفہ اخفی
تک حرکت خیالی ہے کہ فقط خیال سے کھینچنا ہوتا ہے اور اس کھینچنے مین لطیفہ سر اور خفی
کو فقط لحاظ کرنا ہوتا ہے کہ فلانے مقام تک پہنچے جس مین وہ مقام بھی یاد رہین زیادہ
ٹھہرنے کا کام نہین بلکہ اُن مقام سے جلدی بھاگنا ہوتا ہے بس لا کو اخفی تک پہنچا کے

۱۲ لا کو خفی سے کھینچ کے لطیفہ روح کی طرف متوجہ ہوکے اِلَّا اللّٰہ کو لطیفہ روح سے کھینچ کے قلب
مین ضرب کری یعنے خیال سے قلب مین مارے اور یہ کھینچنا اور ضرب کرنا فقط خیال سے ہوتا
ہے اسمین کسی عضو پر یہان تک کہ سر اور مُنہ اور زبان اور ہونٹھ پر ظاہر مین بالکل جنبش
نہووے اور اِس ذکر کو طاق عدد سے کری مثلاً ایک بار یا تین یا پانچ بار وعلی ہذ القیاس
ایکبار ذکر کرکے سانس لیوے پھر جب دم سستا لیوی اور قرار پکڑے تب دوسری بار
کرے اور جب حبس دم کی زیادہ برداشت ہووے تب ذکر کے عدد مین زیادتی کرے
ادنی مرتبہ زیادتی کا اکیس بار ہے جب اکیس بار تک پہنچیگا اور ہمیشہ اُسکی مشق کریگا تب
ایک نشست مین سیکڑون بار کرسکیگا اس ذکر سے اُسکے لطیفون مین البتہ گرمی اور
صفائی ظاہر ہوگی اور اِس ذکر سے ایسا معلوم کریگا کہ ایک شعلہ جوالہ ہے کہ اُسنے اُسکے
تمام لطیفونکو گھیر کے آگ کے خط کیطرح وہ شعلہ دراز ہوا ہے شعلہ جوالہ کہتے ہین اسکو کہ لکڑی
کے ایک سرے مین آگ لگا کے اُسکو گھومانے سے آگ کے حلقہ کی صورت معلوم ہوتی ہے
اور بیچ مین خالی اسیطرح سے اُسکے سب لطیفون کے گرداگرد آگ کا خط گھیر لیگا **فائدہ** بعد
مشق کرنے نفی اور اثبات کے سلطان الذکر کرے اُسکا بیان یون ہے کہ انسان کے
ہر جزو یعنے ہر ٹکڑے کی تئین ایک وحدت یعنے اکیلاپن ثابت ہے کہ ہر ٹکڑے علیحدہ
علیحدہ ہن اور اُسکی وحدت کی نشانی یہہ ہے کہ پہچان کیواسطے ہر ایک کا نام جدا جدا
مقرر ہے اِسی واسطے ہر ایک کے واسطے ایک زبان بھی مقرر ہے اور بموجب فرمانے
حضرت حق تبارک وتعالی کے وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ اور
کوئی چیز نہین جو نہین پڑھتی خوبیان اُسکی لیکن تم نہین سمجھتے اُنکا پڑھنا۔ وہ سب ٹکڑے
انسان کے ذکر الہی کرتے ہین ولیکن انسان کی دریافت مین نہین آتا سو سلطان الذکر کی
حقیقت یہہ ہے کہ اپنے سارے ٹکڑے کی ذکر کو ایک طور کی دریافت سے معلوم کرے
اور اسکی ذکر پر خبردار ہو اُسکی راہ یہہ ہے کہ اپنے تمام بدن کی سب جگہہ کو چھ لطیفونکی

طرح پر سمجھیے اور یہ بات ظاہر ہے کہ آدمی کی نظر مین چھوٹے لطیفے اور تمام بدن برابر ہے جب لطیفون کے مقام سے ذکر کو پہچانا اور اُسکی کیفیت پر اطلاع پایا بس اُسی طور سے تمام بدن سے ذکر کرے اور تلقین کرنے والیکو چاہیئے کہ آپ سلطان الذکر کرکے جسطرح طالب کے لطیفون مین ذکر ڈالنے کا مذکور اُوپر ہو چکا اُسی طرح سے اس ذکر کو بھی طالب کے تمام بدن مین ڈالنے کا قصد کرے اُسکا اثر یہ ہے کہ کدھین تمام بدن مین جنبش ظاہر ہوگی یہانتک کہ اسکا ہاتھہ اور پانون یا دوسرے عضو اسکے بغیر ارادے کے اپنی جگہہ سے ہل جاوینگے اور کبھی رعشہ کی سی حرکت ظاہر ہوتی ہے اور کبھی روان پھرنے کے طور پر معلوم کرتا ہے یا ایسا معلوم کرتا ہے کہ اسکے تمام بدن پر چیوٹیان رینگتی ہین اور ٹھنڈک اور ہلکاپن اُسکے تمام بدن مین معلوم ہوتا ہے اور کبھی اِس قدر ٹھنڈک ذاکر کے بدن مین سماتی ہے کہ سخت گرمی کے وقت مین اُسکو سردی معلوم ہوتی ہے اور ایسا ہلکا ہو جاتا ہے کہ گویا اسکے بدن سے آلایش کو دور کیا ہے جیسے کسی شخص نے کیسالی کرکے حمام مین غسل کیا ہو لیکن ظاہری غسل مین یہ ہلکاپن صرف اسکے چمڑے پر معلوم ہوتا ہے اور سلطان الذکر مین اندر سے صفائی معلوم ہوتی ہے اور خرق عادت یعنے کرامت کی قسم سے ہے کہ جسطرح کسی کا بدن بڑنے نادر سے پھڑکتا ہے اسطرح اُسکا تمام بدن قابو مین نہین رہتا اور بے اختیار پھڑکتا ہے اور بڑی کرامت ہے کہ تمام بدن اور در و دیوار اور خشخار اور پتھر اور کوڑے مین سے ذکر جہر کی آواز بلا شبہہ سلطان الذکر کرنے والے کے کان مین پڑے اور اُسکے ہمنشینون کا سنا اُس کرامت مین زیادتی ہے اور کبھی ایک نور سلطان الذکر کرنے والے کو معلوم ہوتا ہے **فائدہ** طالب مین لطیفونکی ذکر اور سلطان الذکر وغیرہ کے حاصل ہونیکو دریافت کرنے کا طریقہ صاحب تلقین اور ارشاد کیواسطے یہ ہے کہ صاحب تلقین جو ذکر کر رہا ہے اُس سے اپنی تئین خالی کرکے طالب کی طرف متوجہ ہووے اُسوقت جو کچھہ اپنی اندر پاوے اُسکو جانے کہ یہ جو معلوم ہوتا ہے سو طالب کے

اثر کا عکس ہے اور جو کچھ صاحب تلقین مین ظاہر ہو وہی طالب مین ہے تمام شغل جو بہتر
اور جیسا ہوگا اُسکا عکس صاحب تلقین مین پڑے گا فائدہ جسطرح جسپر ذکر ہوا ہے جب
اُس طرح پر سلطان الذکر قابو مین آوے اور جسوقت اسکا ارادہ کرے اسوقت بلاتکلف
ظاہر ہو تب شغل نفی کا کرے اور شغل نفی کے ساتھہ شغل یادداشت کا بھی لگا رہے شغل
یادداشت کی حقیقت یہہ ہے کہ ہمیشہ متوجہ رہنا ذات پاک بیچون اور بیچگون کیطرف سب
وقت بیٹھتے اٹھتے کھاتے پیتے اور سب کاروبار اور سختی آسانی در پیش ہونے مین اس
طور پر کہ کوئی کام اُس متوجہ ہونے کو منع نکرسکے جسطرح سے کسی چیز کی محبت یا کسی کام کا
اہتمام کسی شخص کے دل مین گڑ جاتا ہے تو دنیا کی ضروری حاجت اور کام کے عین وقت
مین اُسی چیز اور کام مین دل لگا رہتا ہے اور یہ بات جسکے کچھہ بھی عقل ہے اسکو خوب معلوم
ہے یادداشت کی حقیقت تو سمجھہ مین آگئی یاد رہے اب نفی کا بیان سنو اللہ تعالی نے
جو فرمایا ہے اٹھارہوین سپارہ سورہ نور مین اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اللہ روشنی ہے
آسمانون اور زمین کی سوا اسی اِشارہ کے موافق انوار الٰہی ہر مکان مین موجود ہے جسطرح سے
اللہ کا موجود ہونا اور اُسکی ہستی ہر جگہہ مین ثابت ہے کیونکہ انوار اُسکی ذات پاک سے
لگا ہے اور اُسکے وجود کو لازم ہے تو جہان اسکی ذات پاک موجود ہے وہان سب
کہین اُسکا انوار بھی موجود اور جسطرح اُسکی ذات نے سب کو گھیر لیا ہے اسیطرح اُسکے
انوار نے بھی سب کو گھیر لیا ہے اور باوجودیکہ انوار سب کہین موجود ہے لیکن قوت
مدرکہ انسان کی جس قوت سے انسان سب چیز کو دریافت کرسکتا ہے اس سبب سے
کہ کثیف اور تاریک چیزین کہ آسمانی اور زمینی جس مین ہین انکا خیال اُس مین بھرا ہے
اس انوار کے دریافت کرنے سے محروم ہے اور کوئی خیال آڑ پڑتے ہین اور یہ نہین
اسلیے کہ اُسکا انوار غائب اور دور ہے اور اُسکی ذات پاک ملنے کیواسطے انوار کے پردون
کاٹے کرنا ضرور جب وہ انوار کے پردے کہل گئے ذات پاک ملی اور اُن پردون کا

طے کرنا بغیر انکے دریافت کرنے کے بہت لوگون سے ہو نہین سکتا اور بڑے عالی فطرت لوگون کو جو بغیر انوار کے کھلجانے کے وصول ذات بحت کا یعنے اللہ تعالی ذات پاک کا ملنا حاصل ہوتا ہے سو اِس بات سے بہت سے لوگون کو انوار کے پردون کے طے کرنے اور انوار کے کھل جانیکی جو احتیاج ہے سو ردنہین ہوسکتی بلکہ اُن لوگون کو ان پردون کے طے کرنے کی احتیاج باقی ہے اور پردون کا طے کرنا بغیر انکے دریافت کرنے کے ہو نہین سکتا اسیواسطے اُسکے دریافت ہونے کے لئے اپنی قوت دراکہ کو خیالات مذکورہ سے پاک اور صاف کرنا چاہیئے تاکہ انوار الٰہی دریافت مین آوین تو جب اسکی قوت دراکہ کا آئینہ خیالات مذکورہ کے زنگ سے صاف ہو گیا پس انوار تو ہر جگہہ موجود ہی ہین بغیر رنج اور تکلیف کے دریافت ہو جاوینگے اور قوت دراکہ کے پاک کرنے کا یہ طریق ہے کہ شغل نفی کا کرے اور خلاصہ شغل نفی کا نیست کرنا سب چیزون کا ہے اپنے خیال سے اگرچہ فی الحقیقت کوئی چیز نیست نہوگی اور فی الحقیقت سب چیزونکو نیست جاننا خیال باطل اور وہم کاذب ہے کیونکہ جو چیز موجود ہے سو موجود حقیقی تبارک وتعالی کے موجود کرنے سے موجود ہے اور ہر چیز کو اللہ تعالے کے وجود پاک کے ساتھہ ایک موجود خاص علاقہ لگ رہا ہے تو کسی چیز کے موجود ہونیکی نفی حقیقت مین ہو نہین سکتی اور اس بات کا قصد کرنا گویا خالق سے مقابلہ کرنا ہے اور سب چیزون کی نفی سچ مچ کرنے سے غرض بھی نہین کسواسطے کہ غرض ہے اپنے مدرکہ کے صاف کرنے سے جسمین قوت دراکہ یعنے عقل رہتی ہے جب وہ صاف ہوا تو مدعا خود حاصل ہوگا سچ مچ نفی سے کچھہ کام نہین اور اگرچہ نفی تمام عالم کی مشکل بات معلوم ہوتی ہے لیکن اس مقام مین نفی کا بس دو ہی مرتبہ ہی ایک تو اپنی نفی اور دوسرے تمام عالم کی نفی ہو نفی تمام عالم کچھ دشوار نہین ہے کیونکہ نفی تمام عالم کی اور نفی ایک جزو عالم کی برابر ہے انسان کو مچھڑ کے پر سے اپنے خیال کا خالی کرنا اور آسمانون سے اپنے خیال کا خالی کرنا برابر ہے ہان نفی اپنے وجود کی البتہ

ایک سخت چیز ہے اسیواسطے نفی کا دو مرتبہ مقرر کرنا چاہیئے **اول** اپنی نفی اور دوسرے تمام عالم کی نفی اور تمام عالم کی نفی کے آسان ہونے اور اپنی نفی کے دشوار ہونیکا یہ سبب ہے کہ قوت دراکہ اپنے جاننے سے کہ مین ہون ہر وقت بھری ہوتی ہے اور اپنے غیر کی دریافت اسمین کسی وقت آجاتی ہے تو تمام عالم کی نفی مین ایک چیز کو اپنی قوت دراکہ مین آنے سے منع کرنا ہوتا ہے اور اپنی نفی مین جو چیز کہ قوت دراکہ مین بھی ہے اُسکو نکالنا ہوتا ہے اور جو چیز کہ قوت دراکہ مین باہر سے آتی ہے اُسکو اپنی قوت دراکہ مین نہ آنے دیتے اور جو چیز کہ قوت دراکہ مین بھری ہوتی ہے اسمین سے اسکے نکالنے مین جو فرق ہے سو ظاہر ہے کہ اول بہ نسبت دوسرے کے بہت آسان ہے یا دونون بات کا فرق یون سمجھنا چاہیئے کہ مینہ برستا ہے اُسمین ایک شخص کھڑا ہے اور اُسکے بدن پر مینہ کے قطرے پڑ رہے ہین تو اس شخص کو نفی مینہ کی البتہ مشکل معلوم ہوگی اور دوسرا شخص ایسا ہے کہ اُسنے کدھین کدھین مینہ کی دیکھا ہے اسوقت اُسپر مینہ نہین پڑتا ہے تو اُس شخص کو نفی مینہ کی البتہ آسان معلوم ہوگی اسی سبب سے اپنی نفی کرنے مین نیچے کے بدن کی نفی اور اس جگہہ کی نفی کہ جسپر وہ بیٹھا ہے زیادہ مشکل ہوتی ہے اور کبھی اپنے سر کی نفی کہ دریافت اور امتیاز کا مقام وہی ہے مشکل معلوم ہوتی ہے اور بعضے شخص جو سانس لینے اور دم کے آنے جانے پر خوب خبردار ہوتا ہے حلق اور سینہ کی نفی سخت ہوتی ہے حاصل کلام کا یہ ہے کہ جس چیز پر زیادہ خبر ہوتی ہے اسکی نفی بھی زیادہ سخت ہوتی ہے تو بس پہلے تمام عالم کی نفی کرکے تب اپنے بدن کی نفی کرے اور جس مقام کی نفی مشکل معلوم ہوتی ہے اسی مقام سے نفی شروع کرے کہ اُس عضو کی نفی سے تمام بدن یکبارگی نفی ہوگا اور نفی کے حاصل کرنے مین صاحب نفی کامل کا توجہ اصل ہے کہ وہ شخص اپنی نفی کرکے اپنے دل کے قصد سے متوجہ ہوکے طالب مین نفی ڈالے اور اس کام کے مبتدی پر نفی کے آثار ظاہر ہونے کا شروع مختلف صورتون سے ہوتا ہے کبھی سینہ اور شکم کے مقام مین پہلے

خالی معلوم ہوتا ہے کہ گویا اس مقام مین کچھہ نہین ہے اور کدھین اپنی تئین بے سر اور
کدھین بغیر دونون ہاتھہ کے معلوم کرتا ہے اور کبھی خیال کرتا ہے کہ مین چھوٹا ہوگیا ہون اور
کبھی خیال کرتا کہ میرا بدن لنبا اور پتلا ہوگیا ہے گویا ایک بالش ہے گوشت کا کہ وہ دمبدم دراز
اور باریک ہوتا جاتا ہے اور بہت آسان طریقہ نفی کے تصور کا وہ ہے کہ اپنے سینہ یا شکم
مین ایک خالی پن خیال کرے اِس طور پر کہ گویا توپ کے گولے نے ایک طرف سے آکے
دوسری طرف سے پار نکل کے بدن کے اُس مقام کو خالی کر دیا ہے اور ایک سوراخ دار
پار ہوگیا ہے پھر اُسی سوراخ کو آہستہ آہستہ زیادہ کشادہ اور چوڑا کریے یہانتک
کہ سب بدن تمام ہو جاوے اور نفی کی صورتون مین سے بہت مشکل صورت وہ ہے
کہ ایک غیبی باطنی چیز نے کہ مراد اسکی فنا ہے عالم غیب سے اسکی طرف متوجہ ہو کے
ایکبارگی اسکے جسم کو پراگندہ کر دیا مثل سخت پتھر کے کہ نرم ٹھیکری پر گر کے اُسکو
پاش پاش کر کے چھترا دیوے یعنی وہ شخص جب شغل نفی کا شروع کرے تب ذات بحت
کی محبت کے جوش اور مشاہدہ کے شوق مین ایسا غرق اور بیہوش ہو جاوے اور سوا
اُس ذات کے اُسکی فہم مین کچھہ نہ باقی رہے سب فنا ہو جاوے اور ایکبارگی خود بخود اُسکا تمام
بدن غائب ہو جاوے اور نفی والا چونکہ مبتدی ہے اسکے واسطے یہ حال مشکل ہے کیونکہ
یہ حال فنا و بقا کے مقام والے کا ہے جیسا کہ راحت روح مین اپنے مقام پر مذکور ہو چکا
اور کدھین اسطور سے بھی تصور کر سکتا ہے کہ اُسکا جان باہر نکل کے یا اُسکا دل جو ایک
گوشت کا ٹکرا ہے باہر نکل کے نیست ہوگیا اور جسم بے جان اور دل کے باقی نہین رہسکتا ہے
سو وہ بھی بے جان ہو کے مٹ گیا اگرچہ اس کام کے واقف کار کے نزدیک اِن سب کسی
صورتونکا بیان کرنا بیفائدہ کا طول کرنا ہے لیکن ایسا بہت ہوتا ہے کہ تیز ذہن لوگون کو
بھی مجمل نفی کہدینے سے نفی کی صورت کا خیال ٹھہرنا مشکل ہوتا ہے اور کبھی بہت سی صورتونکی دریافت ہو جاتی ہیں کند ذہن اور
غافل لوگ انکو بھی ان صورتون کے سوا کوئی دوسری صورت معلوم ہوتی ہے خلاصہ یہ کہ نفی کی کئی صورتون کا

دریافت ہوتا فائدہ سے خالی نہین ہے غرض جس وضع کے ساتھ نفی کا شروع نمود ہو اُسیکو بخوبی
اپنے خیال مین ٹھہرا کے اسکی زیادہ ہونے کی کوشش کرے اور خیال سے اسکو پڑھا جاوے
یہان تک کہ تمام بدن نفی ہو جاوے اور جسوقت نفی کرنا سخت معلوم ہو اور اُسکا خیال درست
نہوسکے تب لَامَوْجُوْدَ اِلَّا اللہ لَا فَاعِلَ اِلَّا اللہ ان دونون لفظون کی تئین معنی سمجھ کے اپنے
خیال کی قوت سے اُس عضو یا اُس مکان پر جسکی نفی سخت معلوم ہو سب جگہہ ضرب کرے انشاء اللہ تعالیٰ
یہہ شغل نفی کے واسطے کافی ہوگا ان دونون لفظون کے معنے یہہ ہین نہین کوئی موجود ہے
اللہ کے سواے یعنے جتنے موجود ہین وہ سب پہلے نیست تھے اور پھر بھی نیست ہونگی تو انکا
موجود ہونا معتبر نہین اور نہین کوئی کام کرنے والا اللہ کے سواے اور نفی کے بعد کبھی ایک
خالی پن ظاہر ہوتا ہی اس وضع پر کہ خیال کرتا ہے کہ اگر تلوار کا ضرب اُسکی بدن مین لگیگا تو
اسکی بدن مین تلوار رکے گی نہین بلکہ اُسکا ضرب جسطرح خالی مکان سے گذر جاتا ہے اسیطرح
اسکے بدن کے درمیان سے بھی خالی گذر جاویگا اور کدھین کاجل کی سی تاریکی کہ اسکے چارون
طرف ایک چمک مثل خط باریک نورانی کی ہوتی ہے نمودار ہوتی ہی لیکن وہ خط نورانی میلا
تاریکی ملا ہوتا ہے جسطرح آگ کے شعلہ کا سرکہ دھوان ملنے کے سبب سے بہت تاریک اور میلا دکھائی
دیتا ہے اور وہ خط نورانی اکیلا بھی نہین دریافت ہوتا بلکہ تاریکی کے شامل دریافت
ہوتا ہے اور اگر نظر کو خوب ٹھہرا کے اسکی طرف متوجہ کرین تو اُسیوقت وہ نور نیست ہوجاتا
ہے اور تاریکی کے سوای کچھہ نہین دریافت ہوتا غرض اس تاریکی نور نفی کا کہتے ہین
اور اس نفی سے شغل کو بخوبی ہمیشہ مشق کرنا چاہیئے تاکہ طالب کا شغل دوسرے برے
خیال سے کہ مثل خس وخاشاک کے ہے اسی شغل سے صاف ہوجاوے اور اس راہ کے چلنے
والون کو اکثر وقتون مین اس شغل کی حاجت پڑتی ہے **فائدہ** جب نفی اپنی اور نفی
تمام عالم کی طالب کے قابو مین آئی تب نفی النفی اور فناء الفنا کا شروع کرے یعنے
جس خیال سے کہ اپنے وجود کی نفی اور تمام موجودات کی نفی کرتا تھا اور نیست سمجھتا تھا اُسکو

بھی نفی اور نیست خیال کرے اور چونکہ نفی النفی نری نیستی ہے نشانی اُسکی نری غفلت اور
بیہوشی اور نرا بیکار ہوجانا قوت وراکہ کا ہے یہانتک کہ اگر اسی شغل کو ہمیشہ برابر کیا کرے
تو بدن اُسکا نیست ہوجاوی اور اسکا کچھہ نشان باقی نہ رہے یعنے اسکو خیال مین ایسا معلوم
ہو نہ یہ کہ حقیقت مین بدن نیست ہوجاوے اور اگرچہ یہ غفلت کی حالت طالب کو خوش
نہ معلوم ہوگی لیکن آیندہ کو کام آویگی اُسکو بے تام نہ سمجھے بلکہ اس شغل کو بھی کرے اور
نفی النفی کے ناخوش معلوم ہونے کا یہ سبب ہے کہ اس شغل مین ادراک اور دریافت کا دور کرنا ہوتا
ہے اور جب کہ ادراک اور دریافت باقی نہین رہتا ہے تب کچھہ معلوم نہین ہوتا اور آدمی کی
دل لگی یہ سبب دریافت ادراک کے ہے اگرچہ نفی کے شغل مین بھی ہر چیز کو اپنے ادراک
سے دور کرتا ہے لیکن اسکے خیال مین صفائی باقی رہتی ہے اور موجب دلگی کا ہوتا ہے
جیساکہ صاف طبیعت والونکو صاف میدان سے اُنست اور دل لگی ہوتی ہے ویساہی
نفی مین بھی ایک اُنست اور دل لگی ہوتی ہے بخلاف نفی النفی کے کہ اس مقام مین
انست کا ٹھکانا باقی نہین رہتا **فایدہ** بعد تام ہونے نفی کے سالک کو ضرور ہے
کہ دو صورت درپیش ہوگی یا توحید صفائی ظاہر ہوگی جسکا ذکر ہم آگے کرینگے انشاء اللہ تعالی
یا حجب نورانیت یعنے نور کے پردے کہ رنگ برنگ کے انوار نظر پڑینگے اور یہی دوسری
صورت طالب کے مطلب پانے کی راہ ہے اور وہ انوار اللہ تعالی کی ذات پاک کے
پردے ہین پس اُن پردون کی طے کرنا شروع کرے اور اُسکے طے ہوجانیکی مدت
مقرر نہین ہے اگر عنایت الٰہی شامل حال ہوے تو ایک لمحہ مین ہزارون پردے طے
ہوتے ہین لیکن سالک کے ایک پردے سے دوسرے مین جانے کیواسطے یہ سب مقرر ہی
کہ اُن انوار مین سے ہر ایک کو یعنے جس رنگ کا نور نظر پڑے اُسکو اپنے خیال کی قوت
سے اسقدر کشادہ کرے کہ وہ نور تمام عالم کا احاطہ کرکے قید سے مکان کے لامکان
کے میدان مین معلوم ہونے لگے یعنے معلوم ہو کہ زمین آسمان وغیرہ نہین ہے بالکل نور

نور ہی بعد اُسکے اُس نور سے دوسری نور مین جانیکا ارادہ ہمت اپنی دل مین کرکے اسبات کی
درخواست اللہ تعالی کے جناب سے کرکے اپنی خیال کی نظر سے اُن نور مین اس حد تک غور کرے
کہ اُس نور کی پشت مین سے دوسرا نور دکھائی دے تب اُس نور کو بھی پہلے نور کی طرح کشادہ
کرے اور اُسیطرح غور کرے یہان تک کہ تیسرا نظر پڑے اور نورون کے طی کرنے کے
درمیان مین مراقبہ صمدیت کا بھی برابر کرتا رہے اسکا ذکر ہم انشاء اللہ تعالی کرینگے
اسیطرح نورون کو طی کرتا جاوے یہان تک کہ آخر پردے تک پہنچے اور وہ ایک پردہ
ہے لطیف بے رنگ اور اسکو نسبت بے رنگی کہتے ہین اگرچہ اس پردہ کو دریا کے پانی
سے جو خس و خاشاک اور ریگ اور خاک کی آلودگی سے صاف ہوتا ہے تشبیہ دیتے
ہین لیکن خوب غور کرنے کے بعد اُسکے تشبیہ دینے کے قابل کوئی چیز خیال مین
نہین آتی پھر نسبت بے رنگی سے گذرنے کے بعد ذات پاک کی معرفت حاصل ہوگی
اور سلوک مشہور تمام ہوگا اور مقام سیر فی اللہ کا یعنے سلوک ثانی آگے آویگا اور
اُسکے درمیان مین بہت اچھے حالات اور عجیب مقامات حاصل ہوینگے اور جس مرشد
کے حضور مین طالب سیر فی اللہ مین ترقیات کریگا وہی مرشد اُسکو اُن مقامون
کی حقیقت سے خبردار کریگا یعنے اعمال اور نوافل کے مسائل اور اتباع سنت کی
راہ سمجھاویگا اور مسامرۃ وغیرہ باتون کی حقیقت سمجھاویگا اور پردہ بیرنگی سے
گذرنے کی یہ حقیقت ہے کہ اسکو ہمیشہ غور کرتے کرتے جب وہ بھی طے ہوجاویگا تب
معرفت ذات پاک کی حاصل ہوگی یعنے اللہ تعالی کو بے شک اور بے شبہہ کے پہچان جاویگا
ایسا کہ گویا اللہ تعالی کو دیکھتا ہے اور اسکے دلکو نری تسکین ہوگی اور ایمان کی لذت
اور حلاوت پاویگا اور اصل یقین اُسکو حاصل ہوگا اور یہی حقیقت مشاہدہ کی ہے اور مشاہدہ
ایمان تحقیقی کے قسمون مین سے ہے اور اسیکو عین الیقین کہتے ہین عین الیقین کے معنی وجود
عینی یقین کا یعنے اصلی یقین ان سب بات کا خلاصہ یہہ ہوا کہ بندے اور حق کے درمیان مین

جو پردے ہین اُن سب پردون کے اُٹھ جانے کے بعد مومن کے دل مین ایمان کا نور حاصل ہوگا اور ایمان کی نعمت پاویگا اور ایمان کی آنکھہ سے اپنے رب کو بغیر صورت شکل رنگ روپ اور جہت کے دیکھیگا اور جب تک رنگ اور صورت اور جہت کے ساتھہ نور پڑتا ہے اگرچہ دل ہی کی آنکھہ سے ہو تب تک مشاہدہ نہین ہی اور یہ جو بعضے کہتے ہین کہ مشاہدہ کا حاصل ہونا بہت مشکل ہے اُسکی فکر مین پڑنا عبث ہے سو یہ بات نری غلط ہے کیونکہ ایک قسم کا مشاہدہ یعنے اللہ تعالی کی حضوری ہر مسلمان کو حاصل ہے اگر مشاہدہ حاصل نہوتا تو رمضان مین بڑی شدت کی پیاس مین اکیلے مکان مین جہان ٹھنڈھا پانی موجود ہوتا ہے پانی پی لیتے اور وضو شکست ہونے اور حاجت غسل ہونے سے وضو غسل نکرتے ہان کسیکو کامل مشاہدہ حاصل ہے کسیکو ناقص بقدر اُسکے ایمان کے تو بس فکر اور مراقبہ مین اور قرآن کی تلاوت مین کہ وہ بھی فکر ہی لگا رہے اور ہمیشہ مشاہدہ کا امیدوار رہے جسقدر مشاہدہ بڑھتا جاویگا اسکے ایمان کا نور زیادہ ہوتا جاویگا اب مکاشفہ اور مشاہدہ کا بیان سنو فائدہ مکاشفہ بولتے ہین اسبات کو کہ بعضے صفات اور حقائق الہیہ یعنے حقیقتین اور کرشمہ اور معاملے معبودیت کے کسطرحسے سب کو اپنا عاشق اور اپنے قابو مین اور اپنا محتاج کر رکھا ہے یا حقائق کونیہ یعنے کائنات کے موجود کرنے روزی دینے فتح شکست دینے حاجت برلانے وغیرہ کارخانے کی صفتین اور حقیقتین اور سارے مخلوقات کی حقیقتین سالک کو باریک اور شفاف پردے کے آڑسے اللہ تعالی کے نامون مین سے کسی نام کے مضمون سمجہہ مین آجانے اور تاثیر کرنے سے کہ اس نام سے وہ صفت اور حقائق علاقہ رکھتی ہے اور اس نام مین وہ صفت اور حقائق ثابت اور موجود ہوتی ہے اور اُس نام کے واسطے وہ صفت خاص کیگئی ہے ظاہر ہوجاتی ہین یعنے کسی مظہر مین باریک اور شفاف پردے کے آڑسے وہ صفتین اور حقیقتین ظاہر ہوجاتی ہین جسطرحسے آئینہ مین ایک پردہ شفاف کے آڑسے کسی چیز کا عکس نظر پڑتا ہے اسی طرحسے سالک

اللہ تعالیٰ کی صفت کا عکس کے مظہر ہین باریک اور شفاف پردہ کے آڑ سے عقل اور معرفت
کی آنکھ سے دیکھتا ہے مثلاً آسمان آفتاب ماہتاب یا گلاب کا پھول دیکھ کے اسم خالق
سے خلق کے اندازہ کرنے اور پیدا کرنے اور رنگ اور حسن بخشنے کی صفت اور حقیقت
سوافق مشیت اور حکمت کے اور اسم مصور سے مخلوقات کی صورت شکل درست کرنیکی
صفت اور حقیقت اور اسم رزاق سے روزی پیدا کرنے اور مخلوقات کو روزی پہچانی
کی صفت اور حقیقت اور اسم قہار سے صفت اور حقیقت غالب ہونے کی کہ تمام عالم
اُسکی قدرت کے نیچے عاجز اور مغلوب ہین اور اِسم منتقم سے صفت اور حقیقت بدلا لینے
کی کہ کافرون اور سرکشون سے عذاب کے ساتھ بدلا لینے والا ہے کھل جاتی ہے
وعلی ہذا القیاس خلاصہ یہ کہ اس خالق نے سارے اشیاء کو اپنے اسماء کی صورت
پیدا کیا ہے یعنے جسطرح سے کسی شخص کی صورت دیکھنے سے وہ شخص پہچانا جاتا ہے
اسی طرح سے خلق کو دیکھ کے خالق پہچانا جاتا ہے اور بعضے اشیا کے دیکھنے سے سالک
پر بعضے اسماء کی حقیقت کھلجاتی ہے چنانچہ یہہ

بیت

کہ چشمان دل مبین جز دوست	ہرچہ بینی بدانکہ مظہر اوست

اسی مضمون کے بیان مین ہے اور مشاہدہ کہتے ہین اسبات کو کہ وہ حقائق الٰہی
بے مظہر اور بے صفت کے ظاہر ہوتی ہین لیکن ایک خصوصیت اور تمیز کے ساتھ
یعنے سالک کو ایمان اور عقل کی آنکھ سے اللہ تعالیٰ کی حضوری نظر پڑتی ہے اور اُس
ذات پاک کا جمال دیکھتا ہے اور کسی مظہر اور کسی صفت کے خیال کرنے کا ہوش
نہین رہتا بلکہ بے کیف کہ اُسکی مثال نہین ہوسکتی مگر باوجود اِسکے سالک کو تمیز ہوتی ہے
اور اپنے رب کو پہچانتا ہے اُس پہچاننے کا بیان ممکن نہین۔

بیت

میان عاشق و معشوق رمزیست	کراماً کاتبین را ہم خبر نیست

اور اِسی کو عین الیقین کہتے ہین اور جب تک کہ صورت اور رنگ اور جہت کی قید کے

ساتھہ کوئی نور دیکھتا ہے تب تک مشاہدہ نہین ہے مشاہدہ کی لذت کا بیان نہین ع
دل من داند و من دانم و داند دل من ٭ اور اوسکے اوپر معائینہ ہے معائینہ کہتے ہین
اسبات کو کہ وہ حقائق الہی بے خصوصیت اور تمیز کے ظاہر ہوتی ہین یعنے وہان کچھہ
امتیاز نہین باقی رہتی بلکہ ایمان اور عقل کی آنکھہ پر خود اس ذات کا ظہور ہوتا ہے
اُسکا بیان ممکن نہین ہے ع لذت مے نشناسی بخدا تا نہ چشی ۔ غرض جس حواس سے
تمیز ہوتی ہے وہ حواس بھی اپنی جگہہ پر باقی نہین رہتا بلکہ سارے حواس
ذات پاک کے مشاہدہ مین آنکھہ بنجاتے ہین اور اسکو شہود ذاتی اور حق الیقین کہتے ہین
اور اکثر حضرات صوفیہ کے کشف بولتے ہین صفات کے کھلجانے کو اور مشاہدہ بولتے ہین
ذات کے ظاہر ہونے کو اور کشف اور مشاہدہ دونون اللہ تعالی کے افعال سے علاقہ رکھتا
ہے کیونکہ افعال سے صفات کھلجاتی ہے اور یہی کشف ہے اور صفات کے کھلنے سے ذات پہچان پڑتی ہے اور یہ مشاہدہ ہے
اور کشف بولتے ہین جلال یعنی قہر کی صفات ظاہر ہونیکو اور مشاہدہ بولتے ہین جمال یعنے لطف کی صفات
ظاہر ہونے کو اسکا سبب یہ ہے کہ کشف مین صفات جلالیہ کا پردہ اُٹھہ جاتا ہے اس سبب سے
خوف اور ہیبت بندے کے حال مین اثر کرتا ہے اور مشاہدہ مین صفات جمالیہ بندے پر
ظاہر ہوتی ہین اور اُسکے سبب سے بندے کو جو شوق اور خوشی حاصل ہوتی ہے اس سبب
سے اپنی محبت کی آنکھہ کو کھول کے ذات پاک کے جمال کا مشاہدہ کرتا ہے اور اُس
بندے کو خوشی اور فرحت اور آنکھہ کی ٹھنڈک حاصل ہوتی ہے اور حقیقت یہہ ہے
کہ کشف مکاشفہ شہود ذاتی مشاہدہ سب ایک ہے تھوڑا تھوڑا نازک اور باریک سا
فرق ہے اور علم مکاشفہ بولتے ہین اسبات کو کہ طریق حق کے سلوک کے بعد اور صدق
معاملت کے بعد یعنے اللہ تعالی کی مرضی موافق اعمال اور اخلاق اور عقائد درست
کرنے کے بعد ایک نور سالک کے دل مین پڑتا ہے کہ اسکے سبب سے سب چیزونکی
حقیقتونکی معرفت جیسی ہے ویسی کھلجاتی ہے اور معرفت ذات اور صفات اور افعال

حق سبحانہ وتعالیٰ کی ظاہر ہوتی ہے اور اسکی تبیین علم حقیقت اور علم وراثت بولتے ہین اسی
مضمون کا بیان ہے اس حدیث مین مَنْ عَمِلَ بِمَا عَلِمَ وَرَّثَہُ اللّٰہُ عِلْمَ مَا لَمْ یَعْلَمْ جو شخص کہ عمل
کرے اسکے موافق جو جانا اور پڑہا ہے علم ظاہر سے روزی کرتا ہے اور بخشتا ہے اسکو اللہ تعالیٰ
وہ علم جو جانا بہی نہین اور پڑہا بہی نہین اور علم ظاہر اور باطن جو بولتے ہین اوسکے یہی
معنی ہین اور دونون علم کی نسبت آپس مین نسبت تن اور جان کی اور چمڑے اور مغز کی سی
ہے جب یہ بات ذہن نشین ہوئی تو اب کشف اور مشاہدہ کی حقیقت کا بیان سنو کشف
اور مشاہدہ کی حقیقت یہہ ہے کہ اولیاء اور ابدال لوگون پر اللہ عزوجل کے افعال یعنے فعلون
مین سے وہ چیز ظاہر ہوتی اور کھلجاتی ہے کہ عقل پر غالب آجاتی ہے اور ساری عادت اور رسم
اور چال کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہے یعنی اس مقام مین عقل اور عادت اور رسم چال کا ہوش
نہین باقی رہتا یعنے سوای مشاہدہ جمال محبوب کے کسی بات کا خیال اور ہوش نہین رہتا پہر
وہ افعال بہی دو قسم ہے جلال یعنے قہر کی شان اور جمال یعنے لطف کی شان سو ظاہر ہونا
اللہ تعالیٰ کی جلال اور عظمت کی صفات کا جو ہے اسیکو کشف بولتے ہین اس سے خوف
بے آرام اور بے چین کر دینے والا پیدا ہوتا ہے اور ایسی ڈر پیدا ہوتی ہے کہ اسکا ہوش
اپنی جگہہ پر نہین رہتا اور صفت جلال کا بڑا غلبہ ولپر ہوتا ہے اور جلال اور عظمت
اس سبحانہ تعالیٰ شانہ کی دل پر غالب ہوجاتی ہے اس طور پر کہ اعضا اور جوارح پر خوف
اور قلق یعنے بے چینی ظاہر ہوتی ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا گیا ہے
کہ آنحضرت کے سینہ مبارک سے ایک آواز مثل آواز جوش کرنے دیگ کے سنی جاتی تہی
حق تعالیٰ کے خوف کی شدت اور زیادتی سے اس سبب سے کہ آنحضرت نماز مین اللہ عزوجل
کا جلال دیکھتے تھے اور آنحضرت پر حق تعالیٰ کی عظمت کھلجاتی تھی چنانچہ شمائل ترمذی
مین باب ماجاء فی بکاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین عبد اللہ ابن شخیر سے روایت ہے
قَالَ اَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ یُصَلِّیْ وَلِجَوْفِہٖ اَزِیْزٌ کَاَزِیْزِ الْمِرْجَلِ مِنَ الْبُکَاءِ

اُسنے کہا کہ آیا مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور وہ نماز پڑھ رہے تھے اور انکے
شکم مین آواز تھی مثل آواز دیگ کے رونےسے اور ایسا ہی حال ابراہیم خلیل الرحمن اور
عمر فاروق علیہما السلام کا لوگون نے بیان کیا ہے اور مشاہدہ جمال کا جو ہے سو اسکی حقیقت
یہہ ہے کہ اولیاؤن اور ابدالون کے دلون پر اللہ تعالی کی تجلی اُس صفات کے ساتھ ہوتی ہے
کہ دل مین روشنی اور خوشی اور نرمی اور گناہ سے پاک رہنے کی توفیق پیدا ہوتی ہے
اور لذیذ کلام یعنے مزے کی باتین اور حکایتین آرام دینے والی ہوتی ہین اور اسکو
مسامرة کہتے ہین جیسا کہ چھٹین فصل مین لکھہ چکے اور اس حالت مین بڑی بڑی بخشش
اور انعام اور بڑے بڑے مرتبے اور بڑے بزرگ مقامات کا ملنا اور اس سبحانہ تعالی
کا قرب حاصل ہونا جو اس بندے کی تقدیر مین لکھا ہے اور اسکو ملنے والا ہے اسکی خوشخبری
اس تجلی مین سے اللہ تعالی اس بندے کو دیتا ہے محض اپنے فضل اور رحمت ظاہر کرنیکو
اور اللہ تعالی کے طرف سے جو یہ تجلی اور بشارت ہوتی ہے تو اسواسطے ہوتی ہے
کہ وے لوگ دنیا مین اس بخشش اور انعام اور مقامات اور قرب حاصل ہونے کیوقت
مقدر کے آنے تک اللہ تعالی کی طلب اور اسکی راہ مین محنتون کے اٹھانے مین ثابت
قدم اور خوش دل رہین اور اسیواسطے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے
تھے بلال موذن کو اَرِحْنَا یَا بِلَالُ راحت دے ہمکو ای بلال یعنے اقامت کہہ تا کہ ہم
نماز مین داخل ہون اور جمال الٰہی کے مشاہدہ سے راحت پاوین یہی مضمون فتوح الغیب
مین ہے اور اسی خوشی کا بیان عارفون کے بادشاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے اس حدیث مین جُعِلَتْ قُرَّةُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ کیگئی اور ٹھہرائی گئی ہے سردی
اور ٹھنڈک میری آنکھہ کی نماز مین یعنے حق سبحانہ وتعالی نے محض اپنے خاص فضل وکرم
سے جو میرے حال پر رکھتا ہے یہہ تجلی فرمایا اور میری آنکھہ کی ٹھنڈک بخشا مین نے
اپنے فعل وکسب سے یہ نعمت نہین حاصل کی یہہ حدیث مشکوۃ مصابیح مین باب فضل الفقر

کی تیسری فصل میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قرت العین سے مراد ہے فرحت اور سرور اور مقصد کا حاصل ہونا قرۃ کا لفظ یا تو یون سمجھین کہ قرَّ قاف مفتوح سے نکلا ہے بمعنی قرار وثبات کیونکہ محبوب کے دیکھنے سے دیدار قرار پاتا ہے اور محبوب کی دیدار سے آرام لیتا ہے اور دوسری طرف نہین دیکھتا اور خوشی کی حالت مین دیدہ اپنی جگہ پر ٹھہرا رہتا ہے اور جب محبوب کو نہین دیکھتا تب دیدہ پریشان اور ہر طرف دیکھتا رہتا ہے اور غم اور خوف کی حالت مین دیدہ پھرا کرتا ہے اور لرزان رہتا ہے اور یا تو یون سمجھین کہ قرۃ کا لفظ قُر قاف مضموم سے نکلا ہے بمعنی سردی کیونکہ محبوب کے مشاہدہ مین آنکھہ ٹھنڈی ہوتی ہے اور اسکو لذت ملتی ہے اور جب محبوب کو نہین دیکھتا تب آنکھہ مین گرمی اور سوزش ہوتی ہے اسیواسطے فرزند کو قرۃ العین بولتے ہین اور آنحضرت نے فرمایا کہ گئی ٹھنڈک میری آنکھہ میری آنکھہ کی نماز مین یہ نہ فرمایا کہ گئی ٹھنڈک میری آنکھہ کی نماز تو اسمین اسبات کا اشارہ کیا ہے کہ بموجب مضمون اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ کے یعنے بندگی کرے تو اللہ کی اسطرحپر کہ گویا تو اللہ کو دیکھتا ہے خوشی اور آرام آنحضرت کو نماز مین حق سبحانہ وتعالی کے مشاہدہ سے حاصل ہے کچھہ نماز یا نماز کے ثواب سے نہین کیونکہ مشاہدہ کے وقت حق کے سوا دوسرے کی طرف دیکھنا اور دوسرے کے دیکھنے سے آرام نہین ہوتا اور نماز بھی حق کے سوا ہے اگرچہ اسکی نعمت اور اسکا فضل ہے اور حق کے فضل اور اُسکی نعمت سے خوش ہونا بھی بڑا عالی مقام ہے جیساکہ فرمایا اللہ صاحب نے گیارہوین سپارہ سورہ یونس مین قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا تو کہہ خوشی کرو اللہ کے فضل یعنے قرآن سے اور اسکی مہر یعنے دین اسلام کلمہ شہادت نماز زکوۃ روزہ حج سے سو اسی پر چاہیئے خوشی کرین مومنین لیکن فضل کرنے والے اور نعمت دینے والے کے مشاہدہ سے اور اُسکے مشاہدہ کے خوشی سے یہ مقام سچا ہے اور آنحضرت کا مقام بہت ہی بڑا اور نہایت بلند ہے اسواسطے

اللہ صاحب نے فرمایا کہ فلیفرحوا چاہیئے کہ خوشی کرین مومنین یہ نہ فرمایا فلتفرح پھر چاہیئے کہ خوش ہوے تو کیونکہ حضرت تو حق کے مشاہدہ کے دریا مین ہر وقت غرق تھے انکو حق کے سوا دوسری نعمت کے طرف دیکھنے کی فرصت کہان تھی اور ممکن ہے کہ اس مقام سے بعضے خاصگان امت کو بھی انکی لیاقت کے موافق کچھ حصہ ملے کیونکہ محبوب کے دیکھنے سے آنکھ کی ٹھنڈک جو ہوتی ہے سو اُسکا یہہ حال ہے کہ محبوب کو جسقدر پہچانتا ہے اسقدر ٹھنڈک آنکھ کو ہوتی ہے اور چونکہ آنحضرت کی معرفت یعنے محبوب کی پہچان کے برابر کسیکو محبوب کی پہچان حاصل نہین اسیواسطے دوسرون کو ویسا مشاہدہ اور ویسی آنکھ کی ٹھنڈک حاصل نہین غرض جو عارف ہوگا وہ نماز مین بڑی راحت پاوے گا اور اسکا دل نماز مین لگا رہیگا (**فایدہ**) حضرت امام اس طریقہ کے یعنے خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہ نے فرمایا ہے ✣ **بیت**

اول ما آخر ہر منتہی است		آخر ما جیب تمناتہی است

سو طالب صادق کو چاہیئے کہ اسی باتکی تلاش کرے کہ جیب کو وہ جناب حبیب تمناتہی کے لفظ سے بیان فرماتے ہین اسکا مجمل بیان یہہ ہے کہ خالی ہونا طالب کا اپنے ارادہ اور قصد سے اور اپنی تئین مثل پتھر اور لکڑی کے اپنے مالک کے ہاتھ مین دے دینا اور یہ بات فرمانبرداری کے مراتب کا انتہا درجہ ہے اور عبودیت کے علاقہ کے مضبوط کرنیکا بڑا ہی قوی مرتبہ ہے اور اللہ کی معرفت کا بھی کمال ہے بس جسکی تئین اللہ کی عنایت اور غیبی کشش سے تمام پردے طی ہوگئے وہ ذات پاک کی معرفت کے مقام مین پہنچتا ہے **فایدہ** توحید صفاتی کا مجمل بیان یہہ ہے کہ نفی اور نفی النفی کا شغل کرنیوالا اپنی تئین گمان کرتا ہے کہ عالم مین جو سب چیزین اور کاین ہین وہ ہمارے ہی اندر سے نکلی ہین اور اسبات کی تصویر اسکو اسطور پر نمودار ہوتی ہے کہ وہ اپنے بدن کو کشادہ اور چوڑا خیال کرتا ہے اور کشادگی اور چوڑائی اس مرتبہ

کو پہنچتی ہے کہ اُسکے خیال مین یہہ بات آتی ہے کہ میرے بدن کی کشادگی اور چوڑائی عالم اجسام
سے یہان تک کہ عرش سے جو سب جسم اور چیزون کے اوپر ہے چارونطرف گذر گئی ہے
اور تمام عالم کو اپنے بیچ مین دیکھتا ہے افلاک اور عناصر اور پہاڑین اور دریائین اور
درختین اور پتھرین اور حیوان اور انسان سبکو اپنے جسم کا جز جانتا ہے اور اس حالت مین
بطور کشف کے آسمانون کے مکانون پر اطلاع حاصل ہوتی ہے اور بعضے مقامین زمین کے
جو اُسکی جگہہ بہت دور دراز ہین انکی سیر حاصل ہوتی ہے اور اُسکا وہ کشف بھی مطابق واقع
کے ٹھیک ٹھیک ہوتا ہے لیکن مناسب اور لازم ہے کہ اپنی تئین حقیقت مین سچ مچ تمام عالم کا
کل اور تمام عالم کو اپنا جز نجانے بلکہ یہہ اعتقاد کرے کہ یہہ میرا خیال خلاف واقع ہے اور اس شغل اور مرتبہ
کا یہہ آثار ہے اور اس حالت مین توقف نکرین کہ یہہ منزل مقصود کی سیدھی راہ نہین ہے
اگرچہ کوئی راہ ہو لیکن سیدھی راہ سے بہت دور ہے اور اس راہ سے راہ چلنے مین بڑی
مشکل ہوگی اور منزل پر پہنچنے کو بڑی دیر لگی گی جیساکہ قاضی زادے کی مثال مین مذکور
ہو چکا اب ایک بات جاننا چاہیئے کہ نادان لوگ اس حالت کو بڑا کمال سمجھتے ہین اور حالانکہ
یہ بات غلط ہے کیونکہ انسان کا کمال اللہ تعالیٰ کی معرفت سے ہے اور سالک کا اصل
مطلب اللہ کی معرفت ہے جس راہ سے معرفت حاصل ہونے مین دیر لگے اوس راہ سے
بھاگنا لازم ہے اللہ کے طالب کو کھیل تماشے سے کیا کام غرض اس راہ کو چھوڑ کے انوار کیطرف
جانیکا قصد کرے اور خوب غور کرے کہ انوار جو ذات پاک کے پردے مین سو نظر پڑین کیونکہ
طالب کے مقصد حاصل ہونیکی یہی راہ ہے اور باقی ایک بات سمجھنا چاہیئے کہ اسکو جو
بطور کشف کے نظر پڑتا ہو اس سے اسکی غیب دانی نہین ثابت ہوتی کیونکہ غیب تو اسکو کہتے
ہین جو چھپی چیز کو جان سکے اور یہہ کشف سب جانتا ہے کشف معنے کھلجانے اور پردہ اُٹھ
جانے کے ہین تو اس شغل کی تاثیر سے پردہ کھلجاتا ہے اور وہ سب کچھ دیکھنے لگتا ہے
غیب کہان سے ہوا **فائدہ** اب مراقبہ صمدیت کا بیان ستو مراقبہ صمدیت کا دومرتبہ ہے

ابتدا اور انتہا سو ابتدا سے یہہ مراد ہے کہ ہر چیز کی احتیاج کو اس سبحانہ تعالی کیطرف اجمالا خیال
کرنا کہ سب اُسیکے محتاج ہین اور وہ سب چیز سے بے پروا ہے پھر جب یہہ مراقبہ خوب مضبوط
ہو تب اسکے انتہا کے حاصل ہونیکی طلب کرے اور انتہا سے یہہ مراد ہے کہ نہایت محبت اور
الفت اور نہایت تضرع اور عاجزی کے ساتھہ دنیا اور آخرت کے کام مین تفصیل کے
ساتھہ اپنی احتیاج کو اس سبحانہ تعالی کے طرف خیال کرے یعنے ایسا خیال کرے کہ ہر چیز مین
مجھکو اسیکی طرف احتیاج ہے اور کوئی کام بدون اسکی عنایت کے سرانجام نہین ہو سکتا
عمدہ کام ہو یا سہل دنیا کا ہو یا آخرت کا اور اس مراقبہ مین اسکو ایسی اُلفت اور محبت اور را[illegible]
سے ایک ایسا علاقہ پیدا ہو کہ اسکی مرضی مین اپنے جان اور مال اور اپنی عزت اور آبرو کا
فدا کرنا بلکہ اسکے نام پر فدا کرنا اس شخص پر سہل اور آسان معلوم ہو بلکہ اس فدا کرنیکو
اپنی بزرگی اور اعتبار اور اپنی عزت اور مرتبہ کی زیادتی کا سبب معلوم کرے اور یہہ مضمون
اسکے اعتقاد مین جیسا کہ چاہیئے مضبوط ہو اور قرار پکڑے اُسکی مثال یہہ ہے کہ ایک شخص
ایک بادشاہ کی طرف سے انعام مین اور جاگیر مین موروثی ہمیشہ کی واسطے نسلا بعد نسل
دادے باپ کی وقت سے پاتا آتا ہے اور اُسکا تمام کاروبار اُسکی گذران اور عزت
اور اعتبار کا اسی بادشاہ کے وسیلے سے ہوتا چلا آیا ہے سو اس شخص کو اس بادشاہ کیطرف
سے اگر کوئی کام کرنے کا حکم ہوگا تو وہ شخص بے شبہہ اس کام کے سرانجام دینے کی واسطے
اپنے جان فدا کرنے مین بھی دریغ نکریگا بلکہ اُس مین اپنا فخر جانیگا اور اس مراقبہ
سے ایاک نعبد وایاک نستعین کے یعنے تجھی کو ہم بندگی کرتے ہین اور تجھی سے مدد
چاہتے ہین بخوبی ثابت اور تحقیق ہوجاتے ہین اور اس مراقبہ کا پھل یہہ ہے کہ اللہ تعالی
کی توحید کھلجاویگی کہ باوجود بہت ہونے فعلون اور فاعلون کے اس مراقبہ والیکو ایک ہی
فاعل اور ایک ہی موثر ظاہر کرنے والا کہ وہ فاعل اور موثر حقیقی کی ذات پاک سے ہے
ہر فعل اور حس اور ہر سکون مین ظاہر ہوتی ہے اور یہہ بھی ایک قسم کا مشاہدہ ہے

اور مشاہدہ انتہا مین ہوتا ہے سو اِس طریقہ کے ساتھہ سلوک کرنے مین مشاہدہ کا اثر ابتدا مین معلوم ہوتا ہے اور بھی انتہا باقی ہے بس اسی مراقبہ کو انوار کے طے کرنے مین برابر کرتا رہے اب مراقبہ کے لفظی معنے بھی سنو مراقبہ معنے دونون طرف سے نگاہ رکھنا یعنی اسطرف سے تو بندے پر نگاہ پرورش اور رحم کی ہوتی ہے یہ بندہ غافل بھی اسکی طرف نگاہ رکھے اور حقیقت یہہ ہے کہ کسیکا تصور کرنا اسیکو عرف شرع مین تفکر کہتے ہین اور اہل سلوک کی اصطلاح مین مراقبہ اور نگرانی بولتے ہین یعنے اسکیطرف ٹکٹکی لگانا اور مراقبہ کی حقیقت نوین فصل مین بخوبی مذکور ہوچکی فقط تمام ہوئی جلد اول زاد التقوی کی چونکہ اس رسالے کے دیکھنے کے بہت لوگ مشتاق اور طالب ہین اسواسطے اس رسالہ کو دو جلد قرار دے کے پہلی جلد کو تمام کردیا اب انشاء اللہ تعالی دوسری جلد بھی شروع ہوگی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

امابعد بندہ محمود رسول الہی بخش جہانگیر نگری خدمات مین مومنین خالص الایمان و مسلمین کامل الایقان کے یہ عرض کرتا ہے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مغز ہے عبادت کا پھر سنایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قول اللہ کا فرمایا رب نے تمہارے ادعونی استجب لکم ان الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون جہنم داخرین یعنے مجھکو دعا کرو تم میرے پاس تو مین قبول کرونگا تمہارے دعا اور برلاونگا تمہاری حاجتین اور جو لوگ کبر کرکے دعائین مانگتے میرے پاس جلد جہنم مین داخل ہونگے

سب فرمایا فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ نے بندہ کو چاہیئے کہ ہر وقت اللہ سبحانہ کے پاس
دعا مانگی اور سب حاجتین اللہ تعالی سے طلب کری اور یہی ہی علامت عبودیت کی اور محبوب
اللہ کا وہ شخص ہے جو ہر وقت ہر بات اللہ سبحانہ سے مانگے اور برا آدمی اللہ کے نزدیک
وہ ہی جو اللہ سبحانہ سے بے آرزو رہے اور محبوب آدمیون کا وہ شخص ہے جو آدمیون سے
بے آرزو رہے اور کچھہ نہ مانگے اور برا شخص آدمیون کے پاس وہ ہے جو شخص آدمیون سی
کچھہ مانگتا ہے آب مسلمان بہائیون کے فائدے کے واسطے چند دعا لکھتا ہون امراض مشکلات
کے دفع کیواسطے اور وہ دعا جو تجربہ کیا گیا ہے معتبر کتابون سے تحقیق کرکے جیسا کہ مجموع
الوظائف اور قول الجمیل اور دعوات مسنونہ اور حصن حصین اور احیاء العلوم لبستان العارفین
وغیرہ سے چنکر صحیح کرکے لکھدیا اس امید سے کہ ہمکو دعا خیر کرین اول دعا عقیمہ یعنے
بانجہ عورت کیواسطے ہرن کی جہلی پر زعفران اور گلاب سے یہ آیت لکھے ولو ان
قرانا سیرت بہ الجبال او قطعت بہ الارض او کلم بہ الموتی بل للہ الامر جمیعا۔
پہر اس تعویذ کو اسکی گردن مین باندہے اور یہہ عمل کرنا ہے کہ پاس لوگون پر سات سات
بار اس ایت کو پڑہے او کظلمات فی بحر لجی یغشاہ موج من فوقہ موج من فوقہ سحاب ظلمات
بعضہا فوق بعض اذا اخرج یدہ لم یکد یراہا ومن لم یجعل اللہ لہ نورا
فما لہ من نور اور ایک لونگ ہر دن کہاوے اور شروع کرے حیض کی غسل فراغت
ہونے سے اور انہین دنون مین اسکا زوج اوسی قربت کرے اور وہ رات کو کہاوی
اور پانی نہ پیئے اور جو عورت بچہ اسقاط کردیتی ہو تو ایک تاگا کسم کا رنگا اسکی قد کی
برابر ہی اور اوسپر نو گرہین لگاوے اور ہر گرہ پر یہہ پڑہے واصبر وما صبرک
الا باللہ ولا تحزن علیہم ولا تک فی ضیق مما یمکرون ان اللہ مع الذین اتقوا
والذین ہم محسنون اور قل یا ایہا الکافرون پڑہے اور پہونکے اور جس عورت کو
دروزہ ہو یعنے لڑکا پیدا ہونیکا درد تکلیف دے تو پرچہ کاغذ مین یہ آیت لکھے

والقت ما فیہا وتخلت واذنت لربہا وحقت اھیا اشراھیا اور اس آیت کو ایک پرچہ پاک
کپڑے مین لپیٹے اور اسکی بائین ران مین باندھے تو وہ جلد جنیگی اور جو عورت سوا لڑکی کے لڑکا نہ جنتی
ہو تو حمل پر تین مہینے گذر گئے ہون کی جہلی پر زعفران اور گلاب سے اس آیت کو لکہے اللہ
یعلم ما تحمل کل انثی و ما تغیض الارحام و ما تزداد وکل شیء عندہ بمقدار عالم الغیب
والشہادۃ الکبیر المتعال اور اس آیت کو لکہے یا زکریا انا نبشرک بغلام اسمہ یحیی لم نجعل
له من قبل سمیا پہر یہہ لکہے بحق مریم وعیسی ابنا صالحا طویل العمر بحق محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
یعنے پہر اس تعویذ کو حاملہ باندہے اور جس عورت کا لڑکا نا زندہ رہتا ہو تو اجوائن اور
کالی مرچ ان دونون چیزون پر دوشنبہ یعنے پیر کیدن دوپہر کو چالیس بار سورہ والشمس
پڑہے ہر بار درود پڑہکر شروع کرے اور اُسی درود پر ختم کرے اسکو ہر روز عورت
کہایا کرے حمل کی دن سے لڑکے کی دودھ چہوڑانے تک اور جو عورت سوای لڑکی کے
لڑکا نہ جنتی ہو تو اُسکے پیٹ مین گول لکیر کہینچے ستر بار ہر بار ہر بار انگلی کی پہیرنے کے
ساتھہ یا متین کہے اور جس لڑکا پر نظر لگا ہو اور لگانیوالا ثابت ہو جاوے تو اوسکے
منہہ اور دونون ہاتہہ اور دونون پاؤن اور اُسکی شرمگاہ دہونے کو کہے ایک برتن
مین اور اس پانی کو اسپر چہڑکے جسکو نظر لگے تو اُسی دم اچہا ہو جاوے اور امام مالک
نے موطا مین روایت کئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر لگانیوالی کو اسیطرحکی
مانند کا حکم کیا یعنے شرمگاہ وغیرہ دہونیکا اور جسوقت لڑکا یا لڑکی پیدا ہو تو اُسوقت
اذان اور اقامت کہے تو اُم الصبیان کا بیمار نہین ہو ویگا اور جسپر جادو کا اثر ہوا اور اُس
بیمار کیواسطے جسکی بیماری نے طبیبون کو عاجز کر دیا ہو چینی کی سفید برتن مین یہہ اِسم
لکہے یا حی حین لا حی فی دیمومۃ ملکہ و بقائہ یا حی اور فاتحہ ضم کرے اِس دعا
کی ساتہہ پہر اسکو پانی سے دہوکر چالیس دن پیئے اللہ کے فضل سے جلد اچہا ہو ویگا
اور جس کو شیطان لگا یعنے باولا کر ڈالے یعنے جسپر آسیب کا خلل ہو تو اُسکے بائین کان مین

یہہ آیت سات بار پڑھے ولقد فتنا سلیمان والقینا علی کرسیہ جسدا ثم اناب تو جلد دور ہو جاویگا اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور یہہ بھی آیا ہے آسیب دور کرنے کیواسطے کہ اُسکی کان مین سات بار اذان دے اور سورۂ فاتحہ اور قل اعوذ برب الفلق اور سورۂ ناس اور آیت الکرسی اور سورۂ طارق اور سورۂ حشر کی آئتین یعنے ہو اللہ الذی سے آخر تک اور سورۂ صافات بالکل پڑھے آسیب جلد چلا جاویگا اور جس مکان مین جن معلوم ہو تو پاک پانی پر سورۂ فاتحہ اور آیت الکرسی اور پانچ آئتین اول سورۂ جن کی پڑھے اور اس پانی پر دم کرے بعد اس پانی کو اُس جگہہ اور مکان کی چوطرف چھینٹے مارے تو وہان جن پھر نہ آویگا اور اگر کسی گھر مین آگ لگاتا ہے شیطان نے یا پتھر پھینکتا ہے کسی کی گھر یا مکان کے نواحی مین یا کوئی شہر یا گانون مین تو اس آیت کو پڑھے انہم یکیدون کید او اکید کیدا فمہل الکافرین امہلہم رویدا کو چار لوہی کی کیلون پر پڑھے اور پھونکے اور اُس کیلونکو گھر یا شہر یا گانونکی چار و نطرف گاڑے اور پڑھنے کا ترکیب حضرت مولانا مرشدنا جونپوری صاحب نے ہمکو کہا کہ پانچ بار پڑھے اور پھونکے اس حساب کے ساتھہ پچیس بار مین پانچ بار پھونک دینا پڑا اور جب چیچک کی بیماری ظاہر ہو تو نیلا تاگا کا ڈوری بانٹ اور اسپر سورۂ الرحمٰن پڑھ اور جب بار کہ تو فبای الاء ربکما تکذبان پر پہنچے تو ایک گرہ دے اور اوسپر پھونک ڈال اور تاگے کو لڑکے کے گردن مین باندھ دے حق تعالیٰ اسکو اس بیماری سے آرام دیگا اور ایک دو قبل ظہور مرض چیچک کی ٹیکہ دینے سے بھی بہت کم ہوتا ہے تداوی ہر نوع امراض شرعاً درست ہے دلیل کتب فقہ مین موجود ہے جیسا کہ فی اللغایۃ شرح الہدایۃ اور ایسا ہی تہذیب مین ہی جایز ہے واسطے بیمار کے اپنے پیشاب اور لہو اور مردار کہانا واسطے دوا کے ایسا ہی فتاوی سراجیہ اور اشباہ والنظائر اور سفر سعادت مین بھی ایسا ہی لکہا ہے مگر پوجہ اور کہٹ بٹھانا حرام ہے اور شرک ہے اور لڑکا پیدا ہو تو اس تعویذ

کو لکھی اور لڑکے کی گردن مین لٹکاوے تو حق تعالی اوسکو محفوظ رکھیگا وہ دعا یہ ہے بسم اللہ
الرحمن الرحیم اعوذ بکلمات اللہ التامۃ من شر کل شیطان وھامۃ و عین لامۃ
تحصنت بحصن الف الف لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم اور جسکو دیوانہ کتا
کاٹے اور اسکو دیوانہ ہوجانے کا خوف ہو تو اس آیت کو روٹی کی چالیس ٹکڑون پر لکھے
انھم یکیدون کیدا و اکید کیدا فمھل الکافرین امھلھم رویدا اسیکو
کھاوی کہ ہر دن ایک ٹکڑا کھایا کرے شفا ہو ویگا اور اگر کسی کا گردن مین کنٹھ مالا
ہو تو چمڑے کی تسمی پر جو مریض کی قد کی برابر ہو اکتالیس گرہ دے اور ہر گرہ پر یہہ دعا
پہونکے یعنی بسم اللہ سے آخر تک بسم اللہ الرحمن الرحیم اعوذ بعزۃ اللہ وعظمۃ اللہ
وبرھان اللہ وسلطان اللہ وکنف اللہ وجوار اللہ وامان اللہ وحرز اللہ وصنع اللہ وکبریاء
اللہ ونظر اللہ وبہاء اللہ وجلال اللہ وکمال اللہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
من شرما اجد اور جسکو صرع یعنی مرگی مین مبتلا ہو تو تانبے کا ایک پتر کی سوئی سے
یکشنبہ کی پہلی ساعت مین اس پتھر کی ایک کناری پر یہہ نقش کرے یا قہار انت اللہ
لا نطاق انتقامہ اور دوسرے کناری پر یہہ نقش کرے یا مذل کل جبار عنید بقھر عزیز
سلطانہ یا مذل اور اللہ کے فضل سے یقین ہے مرگی دفع ہوجاویگا اللہ تعالی کا فضل
اور کرم ہے اور ایک دعا لکھہ دیتا ہون وہ دعا تجربہ کیا ہوا حضرت مولانا استادنا کے
ساتھہ عبدالودود صاحب کے باسند کی روی انہ صلعم خبر دیا ہمکو جبریل عم نے نہین
احتیاج کسی دوا کی اور نہین احتیاج کسی طبیب کی تب ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم
نے کہا یا رسول اللہ ہم سب محتاج ہین طرف اسکی پس کہا پکڑو پانی ابر کی اور پڑھو اوس
پانی پر سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص اور فلق اور ناس اور آیۃ الکرسی ہر یک کو ستر مرتبہ
اور پیو صبح اور شام سات دن تک تحقیق دفع کریگا بدن سے تمہارے ہر ہر بیمار کو
اور یہہ پانی دوا ہے ہر ہر بیماری کا کہانسی اور زور دسینہ او رحصر بول اور جو عورت حاملہ

نہین ہوتی حاملہ ہوجاویگی قوت باہ ہوویگا اور آتشک دفع ہوویگا اور عبد اللہ ابن زید
نے کہا سانپ یا بچھو وغیرہ کے زہر دفع کرنیکے واسطے اس منتر کو ہمنے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے سنا اور اسکی اجازت چاہا حضرت نے اجازت دیئے اسکی پڑھنے کی وہ دعا یہ ہے
بسم اللہ شجۃ قرنیۃ ملحۃ بحر فقطا سلام علی نوح فی العالمین ہ جب آگ لگی تو اسکو
بجھانیکی دعا کہے اللہ اکبر پکار کے کہے تو آگ بجھ جاویگا اور دیوانیکو اچھا کرنیکی دعا الحمد اسے
سات دن تک صبح اور شام جب تمام کرے الحمد کو تب جمع کرے اپنا تھوک پھر تھونکے
اسکو دیوانے پر اللہ تعالی کا فضل جلد اچھا ہوویگا زخم اور پھوڑا اچھا کرنیکی دعا
تربۃ ارضنا بریقۃ بعضنا لیشفی سقیمنا باذن ربنا شرح مشکوۃ مین لکہا ہے آنحضرت صلعم
دہن مبارک کا تھوک اپنے انگلی پر لگاتے اور انگلی کو زمین پر رکھتے تھے اور درد کی
جگہہ پر اس انگلی کو پھیرتے تھے اور کہتے تھے اور جسکا غلام بھاگ گیا ہو تو ایک کاغذ مین
لکہہ اور اسکو کسی چیز مین لپیٹ کر اندھیری کوٹھری مین دو پتھر دن کی بیچ مین رکہہ دے یعنے
سورۂ فاتحہ اور آیۃ الکرسی کو لکہہ پھر اللہم سے یا ارحم الراحمین تک لکہہ پھر یہ آیت لکہہ او
کظلمات فی بحر لجی یغشاہ موج من فوقہ موج من فوقہ سحاب ظلمات بعضہا فوق بعض اذا اخرج
یدہ لم یکد یراہا ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور ومن ورائہم برزخ الی
یوم یبعثون وضرب لنا مثلا ونسی خلقہ واللہ من ورائہم محیط بل ہو قرآن مجید فی
لوح محفوظ پھر یہ دعا پڑھے اللہم انی اسالک سے آخر تک اللہ تعالی کا فضل وکرم سے
بھاگا ہوا غلام جلد اپنے مولا کے طرف لوٹیگا اور جب تو چاہے کہ حق تعالی سے اپنے مراد
حاصل کرے تو سورۂ فاتحہ کو پڑھ اس ترکیب سے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کی میم کو
الحمد للہ کی لام سے ملاوے یکشنبہ کے روز سے فجر کی سنت اور فرض کی درمیان
مین شروع کرے ستر بار اور دوسرے دن اوسیوقت ساٹھ بار اور تیسرے دن پچاس بار
بعینہٖ ہر روز دس دس بار کم کرتا جاوے یہان تک کہ ہفتہ کے دن دس بار پڑھے

تو کام تیرا یعنے مقصد پورا ہوجاویگا اسمین کچھ شک نہین اللهم انی اعوذبک من عذاب النار وفتنۃ النار وفتنۃ القبر وعذاب القبر وشر فتنۃ الغنی وشر فتنۃ الفقر واعوذبک من القسوۃ والغفلۃ والذلۃ والمسکنۃ واعوذبک من الفقر والکفر والفسوق والشقاق والسمعۃ والریاء واعوذبک من الصمم والبکم والبرص والجنون والجذام وسیٔ الاسقام یا اللہ بیشک مین پناہ مانگتا ہون تجھسے آگ کے عذاب سے اور آگ کی آزمایش اور قبر کی ازمایش اور عذاب قبر سے اور بدن کے آزمایش اور توانگری اور آزمایش محتاجی سے اور پناہ مانگتا ہون مین تجھسے سخت دل اور سیاہ دل ہونے اور غفلت اور مفلسی اور ذلت اور محتاجی سے اور پناہ مانگتا ہون مین تجھسے محتاجی اور کفر اور فسق اور مخالفت اپنے عمل لوگونکو سنانے اور دکھانے سے اور پناہ مانگتا ہون مین تجھسے بہرے ہونے اور گونگے ہونے اور سفید کوڑھ سے اور دیوانے ہونے اور بدن پکنے کے کوڑھ سے اور برے مرضون سے یہہ دعا حذب الاعظم سے لکھا ہے اور یہ دعا لکھنے کا سبب یہ ہے کہ ایک روز ایک کوڑھ کا مرض والا حضرت مولانا مرشدنا شاہ کرامت علی حنفی جونپوری صاحب سے سوال کیا اور اپنے بیماری کا حال کہا تب مولانا موصوف نے یہ دعا حذب الاعظم کے کہا مین انکو دکھاوے اور فرمایٔے کہ مولوی محمود رسول الہی بخش صاحب کے پاس لیجاؤ تب وہ صاحب ہمارے پاس لائے مین نے انکو نقل کردیا اور اپنا دل مین سوچا کہ صاحب ضرر ہونے کے سبب سے یہہ نعمت پائی اور جو لوگ غیب ہے وہ معذور ہین تو چاہیٔے لکھہ کے دے ہر آدمی کے مدد کیواسطے اور ہمکو کچھہ ثواب ملے فقط

تمام شد

سنہ ۱۲۷۸ ہجری کلکتہ

کتاب دعاء امراض مشکلات

اب سنو مومنون ہمارے مرشد کی خوبی وہ حضرت معروف مشہور سب ملک پر کیونکہ سنت جماعت حنفی مذہب کو خوب مضبوطی سے پکڑے ہین کوئی فرقہ نے حضرت کو ہٹانے نہ سکا کیونکہ یہ کمال ایمان کی سبب ہی کیونکہ سنت جماعت کو تمام زمانے مین ہر ہر قوم کی فائدہ ہے اور حضرت مولانا مرشدنا کرامت علی جونپوری ملک العلماء کے مذہب حنفی کو جاری رکھنے مین اور سنت وجماعت کی پیروی کرنے مین مسلمان لوگ آرام سے ہین اور ہندو بھی آرام سے ہین اور بادشاہ الزمان بھی آرام سے ہین اور بادشاہ کو بہت فائدہ ہوا اب سنو ای بھائیون مسلمان لوگ جو آرام سے ہین وہ اس سبب سے ہین کہ اگر لامذہب لوگون کی پیروی کرتا فساد برپا کرنا پڑتا جیسا اُن لوگون نے بعد سلمان ہونے کے جہاد مین کمر باندھتے تھے اور اُن لوگون کو معلوم نہین جو امن لینے کے بعد جہاد کرنا غدر ہے اور غدر کرنا حرام ہے جیسا ہدایہ اور جامع الرموز اور فتوای عالمگیری اور ور مختار اور شرح وقایہ اور جتنے کتاب علم فقہ کا ہے سب مین حرام لکھا ہے اب لامذہب خارجی لوگ حرام کو حلال جانکے غدر کیا کرتا ہے تو اس حرام سے اللہ تعالی نے مسلمان بھائیون کو بچایا ہے اور اگر خارجی لوگون کا پیروی کرتا تو اس ملک ہند اور بنگالہ کو دار الحرب جانکے جمعہ اور عیدین چھوڑنا پڑتا اور بادشاہ سے لڑنا پڑتا حالانکہ یہ ملک بادشاہ زمان کا دار الحرب نہین ہے اور ہندو لوگون کا جو فائدہ ہوا وہ یہ ہے وہابی خارجی جب ایک بار بڑے زور کیا تہا سننے مین آیا ہے کہ بہت ہندون کا مال مکان لوٹا تھا اور ہندو لوگ بہت ڈر گیا تھا اب اُن لوگون کا وہ ڈر جاتا رہا جب حضرت مرشد نے کہا کہ اُن لوگون کا مال مکان لوٹنا حرام ہے تب اُن خارجیون کا بات کو حرام جان کے حنفی مذہب کی کتاب پر عمل کیا اور بادشاہ زمان کا جو فائدہ ہے وہ یہ ہے اگر مرشد برحق نے حنفی مذہب کا کتابون کو نہ جاری کرتے ہر ہر طرف فساد برپا ہوتا اب ہر ہر قوم کو چاہیے حضرت مرشد برحق کو دعا دے خیر سے یاد کرے اور اگر اس کتاب

کو کوئی پڑہے اور جو عمل کرے وہ ہزارہا نعمت دنیا اور آخرت مین پاویگا
اور بغیر عذاب کے بہشت مین داخل ہوویگا اور ہر ہر کام بر آرہوویگا
کوئی طرحکی حاجت نہ باقی رہیگی اور عمر دراز ہوگی اور مرض مشکلات
دفع ہوویگی خلق اللہ مین بڑا اعتبار ہووے گا کیونکہ
معرفت سے بڑھکے کوئی نعمت نہین
خداوندا میرے کوششون کو
مشکور کر اور میرے نام صادق کے
ساتھہ مذکور کر
آمین

تمام شد

خاتمة الطبع

بعد ثنای کبریا و درود بر اشرف انبیا نسخۂ بے بہا مسمی بہ **زاد التقوی** من تصنیف
عریف کامل و ناہر سحاب ہامر و ماطر عالم المعی فاضل لوذعی مولنا کرامت علی
برد اللہ مضجعہ۔ باہتمام جناب مولوی محمد اسرائیل صاحب بخط خوب و چاپ
مرغوب بماہ جنوری سنہ ۱۸۹۴ع مطابق ماہ رجب المرجب سنہ ۱۳۱۱ھ۔ در شہر
کلکتہ مطبع سعیدی واقع کلنگا بازار اسٹریٹ نمبر ۹۴ رونق انطباع یافت

اطلاع اس دوکان مین ہر علم و فن کی کتاب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لئے موجود ہے جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق المودوکان سے ملسکتی ہے جسکے معاینہ و ملاحظہ سے شائقین حالات کتب کی معلوم فرماسکتے ہین - ایمین سے اس کتاب کے اخیر مین بعض کتب تفسیر و حدیث و فقہ و اصول و غیرہ فارسی و عربی وغیرہ کی درج کرتے ہین تاکہ کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو :- ناہموہند ۲

قرآن شریف نظامی
قرآن شریف نقل نظامی
قرآن شریف پنج جہری
ایضاً نقل دہلی مطبوعہ لکھنؤ
قرآنشریف مطبوعہ مٹیا برج
قرآنشریف نقل کلکتہ پارہ پارہ علیحدہ
ایضاً مترجم ۔۔۔ مطبع دہلی

تفسیر و احادیث و اصول احادیث

عینی شرح بخاری مصری
تفسیر احمدی
تفسیر سراج المنیر
[illegible] ۳

کتب فقہ و اصول فقہ

ہدایہ ہر چہار جلد
شرح وقایہ جلدین اولین مع عمدۃ الرعایۃ
فتاوای عالمگیری کامل
شامی کامل مصری
فتاوای قاضیخان کامل

ارکان اربعہ - از تصنیفات

عمدۃ المتاخرین و قدوۃ المحققین مولانا عبد العلی بحر العلوم رحمۃ اللہ علیہ عمدہ دبیز سفید کاغذ تقطیع ۲۲×۲۹ پر بخط خوب و چھپائی مرغوب چھپکر طیار ہے فقہ کی کتابون مین ایسی جامع اور مستند کتب نہین چھپی جو کل مسائل صوم و صلوۃ و حج و زکوۃ پر حاوی ہو اسیطرح یہ کہ مولٰنا رحمۃ اللہ علیہ نے ہر مسئلہ کو نص قرآنی و احادیث صحیحہ سے اسطرح لفظ بلفظ ثابت کیا ہے کہ دقیقہ شناسان و محققان علم دین کو اسکے درس سے اک خاص مسرت حاصل ہوتی ہے - اور تدقیق مسائل مزید بران - یہ وہی شاہد معنی ہے جسکا تمام زمانہ مشتاق تھا مگر بعوض نقد جان بھی دیدار نصیب نہ ہوتا تھا اب ۔۔۔ [illegible] نہایت بہ نصیب ہو سکتی ہے *

کتب دینیات و تصوف و اخلاق

مجموعہ خطب
مجموعہ خطب دوازدہ ماہی
ترجمہ تعبیر رویا -
آثار محشر
صبح کا ستارہ
کتب الانبیا

اطلاع ضروری

واضح ہو کہ خادم نے جناب مولانا حافظ احمد حسن صاحب
خلف الرشید جناب مولانا کرامت علی صاحب مرحوم و دیگر وارثان
مولانا مرحوم سے خاص اجازت حق تصنیف تالیفات کی حاصل
کر کے بصرف زر کثیر مطبع سعیدی میں چھپوائی ہے اور بموجب قانون
رجسٹری بھی کرائی ہے لہذا عام طور پر اطلاع دیجاتی ہے کہ کوئی صاحب بغیر
تحریری اجازت کے اس کتاب کو [illegible]
نام [illegible] مصنفین کو [illegible] تبدیل یا تغیر کر کے چھپوینگے تو ان پر دعویٰ
قانونی ہوگا اور بعوض نفع سخت نقصان اوٹھانا پڑیگا۔
کاری نکند عاقل کہ باز آید پشیمانی ۔ المشتہر
[illegible] ٹولہ